

BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224281

UNIVERSAL
LIBRARY

دسویں جلد

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

ترجمہ سٹریٹ آف لندن
مصنفہ

مارج کیمپبیل ایمری لینڈرس



ترجمہ
تیرتھ رام فیروز پوری

پبلشرز
لال برادر

پارسنز روڈ ٹولکھا لاہور

فسانہ لندن

958

Shocked 196

سہ ماہی



سلسلہ اول مکمل اردو ترجمہ اجلدوں میں

از منشی تیرتہ رام صاحب فیروز پوری

دینا لٹرس کے نااولوں میں سبک دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز نااول ہی ہے
قابل مصنف نے اس میں نیکی اور ہمدی کے درمیان معین کئے ہیں اور دونوں جوان ایک ہی وقت
میں ان دو طرحوں پر ایک ہی منزل مقصود کا مہیا بنی کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گزار اور
پر شور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جا بجا آسانی فودگا ہیں موجود ہیں۔ دوسری
سیدھی دھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے نلنے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے چمبے مصنف
دکھانا چاہتا ہے۔ کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک لے
میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس نااول کا خاص بلاط ہے۔ مگر جلدی طور پر اس قدر مشورع ایسے عجیب اور اتنے حیرت
لیک کر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک بار شروع کرتے
بغیر طبیعت کو مین نہیں آتا غضب کا دل فریب نااول ہے اور اس پر مصنف کی جاوید بانی اور شستہ
طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے۔

نیکی اور ہمدی رنگناہ اور پاکبازی۔ افلاطون قول کے مینا ر حیرت خیز نظر آئے پیش کئے ہیں۔
اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر محاذ سے اصل عبارت کے مطابق ہے مگر ہر محاذ
ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سیکڑوں سندات خوشنودی موصول ہوئی ہیں۔

ضممت ۱۱۴۴ صفحات سے زیادہ قیمت ۱۱۴۴ مصروف لٹاک الگ۔

جدید اجلاس ہی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ جلد اول کی قیمت ۱۱۴۴ اور باقی چھ حصوں کی ۱۲۱۴۴ مصروف لٹاک الگ۔

لال بہادر دس، پارسنر روڈ، لکھنا لاہور

دنیس جسد

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

۱۹۲۲ء

لال برادر س

۴۔ پار سنر روڈ۔ نو لکھا۔ لاہور

ولیش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بھارام کپتا پرنٹر چھپا

نیت ۱۲

(حقوق محفوظ)

اشاعت ثانی

فہرست مطالب

صفحہ	مضمون	باب
۱۰۸۶	جیل خانہ نیوگریٹ	باب ۹۳
۱۱۰۳	سٹوٹ ہریس کا شراب خانہ	باب ۹۴
۱۱۱۶	سکیرنس ولیرز اور اس کی خالہ	باب ۹۵
۱۱۲۶	سر کرشو فرلیسنٹ کی وجوہ	باب ۹۶
۱۱۳۵	کارٹنن ہنس	باب ۹۷
۱۱۵۲	عدالت انصاف	باب ۹۸
۱۱۵۸	رمزور پیشہ لوگوں کی حالت	باب ۹۹
۱۱۶۷	ارل آف اینگلم اور دستبرداری ٹین	باب ۱۰۰
۱۱۷۸	جستی کا عجیب و غریب واقعہ	باب ۱۰۱

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

دسویں جلد

جیل خانہ نیوگیٹ

باب ۹۳

رات کے ۲ بجے تھے۔ اور وقت کی آہنی آواز صدر مقام عالم کے ہزار ہا گھنٹوں کی زبان سے اسکی سادھی کر رہی تھی۔

اسوقت جب کہ بیلک شب کی سیاہی تمام کمرہ مرض پر چھائی ہو۔ رات کے سناٹے میں گھنٹہ بجنے کی گہری۔ پر زور آواز کس درجہ مؤثر ہوتی ہے!

نہ کہ یہ وقت آرام کا ہے۔ مگر خواب اور آسائش دو ایسی نعمتیں ہیں۔ جو ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتیں۔

مجرم۔ مریض اور منہموم لوگوں کی راتیں اکثر شب بیداری میں گذرتی ہیں۔ ان کی صورت میں مکان کی حالت خواب آور ہونے کی بجائے آٹا پریشان کن ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح حد سے بڑھی ہوئی خوشی میں بھی نیند کو دور کر دینے کا اثر پایا جاتا ہے۔

حقیقت میں نیند ایک متلون طبیعت کی پری ہے۔ جسے اپنے طلبگاروں پر بھی کر کے غلام بنا ہے۔ جنہیں سب سے زیادہ اس کی خواہش ہو۔ ان سے وہ اور بھی دور بھاگتی ہے۔ کسی ناز آفریں حسد کی طرح وہ اپنے عاشق ناکام کے آس پاس پھرتی ہے۔ مگر قریب تر نہیں

آتی۔ اور کبھی اتنی سخت گیر اور ظالم ثابت ہوتی ہے۔ کہ لاکھ منت کرنے پر بھی فاصلہ پری رہتی ہے۔

جب شہر لندن میں وقت کی آہنی آواز دو ٹوکی منادی کر رہی تھی۔ کیا بد نصیب ٹارنر یا اس کی مصیبت زدہ۔ خطا مار بیوی کی آنکھیں مھو خواب تھیں؟

نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایک ہی عمارت میں... اگرچہ ایک دوسرے سے بالکل جدا۔ دونوں برگت قسمت بنار کے مرض کی طح اپنے سخت بستر پر گرڈیں لیتے اپنے سر کو ادھر ادھر پٹک رہے تھے۔ لاکھ کوشش کرتے تھے۔ کہ نیند آئے۔ مگر نہ آتی تھی۔

اس بیداری۔ خاموشی اور تاریکی میں وہ خیالات جو یکے بعد دیگرے حجم اور خطا دار دلوں کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔ کتنا خوفناک اثر رکھتے ہیں۔ ایسے اوقات میں ذہن انسانی ہمیت و خیالات کا سرچشمہ بن جاتا ہے۔ خوفناک روجیں۔ ڈرنے والے سائے اور ہستیاں مناظر ایک نہ ختم ہونے والے جلوس کی طح سامنے سے گزرتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب حافظہ غضب کی تیزی رفتار سے اس تمام عرصہ زندگی کا نظارہ لیتا ہے۔ جو بیکار صحن ہوا تمام برے افعال جن کا اس وقت تک ازسکاپ ہوا تھا۔ خوفناک مجسم صورتوں میں نمودار ہوتے ہیں۔ اور فقط راباندہ کر سائے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اپنے تنگ و تاریک حجرہ میں کھر درے بستر پر لیٹے ہوئے بد نصیب ٹارنر کو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا کسی نے مجھے زندہ قبر میں دفن کر دیا ہے۔ اسے اپنا دم گھٹتا اور پہلوؤں پر دباؤ محسوس ہوتا تھا۔ مضطرب تخیل اس کی شب بیدار آنکھوں کے سامنے سیکڑوں طرح کے خوفناک مناظر پیش کرتا تھا۔

کیا واقعی میں جلیانہ نیو گیٹ میں زیر جلاست ہوں؟ کیا یہ محض ایک خوفناک خواب یا میرے تخیل کی پریشانی تو نہیں ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ دست انصاف نے مجھے میرے پر اسٹش مکان سے لاکر... تمام علایق دنیا سے الگ اس خوفناک جیل خانہ میں لا ڈالا ہے؟

نہیں! نہیں! یہ غیر ممکن ہے! ایسا ہو نہیں سکتا۔ ابا! اکس قدر مضحکہ خیز خیال ہے!

مگر... ان! اسے راحم خدا! اس نے اپنے بازو پھیلائے۔ اور اس کے ہاتھ سر دکھادی دیواروں سے لگے۔ انہیں قریب تر کھینچا۔ تو معلوم ہوا کہ میں ایک آہنی چار بائی پر چڑھ چکا ہوں

جس کے اوپر کمر و اعتر کھچا ہوا ہے۔ اور بجا کی طرح گرم ہوا ایک موٹے گھوڑوں پر ڈالنے کے کبل میں پلٹے ہوئے ہیں!

اس حالت زار سے خبردار ہو کر اس بدنصیب کے منہ سے کہہنے کی ایسی دردناک آواز نکلی جسے سن کر اس صورت میں بھی کہ وہ دس ہزار گنا زیادہ خطا وار ہوتا۔ دل میں درد پیدا ہونا یقینی تھا۔ وہ ایسی پراڈیت آواز نکلتی کہ شیطان بھی اسے سن کر یہ کہہ دیتا۔ اس شخص نے بہت تکلیف اٹھائی ہے!

تکلیف! اسے مقدس خدا۔ اس شخص کی تکلیف کا کیا ٹھکانہ ہے۔ جو مضبوط آہنی دروازوں سے محصور قبر ناجحہ تاریک میں بند ہے جسے تیری بیش بہا سختیں ۰۰۰ پاک و صاف ہوا اور دن کی مسور روشنی بھی نصیب نہ ہوں۔ جہاں کوئی اس کا ٹنگسا اور کوئی بارود دگا نہ ہو!

تکلیف! کہتے ہیں سب زیادہ تکلیف اس شخص کو ہوتی ہے۔ جو اپنا قدم بھیانسی کے تختہ پر رکھنے لگتا ہے۔ مگر سچ جانے اس بدنصیب شخص کو بھی اتنی تکلیف محسوس نہ ہوتی ہوگی جتنی مغلوب اور تباہ حال ٹانز کو ہو رہی تھی۔ ہمت و استقلال کی کمی سے وہ سارے جرائم جن کا ارتکاب اس نے اپنی زندگی میں کیا۔ اس کی نگاہوں کے سامنے خوفناک تصاویر کی صورت میں حلقہ زن تھے۔ اور دور فاصلہ پر اس انتہائی جرم کے شبہ میں جو اس سے منسوب کیا گیا تھا۔ فرشتہ اجل کی دھندلی مگر یقینی صورت نظر آ رہی تھی۔

یہ سچ ہے کہ وہ جرم قتل کا مرتکب نہیں ہوا تھا۔ مگر ایک اور جرم جس کے لئے دنیاوی قانون نے اس سے باز پرس نہیں کی تھی۔ مگر بردست آسمانی قانون ہر وقت اسے عذاب دے رہا تھا۔ یعنی روزِ امت کے متعلق اس کی انتہائی شیطنت کی یاد۔ سب سے زیادہ اسے دردِ اذیت ہے رہی تھی۔ بدنصیب ۰۰۰ انتہا سے زیادہ بدنصیب آدمی! تاریکی و خاموشی اور بے آرامی واقعہ میں اس کے لئے خوفناک بلائیں تھیں۔ اتنی خوفناک کہ جس وقت وہ تپ محرقہ کے مریض کی طرح بستر پر بے چینی کی کروٹیں لے رہا تھا۔ ہزاروں مرتبہ اس کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ موت ہی آکر اس عذاب سے نجات دے۔ اگرچہ اس کے باوجود اس کے پاس خودکشی کا کوئی ذریعہ ہوتا۔ تو وہ اپنی جان لینے کی بھی جرأت نہ کر سکتا۔

چونکہ اس سے ایک نہایت خوفناک۔ انتہائی جرم منسوب کیا گیا تھا۔ اس لئے اسے

باقی قیدیوں سے الگ ایک جگہ میں زیر حراست رکھا گیا۔ اس کے خلاف قتل عہد کا الزام تھا اور وہ اس کوٹھری میں بند تھا۔ جس کے سیکرڈن کمین اس سے پیشتر بھانسی کی راہ سے ملک عدم کو سفر کر چکے تھے۔

ناظرین۔ اس خوفناک جیل خانہ میں جسے لوگ نیو گیٹ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ پورے کمرہ کی سکونت کا حق خاص (اگر کسی طرح اس قبر خاں کوٹھری کو کمرہ کا لقب دیا جاسکتا ہے) صرف ان شخصوں کو ہی حاصل ہے جن پر قتل کا الزام عاید کیا گیا ہو جن سے نسبتاً ہلکے الزامات منسوب ہوئے ہوں۔ انہیں ایک ہی جگہ رکھا جاتا ہے۔ جہاں پر کثیف کرہ ہوائی کمیون کے کثیف ترخیلات کی اشاعت کا ذریعہ بنتا ہے۔

آہ! یہ جیل خانہ کتنا ہیبت زام مقام ہے۔ اس کا وجود صدر مقام کی تہذیب پر کتنا بڑا دغ لانیوالا ہے!

یہ امر موجب افسوس ہے کہ ایسے مقام کا انتظام لندن کے آئڈرین کی ایک ناقابلِ حل اور بڑے دل جماعت کے ماتھے میں دیا گیا ہے۔ یہ امر باعث مذمت ہے کہ مقامی انتظام کی اس افسوسناک خرابی کو محض اس لئے برقرار رہنے کا موقعہ حاصل ہے۔ کہ آج تک کسی بدتر نے اس حالات زمانہ سے پس افتادہ۔ قابلِ مذمت جماعت سے اس کے اختیارات واپس لینے کی جرات نہیں کی۔

مشرطہ رز کی بیوی ... صرف ایک دن رات کی دہن کو جس سے ہمارے ناظرین بڑھا سٹنگسبی کے معروف نام سے اچھی طرح شناسا ہیں۔ اپنے شوہر کی طرح ایک جہ کوٹھری میں نہیں رکھا گیا تھا۔ کیونکہ اس کے خلاف اس کے شوہر کی طرح قتل کا خوفناک الزام عاید نہیں ہوا تھا۔ اس کا الزام چونکہ نسبتاً ہلکا تھا۔ اس لئے اسے کئی اور مجرم عورتوں کے ساتھ ایک ہی کمرہ میں رکھا گیا۔

جب وقت کی آہنی آواز نے دوپہن کی منادی کی۔ تو یہ بھی اپنے شوہر کی طرح کھڑک پر بستر پر بیدار پڑی تھی۔ اور اس کی حالت ... اگر یہ ممکن سمجھا جائے ... تو اپنے شوہر کی حالت سے بدتر تھی۔

یہ اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو اس الزام سے جو اس کے خلاف عاید کیا گیا ہے بے قصور سمجھتا تھا۔ اور یہ تصور دار۔ اس کے زخم خوردہ دل اور پریشان روح کے لئے معصوم

کاسہارا ابھی موجود نہ تھا۔ کیونکہ یہ اپنے آپ کو حقیقتاً مجرم سمجھتی تھی۔ اور اس جرم کا بوجھ اس کے سینہ پر سیسے کے ڈلے کی طرح پڑا ہوا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ جلسہ سازی کا جرم میرے خلاف یقیناً ثابت ہو جائے گا۔ اور اس جرم کی سزا قانون کی رو سے موت ہی مقرر تھی۔

موت!... ہاں۔ وہ موت جس کا ذریعہ سرکاری جلا دہن تھا۔ یعنی پھانسی کی ذلت بخش۔ عبرتناک موت!

ہر ایک لمحہ جو گزر رہا تھا۔ اس کی زندگی کو خاتمہ کے قریب تر لانیوالا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھتی تھی۔ مغربی کسی دوشنبہ کی صبح کو۔ مقدمہ کی سماعت کے بعد جس میں مجھے سزا دیا جائے گی۔ بچہ سزا یافتہ اشخاص کی کوٹھری سے کسی تاریک اور خوفناک راستوں سے گناہ کر اس مقام پر لے جائیں گے۔ جہاں پھانسی ایک خوفناک۔ سیاہ حضرت کی طرح منواری ہوگی اس کی چند بیڑیوں پر مجھے زبردستی کھینچ کر لایا جائے گا۔ ہزاروں انسانی آنکھیں میری نزع کی تکلیف کو دیکھنے کے لئے منتظر ہوں گی۔ پھانسی کے تختہ پر کھڑا کر کے پادری اپنی رسمی دعا پڑھنا شروع کر دے گا۔ اُسے! وہ چند منٹ کا عرصہ صدیوں کی سلسل اذیت سے زیادہ خوفناک اور ہیبت بخش ہو گا۔ میری قوت سامعہ اس وقت جلا دہی کی اٹھکی کی اس آواز کو بھی محسوس کرے گی۔ جب وہ تختہ کو کھینچنے لگے گا۔ اور پھر جب وہ ہلکے تختہ پاؤں کے نیچے سے نکال لیا جائے گا۔ تو میری جان۔ دم گھٹنے کی تکلیف سے کس طرح تڑپ تڑپ کر سکے گی!

یاد دہی بدو جب کے بد نصیب عورت کا تخیل پھانسی کی موت کا نظارہ غایت بچہ کی تفصیل کے ساتھ پیش کرتا رہا۔ اس وقت کی ہر ایک خوفناک رسم۔ ہر ایک جزوی تفصیل اس کے پیش نظر تھی۔ اور قی خانہ کی کوٹھری میں بیٹے ہوئے نیند حاصل کرنے کے بے سو کو ششش میں یہ سماں بار بار اس کی آنکھوں میں پھرتا تھا۔

پھانسی کے خوفناک مراسم قابل یادگار صحت اور نہ بھولنے والی درستگی کے ساتھ اس ذہن میں اپنا نقشہ پیش کر رہے تھے۔

ملہ جس زمانہ کا اس جگہ ذکر ہوا ہے۔ اس میں جلسہ سازی کے جرم کی سزا موت ہی مقرر تھی۔ تاہم ہندو میں مہاجنہ نندکار کا جلسہ سازی کے جرم میں پھانسی پانا ایک مشہور واقعہ ہے (۱۶ مرتعہ)

اس وقت یہ خیال کہ میں کیا ہوتی۔ اور اب کیا ہو گئی۔ بہت خوفناک... بہت ہی خوفناک تھا۔

اس کے لئے دنیا میں ایک بھی رشتہ امید باقی نہ تھا۔ اور موت ہمیشہ و نشاط کی اُٹنگوں میں ہی اسے عالم فنا کی طرف لے جانے کو تیار تھی۔ زندگی کی دلچسپیاں اور سوسائٹی کی راحتیں سراب فانی نظر آنے لگی تھیں۔

اسے کاش کوئی طاقت... کوئی ذریعہ... ان وحشت خیز روح فرسا خیالات کے بہاؤ کو روکنے کا ہو جو رورہ کر اس خوفناک صبح کا نقشہ پیش کر رہے تھے۔ جب اسے پھانسی کے تختہ پر چڑھنا ہو گا... جب اس بہیت خیز نشیب وروازہ سے نکلنے پر جتنے دیکھ کر ماہر وہ بھی لرزہ بر اندام ہو جاتے ہیں۔ ایک لمحہ بھر کے لئے۔ کھلے میدان کی تازہ ہوا موجب فرحت ثابت ہوگی۔ اور عین سامنے وہ تاریک اور خوفناک چوٹی کل دکھائی دے گی جو مجرموں کو راہ عدم پر لے جانیکا ذریعہ ہے... چوٹی ستونوں کے اوپر رکھی ہوئی لکڑی کے ساتھ ہلک زنجیر اور تختہ کے نیچے اس کا اپنا تابوت پڑا ہوا! اُف! اس خوفناک نظارہ کا تصور اتنا ہیبت زار ہے کہ مضبوط ترین دل بھی دھل جاتے ہیں۔ اور بڑے بڑے جو افراد مارے خوف کے رشتہ بر اندام ہونے لگتے ہیں۔

اے ناظرین۔ اس عالم ایجاد میں جرم کا ثمرہ دو ہی طرح ملتا ہے۔ یا تو قانون کے ذریعہ یا مجرم کے اپنے خیالات کی بدولت۔ مگر سچ بوجھے تو قانون جو سزا دیتا ہے۔ وہ اس سزا کے مقابلہ میں کچھ بھی ہستی نہیں رکھتی۔ جو خطا ارتکب کو اس کے اپنے خمیر کی ملامت سے ملتی ہے۔ مانا کہ پھانسی کا خوف بجائے خود جگہ پائش... روح فرسا ہے مگر اس شخص کا تجل جوتحقیقت میں گہہ گار ہو۔ اس خوف کو سیکڑوں۔ ہزاروں گنا مبالغہ آمیز کر کے پیش کرتا ہے۔

اس کتاب کے پڑھنے والو۔ اس بد نصیب مرد اور خطا دار عورت کی نظیر سے جن کا ذکر ہم اس وقت کر رہے ہیں۔ اور جن کے سرور پر سیکڑوں معیتیں اور انقلابات برق کی تیزی رفتار اور صدمہ کے ساتھ نازل ہوئے۔ عجز حاصل کرو۔ دیکھ لو۔ جرم کا ثمرہ عاقبت میں تو کیا۔ اس دنیا میں ہی ملتا ہے۔ بدی کا از کتاب نہ صرف معیوب بلکہ حماقت آمیز ہے۔ کیونکہ اس راہ پر چل کر کبھی کسی نے راحت نہیں پائی۔

اے زہ... ہلک... چہنی اور نظر فریب نہ۔ تو ہی وہ زبردست طاقت تھا۔ جس کی کشش نے ان دونوں سے طرح طرح کی خطائیں۔ گنہگاروں کے بعد آخر کار نیوگیٹ کے خوفناک جیل میں لا ڈالا۔

محرم تیری فاطمہ جلالی کی ترکیب ہوئی۔ اور مرد نے تیرے لئے اپنے بھٹ جگر کی عصمت فوجت کی جس وقت ٹارنزل نے وہ پہلا فعل شیع کیا۔ اسی وقت سے اس پر مصیبتیں نازل ہونے لگیں۔ اس کی ہر ایک تدبیر خاک میں مل گئی۔ سونے پر ہاتھ ڈالا۔ تو مٹی ہو گیا حتیٰ کہ حالات کے اجتماع نے آخر کار اس کی گردن پر اس خوفناک جرم کا بوجھ ڈال دیا جس کا تاوان اس کی زندگی تھا۔ اور یہ بھی اس صورت میں کہ وہ حقیقتاً اس جرم سے بے قصور تھا۔

پس ثابت ہوا کہ بدی کی ماہ پر چلنا نہ صرف بُرا بلکہ اپنے فوائد کے بھی خلاف ہے۔ ہی کرنا ایک ہلک حاکت ہے۔ جس کے اثرات کو کوئی پشیمانی ذائل نہیں کر سکتی۔ یہ ایک زبردست حقیقت ہے۔ جسے دنیا کا ہر شخص اپنی زندگی میں تسلیم کرنے پر مجبور ہوتا ہے... کوئی خوش نصیب مناسب وقت پر لیکن اکثر ان حالات میں جو معجزات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یعنی جیل خانہ نیوگیٹ کی خوفناک چارو نیاری میں محصور ہونے کے بعد!

نیوگیٹ! کہنے بے قدر درشتے تیری دہلیز پر ٹوٹ گئے... کس قدر لانا تھا شخصوں نے یکے بعد دیگرے تیرے دروازہ میں قدم رکھنے کے بعد۔ اس جرم پر مشافہ نہ ہونے کے باوجود اس دور زندگی کا لازمی تتمہ تھا جسے انہوں نے اختیار کیا۔ اور جس کی منزل مقصود آخر کار تو ہے۔ اپنی حاکت پر دانت پیسے۔ سر کو دھنا اور دم آخر تک کھانسی لگا کے۔

دن کے دس بجے تھے کہ ایک کرایہ کی گاڑی گورنر جیل خانہ کے مکان کے سامنے ٹکی جو نیوگیٹ کے بیرونی حصہ کے وسط میں واقع ہے۔ اس گاڑی سے پہلے ایک شکیل اور طویل القامت جوان اترا اور پھر اس نے ایک نقاب پوش خاتون کو سپہار اوسے کرا ترے میں بد دی۔

خاتون بظاہر سخت پریشان اور مضطرب تھی۔ کیونکہ وہ مرد کے بازو کا سپہار لے کر

پہل ہی تھی۔ دونوں گاڑی سے اتر کر سید سے گورنر جیل خانہ کے دفتر میں داخل ہوئے۔

مرکلیئرس ولیر زاور طاہون اس کی حسین بیوی ایڈیلائیٹس تھی۔

دونوں ٹیپون شائر میں ماہِ عمل کا دمانہ بسر کرنے گئے تھے۔ وہاں سے واپس آتے

ہوئے صدر مقام سے پرے ہی انہیں راستہ میں یہ خوفناک اطلاع ملی۔ کہ ایک کی خانہ جلائی

کے جرم میں اور دوسری کا باپ سرسہری کوڑی کے قتل کے الزام میں داخل حوالات

ہو چکا ہے۔ وہیں انہیں اول مرتبہ یہ بات معلوم ہوئی کہ حراست سے پہلے بذنبیب

جوڑے میں رشتہ شادی قائم ہو چکا تھا۔ مگر اس شادی کا سوال اتنا معمولی تھا۔ کہ

ان خوفناک الزامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو دونوں کے خلاف عائد کئے گئے

تھے۔ انہیں اس پر غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ شب گذشتہ کو وہ لندن میں

پہنچے۔ اور سید سے ٹارنر کا بیچ میں گئے۔ جہاں قدرتی طور پر انہیں روزنامہ کے

موجود ہونے کی امید تھی۔

مگر اس امید میں انہیں بہت سخت مایوسی ہوئی۔ وہی شوخ خادمہ اور باغبان لڑکا

جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اب تک اس کوٹھی میں موجود تھے۔ اور ان کی زبانی انہیں جو

اطلاع ملی۔ اس نے... اگر یہ ممکن سمجھا جائے تو... ایڈیلائیٹس کے دل کو اور زیادہ مجروح

کر دیا۔ اور کلیئرس کے سینہ میں کئی طرح کے نئے شبہات پیدا کر دیئے۔

کیونکہ انہیں نوکروں کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ ایڈیلائیٹس کی شادی کے بعد فوراً ہی مس

روزنامہ مسرسلنگبی کے ہاں جہان ہو گئی تھی۔ وہ وہاں دس دن کے قریب رہی۔ اور

اسی مات مکان پر واپس آئی تھی۔ جب قتل کی خوفناک واردات ہوئی۔ جتنا عرصہ وہ ٹارنر کا بیچ

میں رہی۔ نہایت مضطرب اور بے چین نظر آتی تھی اور اگلے دن وہاں سے باپ کے

نام ایک رقم چھوڑ کر رخصت ہو گئی۔ کسی کو معلوم نہ تھا۔ اب وہ کہاں ہے۔

غریب ایڈیلائیٹس نے ان خبروں کو سن کر جن کے باہمی تعلق کو سمجھنے سے وہ بالکل قاصر

تھی زاور زار رونما شروع کر دیا۔ مگر اس کے شوہر کلیئرس کے دل میں کئی طرح کے خوفناک خیالات

اور شبہات پیدا ہونے لگے۔ کیونکہ جیسا ہمارے نظریں کو معلوم ہے۔ اسے اس بات کی

خبر تھی کہ سرسہری کوڑی کا نہ صرف میری غلامہ سے ناہارہ تعلق تھا۔ بلکہ وہ روزنامہ پر بھی حریفانہ

جنگاویں ڈالنے لگا تھا۔ یہ بھی اسے معلوم ہو چکا تھا کہ مسرسلنگبی نے بروٹس کے خصال

کی نسبت طرح طرح کی غلط بیانیوں کر کے مصمم روزنامہ کے دل میں اس اوباش امیر کی نسبت جذبہ احترام پیدا کر دیا تھا۔ ان حالات کو پیش نظر رکھ کر روزنامہ کا دوبارہ اولڈ بریکنگ سٹریٹ والے مکان پر جانا۔ مارننگ کیچ میں سرسہری کورٹنی کا قتل۔ مارننگ اور منسٹرنگ کی جیسے اجنبی شخصوں کی فوری شادی اور اس کے بعد روزنامہ کا گھر سے فرار ہو جانا۔ یہ سب واقعات اتنے مشتبہ اور ہراساں تھے۔ کہ کلیئرین حیرت زدہ ہو کر پیچ و تاب کھانے لگا۔

اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ قتل کی وہ کیفیت جو سٹریٹ مارننگ نے روزنامہ کے روبرو بیان کی تھی۔ اور جو ناظرین کے علم کے مطابق قتل کی واردات کی حد تک صحیح بھی ہے۔ کلیئرین کو بالکل معلوم نہ تھی۔ کیونکہ وہ اخبارات میں شایع نہ ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ کتب ڈائیکس اور بنگھم نے سٹریٹ مارننگ کو گرفتار کیا۔ تو آخر الذکر نے ایک لائق وکیل کو مشورہ کے لئے بلوایا تھا۔ چنانچہ ججسٹریٹ کے روبرو پیش ہونے سے پہلے اس نے سارے حالات اس وکیل کے سامنے بیان کر دیئے۔ اور اس کے مشورہ سے اب تک وہ صرف اپنے آپ کو بے قصور ہی ظاہر کرتا رہا تھا۔ اور واقعہ کی مفصل کیفیت کو اس نے عدالت سیشن کے لئے محفوظ رکھا تھا۔ کیونکہ اسی کیفیت پر اس کی صعلانی کا وار ویدار تھا۔

پس حالات پیش آمدہ میں کلیئرین ویزر کے دل میں یہ خیال پیدا ہونا قدرتی تھا۔ کہ مارننگ حقیقت میں جرم قتل کا مرتکب ہوا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی جب یہ سب اس کے دل میں پیدا ہوا کہ میری حالت بھی اس جرم کی شریک کا رہے۔ تو بے اختیار اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ اس نے یہ سمجھا کہ مرد عورت دونوں نے مل کر خوفناک جرم کا ارتکاب کیا ہے اور اب یہ اندیشہ بدرتج اس کے دل میں مضبوط ہونے لگا تھا۔ کہ اسی سلسلہ میں شاید روزنامہ کی بے حسرتی بھی لگ گئی ہو۔

مگر ان شبہات کا اس نے ایڈیٹس سے بالکل ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اُن سے یہ کہہ کر تسلیاں دیتا رہا۔ کہ شاید تمہارے والد محض نوادی شہادت کی وجہ سے متہم ہوئے ہیں اور ان کی بیگناہی جلد ہی ثابت ہو جائے گی۔ یہ باتیں اس نے ایڈیٹس کا دل رکھنے اور اس کے غم و اندوہ کو کم کرنے کے لئے تو کہہ دیں۔ مگر اپنے دل میں وہ انہیں بالکل نامرت سمجھتا تھا۔ اپنی خوبصورت بیوی کے بچ و مضطرب کو دیکھ کر اس کا سینہ دگرا ہو رہا تھا

اور اسے تسکین دینے کی غرض سے جو افسانہ مندرجہ ذیل سے کہتا رہا۔

وہ بات انہوں نے طائر کاٹھنچ ہی میں بسر کی اور دوسرے دن جس کا ذکر ہم اس باب میں کر رہے ہیں۔ وہ دونوں قیدیوں کی ملاقات کے لئے جیل خانہ کی طرف روانہ ہوئے۔

جب گورنر جیل خانہ کو بتایا گیا۔ کہ مسٹر ولیمز مسٹر مارنر کی دختر ہیں۔ تو وہ بہت ہمدردی سے پیش آیا۔ اور سب سے پہلے خود جا کر طائر کو اس کی بیٹی اور داماد کی آمد کی خبر دینے پر آمادہ ہو گیا۔ تاکہ وہ ان کی ملاقات کے لئے تیار ہو۔ اس تجویز کو ایڈیلٹس اور اس کے مشورے شکر یہ کے ساتھ منظور کیا۔ اور آخر کوئی دو منٹ بعد وہ اس کو گورنر انہیں اپنے ساتھ قیدی کے حجرہ میں چھوڑ آیا۔

گھرہ میں پہنچتے ہی ایڈیلٹس رو کر اپنے باپ کے گلے لگ گئی۔ اور جوش و خروش کے ساتھ دیکھ کر اس سے بے جا گریز رہی۔ اس کی چہانی پر سر رکھے ہوئے کھیاں لیتی اور اشکوں کا سیلاب بہا رہی تھی۔ کلیئر نے دلہیزا ہاں طرف کھڑا اس در وناک اور موثر نظارہ کو دیکھ رہا۔

بیٹی کی محبت کے اس انتہائی اظہار سے متاثر ہو کر باپ نے کہا۔ "بیٹا ایڈیلٹس میں بخیرا ... بالکل بے خطا ہوں۔"

یہ سن کر ایڈیلٹس باپ کے قدموں میں دونا نوں پہ گئی اور اپنا چہرہ طائر کے چھائے ہوئے ہاتھ میں چھپا کر کہنے لگی۔ "خدا کا شکر ہے کہ آپ بے قصور ہیں۔ مجھے یقین ہے آپ کا بے خطا ہونا جلد ہی آپ کی رہائی کا موجب ثابت ہوگا۔"

طائر خاموش کھڑا رہا۔ چند روزہ حواس نے ہی عظیم ذہنی اذیت کے باعث اس کی صورت میں حیرت خیز تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ وہ بالکل دہلپٹا نظر آتا تھا۔ اور شکل سے پہچانا نہیں جاتا تھا۔ چند منٹ خاموش رہنے کے بعد آخر کار اس نے اپنی بیٹی کو اٹھا کر ایک نشست پر بٹھایا اور کہنے لگا۔ "کلیئر تم نے یہی میرا بیان سنا؟ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنے آپ کو بے قصور ظاہر کرتا ہوں۔"

نوجوان حیران تھا۔ کہ مجھے اس معاملہ میں کیا خیال کرنا چاہیے۔ بہر حال اس نے طائر کو تسکین دینے کی غرض سے کہا۔ "جی ہاں میں نے سن لیا۔ اور مجھے اس سے بے حد خوشی ہوئی ہے۔"

لیکن اس بات کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ کہ میں آخر کار اپنی بے گناہی ثابت

کرسکوں گا۔ یا نفعی حالات کی شہادت اتنی زبردست ہوگی۔ کہ اس کی تردید غیر ممکن ہو جائے گی۔
یہ سن کر ایڈیٹریاں کے منہ سے ہلکی سی کی آہ نکلی۔

ولیر نے کہنے لگا۔ میری جان خدا کے لئے صبر کو ماتھ سے نہ دو۔ تم نے سن لیا کہ تمہارے
والد بالکل بے قصور ہیں۔۔۔

وہ چلی۔ یہ صحیح ہے لیکن اگر وینڈ نے ان کو بے قصور تسلیم نہ کیا۔ تو کیا ہوگا؟ انکی جینا ہی
کی نسبت صرف ہمارا یقین ہی کافی نہیں۔ الہی یہ کیا مصیبت ہے۔ جو یکایک ہم پر نازل ہو گئی؟
اس نے پر دشت الفاظ میں کہا۔ اور پھر کچھ سوچ کر وہ کہنے لگی۔ لیکن پیارے ابا روزنامہ
کہاں ہے؟ کیا آپ کو میری بہن روزنامہ کا کچھ حال معلوم نہیں؟

یہ الفاظ سن کر نازکی آنکھیں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ اور اس نے دوسری
طرف کو منہ پھیر لیا۔ اس سوال نے ہزار تاہکیفت وہ جذبات اس کے ذہن میں تازہ کر دیئے
تھے۔ اس میں اس سوال کا جواب دینے کی بالکل ہمت نہ تھی۔

یکایک ایڈیٹریاں کی حالت میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ آنکھیں جو ایک لمحہ پیشتر تیزی سے چمک
رہی تھیں۔ دبو انوں کی طرح پر دشت نظر آنے لگیں اور وہ ابھر ابھر دیکھ کر کہنے لگی۔ ابا جان
اس جینا میں!۔۔۔ بہن روزنامہ کا حال معلوم نہیں۔۔۔ اور کلیرنس۔۔۔ مائے سیرا پیارے کلیرنس

وہ کہاں ہے؟ میرا خیال تھا وہ میرے پاس ہے۔۔۔

”خداونداتیرا رحم!“ ولیر نے پرجوش لہجہ میں کہا۔ کیا ایڈیٹریاں کے واسطے بھی جواب دینے
جار ہے ہیں؟ پھر اس نے اپنے بازو اس کی کمر میں ڈال کر کہا۔ ”ایڈیٹریاں۔۔۔ میری
جان سے پیاری ایڈیٹریاں۔۔۔ تمہارا کلیرنس تمہارے پاس ٹھہرے۔۔۔ جان من
تم میری طرف ان دشت آمیز نظروں سے کیوں دیکھتی ہو؟ بولو۔۔۔ خاموش کیوں ہو؟
میں تمہارا کلیرنس۔۔۔ تمہارا پرستار۔۔۔ تمہارے پاس حاضر ہوں۔۔۔ الہی وہ مجھے
نہیں پہچانتی۔۔۔ مائے یہ کیا تم ہے!“

یہ کہتے ہوئے نوجوان نے پیچھے ہٹ کر علم یا س میں اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی زور
سے اپنی پیشانی پر راسی۔ مگر ایڈیٹریاں بہت سو دے جس وحشت کھڑی دشت آمیز نظروں سے
ادھر ادھر دیکھتی رہی۔ بد نصیب باپ یہ حالت دیکھ کر لڑکھڑاتا ہوا سہارے کے لئے
دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ اور غم زدہ لہجہ میں بولا۔ ”خدا یا آخر اس مصیبت کا انجام

کیا ہو گا؟

میں اس وقت کوٹھری کا بہاری آہنی دروازہ کھلا۔ ایڈیٹس کے منہ سے حیرت اور خوشی کی مشترکہ چیخ نکلی۔ اور ان دھندیں وہ روزانہ سے جو اندر داخل ہوتی تھی۔ بنگلہ گھر گئی۔

اس کے ساتھ استھوڑی مڈیا بھی تھی۔ جب تک دونوں پنہیں وفور محبت سے بنگلہ گھر رہیں۔ استھوڑی کلینز ولبرز اور نارنر کے پاس چپ چاپ کھڑی رہی۔

ایڈیٹس کی خوش نصیبی تھی کہ روزانہ صوفت دیاں آگئی جب اس کا دماغ فراست اور دیوانگی کی عظیم جدوجہد میں مبتلا تھا۔ یہ ایک ایسا موقع تھا کہ ذرا سا واقعہ اس بارہ میں فیصلہ کن ثابت ہو سکتا تھا۔ کہ اس جدوجہد کا آخری نتیجہ اسکی دیوانگی نکلے گا یا یک روزانہ کے آجانے سے ایڈیٹس کا دماغ جو ایک لمحہ بیشتر متزلزل تھا پھر قائم ہو گیا۔

اس نے باہنگی روزانہ کو جاکیا۔ اور کرسی پر بیٹھ کر کلینز کو اشارہ سے اپنی طرف بلا پھر کہنے لگی۔ ”میرے عزیز شوہر۔ تم میرے پاس ٹھیرو۔ میرے دل میں عجیب و غریب خیالات آتے رہے ہیں جن کا اثر ایک لمحہ قبل میرے دماغ میں مایکی ہی پیدا کر رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ میں کھڑی کھڑی سو گئی ہوں۔۔۔“

کلینز کو یہ دیکھ کر کہ اب وہ پھر ہوش میں ہے بہت خوشی ہوئی اور وہ کہنے لگا۔ ”میری جان کیا اب تو تمہیں کوئی تکلیف نہیں؟“

”نہیں اب میں اچھی ہوں۔“ ایڈیٹس نے کہا اور اس کے بعد اپنے شوہر کی چھاتی سے لگ کر وہ دیر تک آنسو بہاتی رہی۔

اس آئنا میں روزانہ اپنے باپ سے بنگلہ گھر کو آئندہ بہا رہی تھی۔ یہ نظارہ اتنا موثر اور رقت انگیز تھا۔ کہ دم دل۔ فیاض نش استھوڑی مڈیا بھی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی اور اس کی ہمدردی آنسوؤں کی صورت میں آنکھوں کی راہ سے بہنے لگی۔

آخر کار روزانہ نے جس کی آواز سبکیوں کی وجہ سے گلوگیر تھی رکھے رکھے کہا۔ ”ابا جان۔۔۔ پیارے ابا جان۔۔۔ امید کو ہاتھ سے نہ دیکھے۔ خدا مسبب الاسباب ہے۔۔۔“

”امید! مٹر نارنر نے اس لفظ کو سن کر چست کتے ہوئے کہا۔ اس کی حالت اس وقت

اس شخص کی سہیلی تھی جس کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالا جا چکا ہو۔ اور اسے درخواست تھی منظور ہو جانے کی اطلاع موصول ہوئی ہو۔

دوسری طرف ایڈیلیٹس بھی فروبتہ جذبات کے اخراج کی وجہ سے پرکون ہو چکی تھی اور اب اس کا وہ عارضی ذہنی فتور جو ایک موقع پر اس کی دیوانگی کا اندیشہ پیدا کرنے والا تھا بالکل رفع ہو چکا تھا۔ وہ بھی کہنے لگی۔ ”بہن کیا تم نے امیہ کا نقطہ کہا؟“

یہ حالت دیکھ کر مس ڈی ڈینا آگے بڑھی۔ اور کہنے لگی۔ ”رونا منڈ خاموش۔ یہ وقت نہیں کہ اس لفظ کو اس جگہ زبان سے نکالا جائے۔“ پھر اس نے ایڈیلیٹس کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ ”یڈیٹم از برائے خدا آپ بھی خاموش رہیں۔ اگرچہ اس کا میں آپ سب کو یقین دلاتی ہوں کہ صرف امیہ بلکہ اس بات کا کامل یقین ہے۔“

”ابھی تیرا صد نہ ارشاد کیا۔“ ایڈیلیٹس نے دعائیہ انداز سے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ اور دوسری طرف سطر مارنر خوشی اور تحیر کے جذبات سے اس قدر متاثر ہوا۔ کہ بے اختیار اس کھر دے بستر پر بیٹھ گیا۔ جہاں اس نے ساری رات انتہا درجہ کی پریشانی میں بسر کی تھی۔

”سنیے میں آپ کے درخواست کرتی ہوں۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے جذبات پر قابو رکھیے؟“ استھرنے دلی ہوئی پڑ اسرار آواز میں کہا جس کی وجہ سے مارنر کلیرنس اور ایڈیلیٹس سب کے سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر وہ قیدی سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ ”اے صاحب آپ

کی بیگناہی کا ثبوت ہیا کر لیا گیا ہے۔ دیکھیے آپ پھر کوئی کلمہ تعجب منہ سے نکالنے کو میں میں درخواست کرتی ہوں۔ میری گفتگو کو صبر و سکون کے ساتھ سنیے۔ ہم گھنٹوں کے اندازہ آپ کی بیگناہی سارے عالم میں مشتہر کر دی جائے گی۔ وہ ثبوت جن کا میں نے ذکر کیا۔ ایک

محضر میٹ کے ہاتھ میں ہیں۔ مگر بعض حالات جن سے میں خبردار نہیں۔ مجبور کرتے ہیں کہ آپ کی آزادی کو ہم گھنٹے ملتوی رکھا جائے۔ بہر حال یہ خوشخبری آپ کے کانوں تک پہنچنا میرا فرض تھا۔ کیونکہ آپ کو اس بارہ میں لاعلم رکھنا بے رحمی میں داخل ہوتا اور۔۔۔“

”اور اس قابل تعریف خاتون نے جس کے مکان پر میں پناہ گیر ہوئی۔“ رونا منڈ نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ ”مجھے اس خوشخبری کو آپ تک پہنچانے کی مسرت سے محروم رکھنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ یہ احسان کیا۔ کہ میرے ہمراہ تھانک آئی کی تکلیف فرمائی۔“

ایڈیلیٹس دلی محبت اور شک گنداری کے ساتھ استھرن سے گفتگو کرتی اور کہنے لگی ”محترم

مفتون میری بہن کے ساتھ آپ نے جو سن سلوک کیا ہے اس کا اجر خدا آپ کو دے گا :
 ذرا مال کے بعد اتھر بنی۔ قدرتی طور پر آپ کو یہ معلوم کرنے کے خواہشمند ہوں گے کہ مسٹر
 ٹارنر کے بے خطا ہونے کا ثبوت کیونکہ کیا کیا گیا۔ اس بارہ میں میرا جواب بالکل مختصر یعنی صرف
 اس قدر ہے کہ اس شہر آشوب میں جہاں بدی کا عنصر اس قدر غالب ہے۔ ایک مرد خدا بنی گئے
 پر تلمبا ہوا ہے۔ بعض اتفاقات نے اسے ایسے حالات سے خبردار کر دیا جن کی وجہ سے اسے
 آپ کی بے گناہی کا یقین ہو گیا۔ "حسین یہود نے یہ آخری فقرہ خصوصیت سے مسٹر ٹارنر
 سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے بعد اپنے طریق پر عمل کر کے اس برگزیدہ شخص نے حقیقی مجرموں
 کا اتبانی بیان حاصل کیا۔ اور اسے ایک آنریری جیمس ٹیٹ کے حوالہ کر دیا۔۔۔"
 کلیرنس ان باتوں سے خوش اور متعجب ہو کر بولا "تو کیا اسی قاتل اب حقیقت میں زیر
 حراست ہیں؟"

استھر نے جواب دیا "وہ عام مسنوں میں نیچے انصاف میں گرفتار ہیں۔ گزشتہ سال کا یہ پہلو اس
 قسم کہ ہے۔ کہ آپ اس بارہ میں سروسٹ کوئی بات مجھ سے نہ پوچھیں۔ بہر حال اس کا میں آپ
 کو ملینان دلاتی ہوں۔ کہ مسٹر ٹارنر کی بے گناہی کا مل طور پر ثابت کر دی جائے گی۔ اور بہت
 جلد پھر آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ ان کا وہ خفیہ دوست پس پیوہ رہ کر ہی ان کی بہتری
 کے متعلق پوری کوشش کر رہا ہے۔ یہ سوال کہ وہ شخص کون ہے۔ ایسا ہے جس کا میں کوئی
 نہیں دے سکتی اور ممکن ہے آپ بھی اس کی ذات سے خبردار ہی نہ ہو سکیں۔ اس کی دوست
 آپ لوگوں سے فقط اس قدر ہے کہ آپ رنج استعجاب کے لئے اس سادگی تک پہنچنے کی کوشش
 نہ کریں جس میں اس کے سب کام پوشیدہ ہیں۔ اس دشمنی آپ سے جو باتیں ہوئی ہیں
 ان کا یہ لفظ بھی آپ کے نفس سینہ میں محفوظ رہنا چاہیے۔ اور جب تک وہ شخص جس کا زبردست
 ٹائڈ اس سارے معاملہ کی تیس ہے مسٹر ٹارنر کی بیگناہی کو مسترد کر دے۔ آپ اس معاملہ
 میں اشارہ نہ کیا تاکہ کوئی بات ظاہر نہ ہونے لے۔"

کلیرنس ولیرز جس سے کہنے لگا۔ ہم آپ کے احکام کی سروس خلافت ورزی نہ کریں گے
 اور ایمان کی بات یہ ہے کہ وہ شخص بہت ہی ناشکارا ہو گا۔ جو ایک ایسے شخص کی ہدایت پر
 عمل نہ کرے جو بے غرضانہ طریق پر ایک بے گناہ شخص کی رہائی کے متعلق اتنی زبردست کوشش کر
 رہا ہے۔ اسے سحرز خاقون ہم اس محترم شخص کو جس کا نام آپ نے ظاہر نہیں کیا نہیں جانے۔ لیکن

آپ کے ذریعہ سے اپنا دلی شکر یہ اس تک پہنچانا فرض سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس کی فیاضانہ مداخلت ہی ایک بے خطا شخص کی رہائی کا موجب ثابت ہوگی۔

بڑے شک وہ شخص ہم کے دلی شکر یہ کا حق ہے۔ یہ حین رونامٹھ نے کہا۔ لیکن مس ڈی مڈیا آپ بھی اپنی عنایت کے لئے کچھ کم شکر یہ کی حقدار نہیں ہیں۔

اس کے بعد ایڈیٹالس۔ کلیرنس اور غورمٹر مارنر نے بھی استہم کا شکر یہ ضروری الفاظ میں ادا کیا۔

قیغناہ کی اس تنگ و تاریک کوٹھری میں جو اس وقت تک نہایت ہیبت ناک تھی اب امید کی چمک پھیل گئی۔ جس کا دل خوش کن اثر کے چہروں پر عیاں تھا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس میں گفتگو میں مسٹر مارنر (سابق مسٹر سنگھی) کا نام ایک تہہ بھی کسی کی زبان سے نہیں نکلا۔ اس کا شوہر اپنی سلامتی کی فکر میں تھا۔ اس لئے خاموش رہا۔

کلیرنس نے اس کا ذکر کرنا ہی نامناسب سمجھا۔ اور دونوں بہنوں کو اپنے والد کی موجودہ خطرناک حالت اور اس کی رہائی کی امید نے اس وجہ جو کرکھا تھا کہ ان کا خیال ایک لمحہ کے لئے بھی اس بد نصیب عورت کی طرف مبذول نہ ہوا۔

تو عبد جیل خانہ کی پابندیوں کے باعث یہ ملاقات جلد ہی ختم ہو گئی۔ اور آخر جب سارے ملاقاتی چلے گئے سارے مسٹر مارنر اس حجرہ تاریک میں تنہا رہ گیا۔ تو اس کے خیالات نے اس وجہ مراجعہ صورت اختیار کی۔ کہ اسے اپنی حالت کی فوری تبدیلی کا امکان بعید از قیاس نظر آنے لگا۔

دونوں بہنیں جیل خانہ میں اپنے باپ کو با محبت طریق پر اوداع کہنے کے بعد رخصت نہیں ہوئیں۔ وہ بڑے پٹاک کے ہاتھ نکلیں۔ تو ایک دوسرے کی طرف استغماہیہ انداز سے دیکھنے لگیں۔ گویا ایک دوسری سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ تم اب کہاں جا رہی ہو۔

اس خاموش سوال کا جواب سب سے پہلے ایڈیٹالس نے دیا۔ اور وہ کہنے لگی۔ ہم نے عاجزی طور پر کایج ہی میں سکونت اختیار کی ہے۔ اور وہیں ہم ابھان کی رہائی تک قیام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے شوہر کی طرف دیکھا۔ اور اس نے بھی تائید میں سر ہلایا۔ استہم اب ایڈیٹالس سے مخاطب ہو کر بولی۔ میں نہیں چاہتی۔ آپ اپنی عزیز بہن سے غیر

ضروری طور پر ایک لمحہ کے لئے بھی عباد میں۔ لیکن اگر روزنامہ چند دن اور...
 "تیری عزیز سیلی" روزنامہ نے اٹھ کر طرف احسان مندی کی نظر سے دیکھ کر کہا۔ میں ابھی
 چند دن اور آپ ہی کے پاس ٹھہرنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ میری طبیعت فاقات حال سے اس وجہ
 پریشان ہے کہ میں کا پیچ کو وہیں جانے کی جرأت نہیں کر سکتی۔"

نائزین کو یہ بتانا غیر ضروری ہو گا۔ کہ اس کا انکار بڑی حد تک اس وجہ سے تھا۔ کہ وہ اپنی
 بہن ادکلیرنس کے پاس تہلانی میں بیٹھنے سے گھبراتی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ کہ وہ مجھ سے میرے
 خوار کی وجہ دریافت کریں گے۔ اور میں اس کا کوئی طمان بخش جواب نہ دے سکے گی۔

روزنامہ کا فیصلہ نہ کر سکی۔ کہ اس کو کس قدر رنج تو ضرور ہوا۔ مگر اس نے اسے چھپانے
 کی کوشش کی۔ اور دونوں بہنیں بڑی گرجوشی سے ایک دوسرے سے بغلیں ہو کر جدا ہوئیں۔
 کلیرنس اور ایڈیٹس نازک کا پیچ کو چلے گئے۔ اور روزنامہ اٹھ کر ہمراہ مشرڈی مینا کے
 مکان واقعہ ٹھکانے میں واپس آگئی۔

جس وقت ولیرز اور اس کی بوی گاڑی پرسوار ہو کر کا پیچ کو پاس جا رہے تھے۔ تو رات بھان
 میں واقعات پیش آمد پر گفتگو ہوتی رہی۔ لیکن ایک بار جب یہ گفتگو دہرائی۔ تو ایڈیٹس کو اول
 مرتبہ اپنی سوتیلی ماں یعنی سابق منسٹر سٹیبس کا خیال آیا۔ اپنا نازک مانتہ کلیرنس کے بازو پر رکھ
 کر وہ کہنے لگی۔ پیارے کلیرنس ہم سے ایک بڑی افسوسناک فرد گناشت ہوئی۔"

ولیرز قطع کلام کر کے کہنے لگا تیری جان میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ مگر طمانان رکھو کل میں
 جیل خانہ میں اپنی بانیہیب خالہ سے ملوں گا۔ بہر حال یہ ضروری نہیں۔ کہ تم میرے ساتھ چلو۔ آنا
 ملاقات میں تمہارے والد نے ایک مرتبہ بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ معلوم نہیں اس کی وجہ کیا ہے
 اور نہ ہم اس سب کو معلوم کر سکی کوشش کرینگے۔ بلکہ وہ بھی اس بارہ میں تمہارے والد کی تقلید ہی کرینگے۔
 ایڈیٹس اپنے شوہر کی طرف تعجب کی نظر سے دیکھ کر کہنے لگی۔ "تم تمہارا مطلب نہیں سمجھی۔"

ولیرز نے جواب دیا۔ تیرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے اس بانیہیب عورت کی نسبت خاموش
 رہنا ہی بہتر ہو گا۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس جرم سے جو اس سے منسوب کیا گیا
 ہے بے قصور ثابت نہ کر سکے گی اور تمہیں اس کے ساتھ نہ اس لحاظ سے کہ وہ میری خالہ ہے
 اور نہ اپنی سوتیلی ماں کی حیثیت سے کہ صلح کی ہمدردی ہو سکتی ہے۔"

ایڈیٹس نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور کلیرنس نے عدا گتنگو کا رخ پلٹ دیا۔

باب ۹۴

سٹوٹ ہوس کا شراب نہا

لندن عجیب و غریب شہر ہے اور اس کی خصوصیتیں بھی عجیب ہیں۔

اس شہر میں وہ چیزیں جن کا حقیقت میں کوئی وجود یا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بڑی بیاہکی سے لوگوں کے ماتھے فروخت کی جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ شہر نیم حکیموں کا مرجع و مرکز ہے۔ نہراہوں اشیاء غیر ممکن اور ناقابل یقین اثبات کے ساتھ منسوب کر کے بڑی دھڑائی کے ساتھ پیسہ کے ماتھے فروخت ہوتی ہیں۔ اور لطف یہ کہ ان کے خریدار بھی لاتعداد پیدا ہو جاتے ہیں۔

ایک شخص اس فروخت کرتا ہے جس کی نسبت اس کا دعوے ہے کہ دنیا بھر کے ماہران امراض چشم بھی ناکام ثابت ہوں۔ تو یہ نابینائی رُخ کر دیتی ہے۔ ایک اور کے پاس اس قسم کے روغن اور تیل ہیں۔ جو تر بوز کی طرح شفاف چند یا پر گھنے بال پیدا کرنے کی تاثیر رکھتے ہیں۔ تیسرا غارہ حسن فرزد فروخت کرتا ہے جس کی نسبت اس کا بیان ہے کہ کسی شخص کی رنگت جسمی کی طرح سانولی ہو۔ تو اس کے استعمال سے حدیان سرکیشیا کی طرح سرخ و سپید ہو جاتی ہے۔ یہی شہر میں ایسی گولیاں فروخت ہوتی ہیں۔ جو نہایت متفنا و امراض کا مسلمہ علاج ہیں اور ساٹھے تیرہ پنس میں وہ کام کر کے دکھائی میں بسے سلطنت برطانیہ کے سارے نامور طبیب لاکھوں روپیہ لیکر بھی نہیں کر سکتے۔ ایسے قرص موجود ہیں جو تانے کی طرح پھٹی ہوئی آواز کو رو پھٹی گھنٹی کی آواز کی طرح سرلی بنا سکتے ہیں۔ ایسے مرجم بھی ہیں جو ربیع صدی کے پرانے زخموں اور ناسوروں کو مندل کر سکتے ہیں۔ کیمیا گروں کی اکیسہ حیات گو ایک فرضی شے ثابت ہو چکی ہے مگر لندن کے بازاروں میں ایسے مرکبات موجود ہیں۔ جو بچھوں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بنا سکتے ہیں۔ اور جن کے استعمال سے عمر طبعی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ عمر بھر عیاشی کرنے سے قوت تباہ اور بدن نفعیہ ہو گیا ہو تو مصانفہ نہیں۔ کینکیم یہاں آپ کو ایسے اعجاز خاں عوق و رستیب پر سکتے ہیں۔ جو ان اثبات کو تان واحد میں باطل کر سکتے ہیں۔ امراض شش کی ایسی دوا میں فروخت کی جاتی ہیں۔ جن کی نسبت دھوئے ہے کہ آدھی منزل میں پہنچے ہوئے مردیضان و حق بی یقیناً شفا یاب ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے پھیپھڑوں کی درستی کا یقین دلایا جاتا ہے جو اثرات مرض سے بالکل خراب ہو چکے ہوں جن شخصوں کا عمدہ تیز شراب پینے سے خواب ہو چکا ہو ان کے لئے معویات اور ایسی ہی نہ مسلم اور کتنی چیزیں پیسہ کی بغرض فروخت پیش کی

جلی ہیں۔

پچ پچے تو اس قسم کی بددیانتی اور دھوکہ دہی جو لاکھوں شخصوں کے مالی نقصان اور بددیانتی کا ذریعہ بنتی ہے۔ بہت ہی افسوس ناگ اور قابل مذمت ہے۔ جائے غور ہے کہ طلباء کو تو ایک چھوٹے سے چھوٹا کھانا سکھانے کے جرم میں عبرتناک سزا دی جاتی اور اسے جیل خانہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ مگر وہ عطائی حکیم جو غیر ممکن نتائج پیدا کرنے کا دعوے کئے مضر صحت اور یہ فروخت کرتا۔ اور لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اس کے لئے نہ قانون ہی میں کوئی گرفت ہے۔ اور نہ پبلک اسے مجرم سمجھتی ہے۔ یہ ہماری آجکل کی تہذیب کا کرشمہ ہے!

ادویہ کے علاوہ طبی کتابوں کے معاملہ میں بھی لوگوں سے سخت دھوکہ دہی کی جاتی ہے۔ آئے دن اخبارات میں اس قسم کی کتابوں کے اشتہار شایع ہوتے ہیں جنہیں صحیح حقیقت اور نامہ معلومات کا گنجینہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ مگر یہ سب کتابیں سولے چند تشبیہات کے جن میں حسن طباعت کی خوبی پائی جاتی ہے۔ اتنی فضول اور ناکارہ ہوتی ہیں۔ کہ انہیں کسی تاریک گوشہ میں حبس کر کے مقفل کر دیا جائے۔ تو خوب ہو۔ خود اخبارات کے منتظم اگرچہ ایسی کتابوں کے اشتہار چھاپتے ہیں۔ مگر باطن میں وہ ان کی فحش اور شرناک تحریروں کو خوب سمجھتے اور ان کی وجہ سے اپنے دل میں نہ است محسوس کرتے ہیں۔ ان حالات میں ہم ناظرین کو باہر را خبردار کرتے ہیں کہ وہ ایسے اشتہارات پر ہرگز اعتماد نہ کریں۔ ایسی کتابیں معلومات کے اعتبار سے بالکل لغو اور قابل حقارت۔ خلاق پر مضر اثر پیدا کرنے والی اور سراسر باطل ثابت ہوتی ہیں۔

مگر دھوکہ دہی کا چلن اس دنیا میں یہاں تک ترقی پذیر ہوا ہے۔ کہ زندگی کا کوئی بھی شعبہ اس سے محفوظ نہیں۔ شراب خانوں ہی کو بھیجے۔ کیا وہ اس کلیے سے مستثنیٰ ہیں؟ کسی بانار سے گزرتے یا مضامین لندن کی کسی نئی آبادی کی سیر کرتے ہوئے آپ کی نظر ناگاہ کسی نئی عمارت پر پڑتی ہے۔ جسے شراب خانہ کی طرز پر تعمیر کیا گیا ہے اور اس کے اوپر لکھا ہوا ہے۔ مشہور سٹوٹ ہوس۔ یہ حرف ممکن ہے ایک بورڈ کی صورت میں ہوں یا عمارت کے سامنے والے حصہ پر انہیں ہنقس کر دیا گیا ہو۔ مگر کوئی بوجھ کہ عمارت جس میں شراب خانہ قائم کیا گیا۔ وہ تو بھی نامکمل ہے۔ پھر وہ مشہور "لیے ہو گیا" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صنایع اور مالک مکان اپنے درمیان سمجھوتہ کے کسی جگہ کو مشہور قرار دے سکتے ہیں۔ اس بات کی کسے پروا ہے کہ وہاں کس قدر ناقص شراب فروخت ہوتی ہے۔ مالک مکان نے اسے مشہور کا خطاب

وے دیا۔ اور وہ اس کے لئے مخصوص ہو گیا۔ مگر لندن کے باشندے ایسی دھوکے بازیوں اور ابلہ فوجیوں کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ ایسی عمارات کی تیاری اور اس قسم کے فرضی دعووں کا وجود ان میں ذرا بھی استعجاب و حیرت پیدا نہیں کرتا۔ ہم اتنے تن آسان ہو چکے ہیں کہ خواہ کتنی بھی میڈ از فیم و قیاس بات ہو اسے امر طے شدہ سمجھ لیتے ہیں۔

ہٹ رومینٹ لوٹا میں جو مشہور سٹوٹ ہیں "فاتح تھا۔ اور جسے لوگ اختصار کی غرض سے محض سٹوٹ ہیں کہ چھوڑتے تھے۔ وہ ان بے شمار شراب خانوں میں سے ایک تھا جو اس اونے اور ذیل حصہ شہر میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اس شراب خانہ پر بھی مشہور سٹاٹوٹ لکھا ہوا تھا۔ اور بے شک وہ ایک لحاظ سے شہر بھی تھا۔ مگر شراب کی فحاشت یا بیکری عملی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان شخصوں کی وجہ سے جن کا اکثر دانا جانا تانا رہتا تھا۔ اس شراب خانہ کی نشست گاہ فیش و بیچ اور تاریک تھی۔ اور سرشام اس میں مستغرق عورتیں اور مرد جسٹ ہو جاتے تھے۔ فحاشت لو لکیاں۔ چور۔ بوڑھی تجھ عورتیں اور نقب زن۔ بد اخلاق شادی شدہ مستورات اور مرد و عورتوں کے خاص مرہمی تھے۔

اگر شاید لی کا گذر اتفاق سے اس شراب خانہ میں ہوتا۔ تو وہ یقیناً اپنے اس قول کی ترمیم پر مجبور ہو جاتا کہ زبان خیالات کو چھپانے کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس شراب خانہ میں کوئی شخص اپنے دلی خیالات کو پوشیدہ رکھنے کی پروا نہیں کرتا۔ بلکہ سارے حاضرین ان کا اظہار بڑی بے تکلفی سے کرتے ہیں۔ ان کی زبان مغلطات سے پر اور گفتگو بڑی شرمناک ہوتی ہے۔ اور اگر الفاظ کی غلاطی بھی کشیف اشیا کی طرح بدبو پھیلانے کا اثر رکھتی۔ تو ہم کہہ سکتے۔ کہ سٹوٹ ہوس کی نشست گاہ کا کرہ ہوائی اتنا بدبودار تھا۔ کہ اس کی بدولت ہزار ہا قسم کی وبا پھیل سکتی ہیں۔

رات کے پانچ بجے کے قریب جان جیفریز سٹوٹ ہوس کے دروازہ میں داخل ہوا۔ اور نشست گاہ میں ایک میز کے قریب بیٹھ کر اس نے خادم کو شراب لایا حکم دیا۔

پائے شراب خانوں میں جس وقت کوئی نووارد داخل ہو۔ تو حاضرین ایک لمحہ کے لئے گفتگو چھوڑ کر اس کی طرف گھومنے لگتے ہیں۔ اور اسے سر سے پاؤں تک بغور دیکھ کر اس کا پورے طور سے جائزہ لیتے ہیں۔ ان کا یہ جائزہ بعینہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے۔ جو کسی مکان یا جامد آپٹیکس غائب کرتے وقت اس کی قیمت کا اندازہ کرتا ہے۔

ہمیں معلوم نہیں سٹوٹ ہوس کے حاضرین نے اس موقع پر جان جیفریز کی نسبت کیا

اندھ کیا۔ لیکن اس کا ہم اپنے نظریں کو یقین دلاتے ہیں کہ اس بھیج کو دیکھ کر جان جیفریز نے جو لندن کے اونے ترین مقامات سے واقف اور اس شہر کے نہات بدتمش شخصوں کا شناسا تھا۔ اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ میں نے عمر بھر میں اتنے کم وہ صورت مردوں یا ایسی آوارہ مزاج عورتوں کا ہجوم نہیں دیکھا۔

جیفریز بیٹھا۔ قریب عورت نے اس انگلی کا سلسلہ پھر شروع کرتے ہوئے جو اس کی آمد کی وجہ سے منقطع ہو گیا تھا۔ دوسری عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔ اچھا تو کیا مائی آئور کا کوٹھی خانہ بالکل ٹوٹ گیا؟

دوسری عورت نے جواب دیا۔ ہاں بالکل۔ کس مال کے سپاہیوں نے غریب بڑھیا کو اس وقت تک حالات میں پھید یا ہے۔ جسے کہ وہ ایک چلنی کی ضمانت دیا کرے۔

پس کر ایک مرد جو تباہ کنی رہا تھا۔ پائپ کو منہ سے نکال کر کہنے لگا۔ اس مائی آئور کا ذکر کرتی ہو جس کا کوٹھی خانہ گا سول روٹ سے پرے ٹل بسٹن ٹریٹ میں واقع تھا؟

وہی عورت جس نے پہلے جواب دیا تھا۔ کہنے لگی۔ ہاں اسی کا ذکر کرتی ہوں۔ اور سچ بڑھو تو اس کوٹھی خانے کے ٹوٹ جانے کا سب سے زیادہ انہوں نے مجھے ہے۔ میں وہاں غلامی اور

مجھے معقول آمدنی بہتر تھی۔ بات یوں ہوئی۔ کچھ سات ہفتے گزرے۔ ایک نوجوان از خود اس مکان میں آیا۔ اور تین دن تک ٹھہرا۔ وہ ایک خوشنما باؤں والی حسینہ پرچہ کچھ عرصہ سے

ہمارے ہاں قیام پذیر تھی۔ بالکل مفتون ہو چکا تھا۔ مکان میں رہ کر وہ بہتر سے بہتر چوس نہیں طلب کرتا رہا۔ کہتا تھا میں ان سب کی قیمت ایک دم سے ادا کر دوں گا۔ مائی آئور کی بے بھی

دیکھو۔ اس کی باتوں پر اعتبار کر کے ساری ضرورتیں پوری کرتی رہی۔ مگر ایک دن جب اس نے روپیہ مانگا۔ تودہ دھمکانے۔ گالیاں دینے اور شور مچانے لگا۔ اور آخر کار ایک

کوڑھی تک اس کے بغیر چلا گیا۔ ہم نے سمجھا رقم ضائع ہو گئی۔ اور اس سے ہاتھ دھو لئے۔ مگر اس کے چند ہی دن بعد سننے میں آیا۔ کہ پائپس مائی آئور کے مکان کو بنا کر بنا چاہتی ہے۔

غرب بڑھیا فریاد دیکر تیزی سے ٹریڈ کی عدالت میں گئی۔ کیا دیکھتی تھی کہ وہی جوان جو اس کا یہ یہ کھا کر بھاگا تھا۔ اس عدالت کا سر رشتہ دار ہے۔ خوب کچھ ایک تو غریب بڑھیا کا

ال کھایا۔ اس پر پئیس دیکر کے اسے تباہ کرنے کے درپے ہوا۔ مائی آئور نے عدالت سے اس جوان کی فریاد کی۔ مگر عدالت نے کہا۔ ہمیں سب حالات معلوم ہیں۔ خود تم اس جوان

کو بہکا کر اس گھر میں لگتی تھیں۔ اور اسی لئے پولیس کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ تہہ دار مکان خالی کر لے۔ انجام یہ ہوا کہ کہیں مال کے جوڑے ٹوٹنے لگے مانی اور کو حوالہ میں بھیج دیا۔

حاضرین میں سے ایک اور شخص کہنے لگا: مجھے معلوم ہے اس سلسلے کے علاوہ میں اس قسم کے کوٹھی خانوں کو بند کیا جا رہا ہے۔

وہی عورت جس نے یہ ذکر چھڑا تھا بولی: یہ درست ہے مگر سچ پوچھ تو ساری کارروائی صرف ایسے کوٹھی خانوں کے متعلق ہو رہی ہے، جن کی مالک عورتیں غریب ہیں۔ مانی اور کے ہاں ملازمت اٹھانے سے پہلے میں حصہ ویسٹ اینڈ کے ایک اونچے درجے کے کوٹھی خانہ میں کام کرتی تھی۔ بڑی خوشنما اور آدھرتہ پیرات ملکہ تھی۔ اور اس میں امیروں کا بھی جانا آتا تھا۔ مالکہ ایک فرانسیسی عورت تھی۔ سات سال میں اس گھر میں رہی۔ کیا خیال ہے کبھی کسی پولیس ٹالے نے آکر پوچھا ہے۔ تمہارے منہ میں کئے دہشت ہیں۔ وہ تو میں اب تک اسی جگہ ملازم رہتی۔ خرابی اتنی ہو گئی۔ کہ میں گریسوں میں پیاس بھجوانے اور مردعوں میں بدن کو گرم رکھنے کے لئے کچے کے دفت ذرا زیادہ شراب پی جایا کرتی تھی۔

سیلی تہہ دار عادت ہمیشہ سے بیار نوٹی کی رہی ہے۔ ایک مرد جس نے صرف فیصہ پن رکھی تھی بے تکلفی سے اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تو پھر اس میں کسی کو کیا؟“ عورت نے بڑے جوش میں جواب دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ وہ چاہتی ہے اٹھ کر اس مردوے کا منہ نوچ لے۔ مگر جلد ہی ہی غصہ کو فرو کر کے دم کھنے لگی۔ خیر تمہاری بات کا مجھے زیادہ رنج نہیں سس لئے میں پردہ انہیں کرتی۔ ذکر اس کوٹھی خانہ کا تھا۔ جو ویسٹ اینڈ میں واقع ہے۔ اور جہاں میں سات سال تک ملازم رہی۔ کیا بیان کروں میں نے وہاں کس کس قسم کے نظارے دیکھے۔ فرانسیسی عورت، جس کو کوٹھی خانہ کی مالکہ تھی۔ بڑی بڑی مخز اور حسین لڑکیوں کو استانیوں اور ہیلیوں کی ضرورت کا اشتہار دے کر درغلایا کرتی تھی۔ اور جب وہ ایک باباس فحبہ خانہ میں آجائیں تو وہ انہیں اس وقت تک زیر حراست رکھتی۔ کہ یا تو وہ اس کی مرضی پر چلنے کے لئے رضامند ہو جائیں یا وہ امر اور شرفا جو اس مکان میں آتے تھے۔ انہیں رضامند کر لیں۔ یقین جانئے۔ یہ سب کچھ لندن کے ایک نہایت فیشن ایبل بازار میں ہوتا تھا۔ لیکن کبھی کسی نے ہم سے باز پرس نہیں کی۔ رہی سوسائٹی اس کام کچھ ذکر ہی نہ کرو۔ شریفوں کے عیب کو چھپانا سوسائٹی کا خاص فرض سمجھا جاتا ہے

اور وہ صرف غریبوں کو دہانا جانتی ہے۔ فرانسیسی عورت اپنے لاکھوں کو تباہ خوش رکھتی اور اس نئی اوجسین لڑکیاں ہمیا کیا کرتی تھی۔ کہ وٹ اینڈ کے سارے رنگیلے امیر و شریف اس کے حامی و مددگار تھے۔ اور تو اور۔ اس کے بہترین خریدار خود ڈل کیس کے مجسٹریٹ تھے۔ اور عد میں بھلے اس جو دواں اکثر ہاتے آتے تھے۔ اس کیٹی کے بھی ممبر تھے۔ جو قحبہ خانوں کا انحصار کرتی ہے۔ ایسے حالات میں کون تھا۔ جو اس کو ٹی خانہ کی طرف نظر بھر کر دیکھتا۔ مجھے یاد ہے وہ یورپی فرانسیسی عورت ان امر اور اراکین و مامور سے جو اس کے رہی تھے اس بارہ میں ہنس ہنس کے باتیں کیا کرتی تھی۔ کہ آپ پارلیمنٹ میں یہ افلاکی کے اسناد اور یوم بہت کی تائید میں کتنی زبردست اور موثر تقریریں کرتے ہیں۔ وہ شکستہ انگریزی میں اپنی کی تقریروں کے چند نمونے دار فقرے جنہیں اس نے اخبارات میں دیکھا ہو۔ وہ ہر اس ساقی تو بہت لطف آتا تھا۔ اس کو ٹی خانہ کی لڑکیاں بھی یہ باتیں سن کر خوب ہنس کر رہی تھیں۔

حاضرین میں سے ایک مرد کہنے لگا۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ وہ امر اور ممبران پارلیمنٹ جو یوم بہت کی نسبت ایسی زوردار تقریریں کیا کرتے ہیں۔ اس کو ٹی خانے میں جایا کرتے تھے؟
 "واہ! اور میں کیا جھوٹ کہتی ہوں؟ عورت نے اس خیال سے غضب ناک ہو کر کہا۔ کہ میرے بیان کی سچائی پر شک کیا گیا۔" اچھے مردوے ہو۔ کہ ایسی معمولی باتوں کو ناقابل یقین سمجھتے ہو۔ میں اس دنیا سے زیادہ خبردار ہونے کی کوشش کروں گا۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں بالکل صحیح ہے۔ ان بڑے آدمیوں کی سرپرستی کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ وہ فرانسیسی عورت کبھی کسی مشکل میں مبتلا نہیں ہوتی۔ مگر ایک اس پر کیا منحصر ہے۔ وٹ اینڈ میں جتنے ایسے تجربہ خانے ہیں۔ ان میں سے کسی کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ نزلہ ہمیشہ کمزور و ضعیف رہی کرتا ہے۔"

وہی مرد جو پہلے بولا تھا کہنے لگا۔ میں بھی سنا کرتا تھا۔ کہ اس ملک میں مغربی بڑا جرم ہے۔ آج ان باتوں سے میرا یقین بچتا ہو گیا۔

ایک اور کہنے لگا۔ مجھے تو کبھی اس بارہ میں شبہ نہیں ہوا عورت ہو یا مرد۔ اگر وہ دولت مند ہے۔ تو جو جی چاہے کر سکتا ہے۔ مگر غریب کی حالت اس سے مختلف ہے۔ ان لاش پادریوں۔ لارڈوں اور پارلیمنٹ کے ممبروں کی حالت دیکھئے جو آئے دن انوار کے سفر کی خلاف کیا کرتے ہیں۔ کیا خود وہ اس روز گھڑیوں پر سوار نہیں ہوتے؟ کیا ہڈیاں پارک میں باقی دنوں کی نسبت

اتوار کو کچھ کم ہوتا ہے؟ ہمارے بڑے بڑے پادری جو اتوار کو سفری گاڑیوں کے چلنے کی مخالفت کرتے ہیں۔ یوم بہت کو گاڑیوں پر ہی سوار ہو کر گرجوں میں دھنکارنے جاتے ہیں۔ ایک اور شخص بولا۔ میری رائے میں زیادہ بد اخلاقی زیادہ جہذب لوگوں اور اونچے طبقہ کے آدمیوں میں ہی پائی جاتی ہے۔

وہ عورت جس نے قحبہ خانوں کی کیفیت بیان کی تھی کہنے لگی۔ میرا اپنا یہی خیال ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ اچھے اچھے شریف اور نامور آدمی سب سے زیادہ ایسے کو ٹہپی خانوں کی سرپرستی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ ہر وقت اس فرنیسی عورت سے کہا کرتے تھے۔ تم اپنا آدمی فروش میں یا دیہات کو بھیج کر نئی حسین لڑکیاں دریافت کرو۔ فرنیسی عورت گاہ بگاہ اپنے کارکنوں کو بھیجا بھی کرتی۔ اور وہ لوگ جہاں ان کا داؤ لگتا۔ دیہات یا قصبہ سے کاشتکاروں پادریوں وغیرہ کی لڑکیاں اڑا لاتے۔ ایک رات اس کو ٹہپی خانہ میں دارالعوام کے ایک مذہبی ممبر کے متعلق بڑے مزے کا واقعہ ہوا۔ کم بخت پالینٹ میں کئی دنوں سے ایک مسودہ قانون جو ان لڑکیوں کے ناموس کی مخالفت کے لئے پیش کر رہا تھا۔ یوم مذکور کو اس بارہ میں اس نے ایسی روز ٹاک تعزیر کی۔ کہ کئی ممبر شاہر ہو کر رونے لگے۔ مگر اس کام سے فایده ہو کر وہ سیدنا اس قحبہ خانہ میں آیا۔ اور فرنیسی عورت سے پوچھنے لگا۔ کوئی نئی چیز لائی ہو؟ اسی روز اس عورت کے آئیٹنٹ ایک غلبہ بھری افسر کی بیٹی کو استانی بنانے کے بہانہ سے واپس لائے تھے۔ اس کا ذکر کیا گیا۔ اور اس شخص نے بس کا حال بیان کر رہی ہوں۔ فرنیسی عورت کو اس بد نصیب لڑکی کی مصمت کی قیمت ۵۰ پونڈ دوا کی۔

عورت مزید تفصیلات میں داخل ہو رہی تھی۔ کہ وطن اور جیفریز کے پاس سارا آقا کے ملازم ہیں۔ ایک اور بیکار آدمیوں کے ہمیں میں شرب خانہ میں داخل ہوئے۔ چونکہ عام نشست گاہ میں ہجوم بہت تھا۔ اور اس جگہ وہ اطمینان کے ساتھ گفتگو نہ کر سکتے تھے اس لئے یہ دونوں اور جیفریز جو چلنے سے یہاں موجود تھا۔ پاس کے پرائیویٹ کمرہ میں چلے گئے۔ خانہ شربت گاہ سے آٹھتے وقت جیفریز ٹاک شرب خانہ سے کہتا گیا۔ کہ اولڈ ٹوٹیج آئے تو اسے فلاں کمرہ میں بھیج دینا۔ واضح رہے کہ ٹاک شرب خانہ اولڈ ٹوٹیج سے پہلے کا واقعہ تھا۔

اس کمرہ میں پہنچ کر وٹسن نے شرب اور پانی طلب کیا۔ اور جب خادم یہ چیزیں رکھ کر

چلا گیا۔ تجیفر نے اپنے دونوں ساتھیوں کو ٹڈ مارش کے متعلق ضروری حالات بتانے شروع کئے۔ کہنے لگا: "میں آج صبح ریل سٹریٹ سیون ڈاکٹر میں ہنس کے مکان پر گیا تھا۔ وہاں پر اولڈ ویجہ سے ملا۔ اور جب میں نے اسے بتایا کہ وہ دونوں دوست جن کام میں نے اس سے ذکر کیا تھا۔ مل گئے ہیں۔ اور رات کو پانچ بجے ضرورت سے ملیں گے۔ تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد میں نے اس سے کہا۔ سینٹ لوقا کے قبرستان سے لاش انکھارٹنے کا کام چمکے کل رات کرنا چاہا گا۔ اور دن بھر میں اپنے بعض کاموں میں مصروف رہوں گا۔ اس سے بہتر ہو۔ کہ تم ابھی ٹڈ مارش کو میرے ساتھ پیچیدہ۔ کہ بہتے وہ جگہ دکھا دے۔ جہاں ٹام رین کی لاش دفن ہے۔ وہ اس طرح پر فوراً ہی پھنس گیا۔ اور کہنے لگا۔ جیفریزم بڑے وفادار اور نیک آدمی ہو۔ اور میں تمہیں ہر طرح قابل اعتماد سمجھتا ہوں۔ ٹڈ مارش بالکل بیس ایم مکان میں رہتا ہے۔ اور اس وقت اوپر کی منزل میں ہے۔ غرض ٹڈ مارش کو بتلایا گیا۔ اور میں اولڈ ویجہ سینٹ لوقا کے قبرستان کی طرف روانہ ہوئے۔ لگنے لگے کہ وہاں میں معلوم ہوا کہ ٹڈ مارش ہنس اور ہنس کی رات، اولڈ ویجہ کے ہر کہیں کام پر جانے لے میں اس ملک کے لئے وہ قریب ہی چل سٹریٹ کے ایک شریفانہ میں جمع ہوئے۔ چنانچہ اولڈ ویجہ اور دوسرے خانہ ہو کر یہاں اسی شریفانہ میں ان سے ملنے جاملے گا۔" ولٹن بولا۔ "یہ انتظام ہر لحاظ سے قابل تعریف رہا۔ کیونکہ اس طرح یہ سارے بدعاش ایک ہی دست میں ہمارے قابو آسکیں گے۔ خوش فہمی سے آقا کے چند اور آدمی قریب ہی موجود ہیں۔ میں ابھی جا کر انہیں ضروری ہدایات دے آتا ہوں۔ جیفریز تم اسی جگہ ہارڈنگ کے پاس بیٹھو۔" یہ کہتے ہوئے اس نے دوسرے آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر کہنے لگا میں جلدی ہی وہاں آجاؤں گا۔"

اتنا کہہ کر ولٹن اس کمرہ سے چلا گیا۔ اور وہاں صرف جیفریز اور ہارڈنگ ہی رہ گئے۔ کوئی پانچ گھنٹہ کے عرصہ میں جیٹی کا مستند ملازم ولٹن وہاں آ گیا۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگا۔ "میرے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ اور اب اس ساری جماعت کا ہمارے ہاتھ آ جانا یقینی ہے۔"

اس کے بعد جیفریز نے ولٹن اور ہارڈنگ کو اس تجویز کی کیفیت بتائی جسے اولڈ ویجہ کے رو بردہ میں کرنا مطلوب تھا۔ یہ مادیات پیش ملے ہوئے تھے۔ کہ وہ عمر رسیدہ بدہ باش بھی نمودار ہو گیا۔

ایک کسی پر بھیج کر اولڈ ڈیٹھ نے جیفریز سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ ”بے شک صحیح کاروبار ہی طریق اسی کا نام ہے۔ پھر اس نے جیفریز کے دونوں ساتھیوں کی طرف نظر کرتے ہوئے کہا۔ ”غالباً وہ دوست ہیں جن کا تم نے ذکر کیا تھا۔“

جیفریز نے جواب دیا۔ ”ہاں وہی۔ اس کا نام بن جوڑ ہے۔“ اس نے ولٹن کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ”اور اس کی وفاداری میں کلام نہیں۔ دوسرے کوینڈا طامس کہتے ہیں۔ اور یہی رائے میں وہ بھی اپنے کام میں کچھ کم ہوشیار نہیں۔“

”بہت خوب۔ بہت خوب۔“ اولڈ ڈیٹھ نے غشی سے دونوں ہاتھ ملے ہوئے کہا۔ ”مگر جوڑ۔۔۔ مگر طامس۔ میں تم سے مل کر بہت خوش ہوں۔“

ولٹن حسب حال لہجہ اور انداز اختیار کر کے کہنے لگا۔ ”مگر جوڑ ہمیں بھی تم سے مل کر کچھ کم خوشی نہیں ہوئی۔ ہمارے دوست جینڈ نے تمہاری تعریف جن لفظوں میں کی ہے۔ اس کی وجہ سے ہم چاہتے ہیں۔ کہ تمہارے ساتھ ہمارے تعلقات زیادہ گہرے ہوں۔“

”میرے دوستو۔ ایسا ہی ہو گا۔“ اولڈ ڈیٹھ نے کہا۔ ”آدمی نیک اور وفادار ہو۔ تو اس کے لئے میرے ماں کا نام کی کمی نہیں۔ اور نہ میں اولڈ سے معاوضہ میں کوتاہی کرتا ہوں۔“

ولٹن ہلکا سیب باتیں جیفریز کی زبانی پہنے ہی معلوم ہو چکی ہیں۔

جیفریز کہنے لگا۔ ”میں نے انہیں وہ کام بھی بتا دیا ہے جو انہیں کل رات کرنا ہو گا۔“

”بہت اچھا۔“ اولڈ ڈیٹھ نے کہا۔ ”اور غالباً اس کی سرانجام دہی سے کسی کو انکار نہ ہو گا۔“

بارڈاگ کہنے لگا۔ ”اس میں شک ہی کیا ہے؟ برا خطرہ کا سوال۔ سواگر معاوضہ معقول

ہو۔۔۔“

اولڈ ڈیٹھ جلدی سے قطع کلام کر کے بولا۔ ”معاوضہ بہر حال معقول۔ نہایت معقول ہو گا۔“

”جیسا تم سے ہر ایک کو دس پونڈ کا نوٹ دے دیا جائے تو عائد ہو؟“

”بس صرف دس پونڈ؟“ ولٹن نے اولڈ ڈیٹھ کو پچھنے کرنے کی نیت سے تہوڑا بہت چھکڑا

کرنا ضروری سمجھتے ہوئے کہا۔ ”غور تو کرو۔ اگر ہم پکڑے گئے۔ تو عمر بہرہ کسے پانی پیسیں گے۔“

جائینگے۔ ہم اتنے شکستہ حال ہی تو نہیں ہیں کہ۔۔۔“

”نہیں۔ نہیں۔“ اولڈ ڈیٹھ نے جلدی سے کہا۔ ”کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ یہ نئے آدمی تیرے بغل

سے آرزو ہو کر چلے نہ جائیں۔ حالت محوری ذرا زیادہ فیاضی سے کام لینا ضروری سمجھ کر وہ کہنے لگا۔ میرے کہنے کا مطلب مدہل یہ تھا کہ اس دن پونڈ تم دونوں کو ملے۔ پیشگی ویٹے جائیں اور اس وقت جب کام مکمل ہو جائے۔ اس کے علاوہ میرا کام ہمیں پر فوٹم نہ ہوگا۔ ابی بہت سا اور کام ابی تم لوگوں سے لینا مطلب ہے۔ یہ تو اس نامک کا پہلا نظارہ ہے۔ جس میں نے تیار کیا ہے۔ وہ جس میں تم نے نمایاں پارٹ ادا کرنا ہے۔

یہ کہہ کر اولڈ فیلچر اپنے نہایت فقرہ پر خود ہی ہنسنے لگا۔

دلش بولا۔ اب کچھ تم نے کہا۔ وہ بہت مستقبل ہے۔ ۲۰۰ پونڈ فی کس اس کام کے لئے اور تیار ہو سکے۔ لے نفع مندر کام کیا موقوفہ۔ یہ باتیں ابی میں کہہ کر انکار کر سکیں گے۔ کیوں تلاشیں تمہاری کیا رائے ہے؟

اولڈ فیلچر کہنے لگا۔ بوز میری رائے تمہاری رائے سے جتنا بڑی ہے۔

اولڈ فیلچر نے کہا۔ خیر اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا آپس میں بھڑتہ ہو گیا۔ پیشگی کارپوس میں فوراً ادا کرنے کو تیار ہیں۔

یہ کہتے ہوئے اس بہن سال بیسٹ نے سیپا سے ایک سیلا سا بونڈ نکال دیا۔ اور دونوں کو دس پونڈ ویٹے۔ انہی نے اس رقم کو بطور ہر تین شخصوں کی طرح اس کے ماتھے سے لے لیا۔

اس کے بعد نجین بوز جس کی آنکھیں بدل آت آتے گھوم رہے تھے۔ ان کے خیال سے گیسے مار بھروسہ کے نیچے بڑی تیزی سے چمک رہی تھیں۔ کہنے لگا۔ اس اب مجھے اور کچھ نہیں کہنا ہے۔ تم دونوں آدمی میرے دوست جعفری کی ہدایت پر چل کر۔ وہی میری طرف سے نہیں بلکہ ہے گا۔ کہ کیا کام کرنا ہے۔ اس وقت میں تم سے ہمارا ہوتا ہوں۔ اور اسید کرتا ہوں۔ یہ فقرہ اس نے دھیان خوشی کے ساتھ کہا۔ کل رات تم مابوت لیکر ایل سٹریٹ میں پہنچ جاؤ گے۔

دلش نے کہا۔ سٹریٹ پر زمین رکھ دیا ابی ہوگا۔

جھانر نے کہنے لگا۔ سٹریٹ نہ ملنے سے پہلے ایک گلاس شراب کا تو پیٹنے جاؤ۔

اولڈ فیلچر نے جلدی سے کہا۔ تجھے اس وقت بہت کم فرصت ہے۔ اور میں نے رخصت

میں کچھ پانی ہی لیا تھا۔ مگر کل رات میں نے اس نے بڑے زور و دھج میں کہا۔ کل رات کیسے دوستو

جب تم ارل سٹریٹ والے مکان میں آؤ گے۔ تو وہاں تہاے لئے عمدہ کھانا اور نفیس شراب موجود ہوگی۔

جیفریز بولا بہت خوب۔ میں عمدہ کھانے پر توجہ جان دیتا ہوں۔ لیکن مشروطاً اس وقت تمہیں کیا جلدائی ہے؟

وہ کہنے لگا اصل بات یہ ہے میرے تین دوست محل سٹریٹ کے ایک شراب خانہ میں میرے منتظر ہیں۔ میں ان سے جلدی ہی ہوں آپس آنے کا وعدہ کیے آیا تھا۔ اور میں ان کو نیا وہ انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا اس لئے سرسٹ تم مجھے معذوری کہجو۔ اور دعا۔

اولڈ ویتھ نے تینوں سے ہاتھ ملایا۔ اور اس خیال سے خوش ہوتا وہاں سے رخصت ہوا کہ میں نے جیفریز کے دوستوں کی خدمات اتنے سستے داموں حاصل کر لی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ گو وہ بڑا رخصت اور بخیل آدمی تھا۔ تاہم اپنے خفاک انتقام کی تجویز کو مکمل کرنے کے معاملہ میں وہ انہیں بکالت مجھوری اس سے ملنے چوٹنی ہجرت ہی دینے پر آمادہ تھا۔

مگر بار اولڈ ویتھ اپنی زندگی میں اول مرتبہ تہاری خوشی بالکل غلط تھی۔ اور جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا۔ یہ بات تم نے جلدی ہی معلوم کرنی۔

جس وقت عمر رسیدہ ہمساش کرہ سے باہر نکلا۔ تو دلش۔ مارڈنگ ادا جیفریز نے ایک دھڑکے کی طرف چلے گئے اطمینان اور فاختانہ نظر سے دیکھا۔

جیفریز کہنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے ہنس۔ ٹڈارش اور ہنس کی بیوی تینوں محل سٹریٹ والے شراب خانہ میں موجود ہیں۔

دلش نے جواب دیا۔ ہاں۔ اور اب چونکہ کام کا وقت قریب ہے۔ اس لئے ہمیں فوراً اس کی سرانجام دہی کے لئے روانہ ہونا چاہیے۔

تینوں اپنی جگہ سے اٹھ کر سٹ میں چلے گئے۔ بعد محل سٹریٹ میں پہنچنے کے لئے اولڈ ویتھ کا آؤر یقینی تھا۔

جس وقت یہ ٹہٹ روکے ایک اور شراب خانہ کے پاس سے گزر رہے تھے۔ دلش نے اپنے ساتھیوں کو دھارے لگنے کے لئے کہا۔ اور خود ان شخصوں کو غروری ہدایت دینے کے لئے اندر گیا۔ جو اس صاوت کی ہم میں اس کے شریک تھے۔ اور جنہیں وہ اس شراب خانہ میں منتظر چھوڑ گیا تھا۔ ذرا دیر کے بعد وہ واپس آگیا۔ تو جیفریز مارڈنگ اور دلش تینوں پھر اولڈ ویتھ

کچھ کچھ پیچھے روانہ ہوئے۔

اس کے ساتھ ہی ان کے قریب ایسے آدمی جنہوں نے مزدوروں کا لباس پہنا ہوا تھا اس شراب خانہ سے نکل کر جس میں اب ولٹن داخل ہوا تھا۔ مختلف اطراف سے ہو کر اس شرک کی جانب روانہ ہوئے جو دو قبرستانوں کے بیچ میں گذرتی تھی۔

پہلے سٹریٹ اور ٹمپٹ روڈ کے مقام اتصال پر عین اس وقت جب کہ اولڈ ٹمپٹ اس بازار میں داخل ہونے کو تھا۔ تین شخصوں نے یکایک اسے پکڑ لیا۔ اور قبل اس کے کہ ایک بھی کلمہ اس کی زبان سے نکلتا۔ اس کا منہ بند کر لیا۔ اس وقت چاند بڑی تیزی سے چمک رہا تھا۔ اس کی روشنی میں بڑے جدیدیت نے جب ولٹن۔ جیفریز اور مارڈنگ کو پہچانا۔ تو زور و غضب اور اٹھتا ہوا حیرت سے اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ اس نے بڑے جوش میں آکر اپنا پاؤں فرش زمین پر مارا۔ اور تینوں کی گوت سے نکلنے کی بہت کوشش کی۔ مگر یہ کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اگرچہ اس کی طرف سے اتنی زوردار جدوجہد کا اظہار ہوا۔ جس کی اس پیچھے عمر رسیدہ اور کمزور شخص سے ہرگز امید نہ ہو سکتی تھی۔ ولٹن جیفریز اور مارڈنگ اسے اٹھا کر حبشی کی گاڑی کی سیٹ پر جو قریب ہی منظر تھی لے گئے۔ گاڑی میں دو آدمی پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے فوراً اس کی مشکیں کس لیں۔ اور آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اور گاڑی تیزی کے ساتھ ایک طرف کو چل دی۔ جب یہ کام ہو چکا۔ تو ولٹن نے جیفریز سے کہا۔ ”تم مجھے سٹریٹ کے شراب خانہ کی طرف چلو۔ اور ٹمپٹ۔ ہنس اور اس کی بیوی کو باتوں میں لگا کر باہر لے آؤ۔“

جیفریز اس شراب خانہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہاں جا کر اس نے دیکھا۔ کہ تینوں آدمی ایک میز پر بیٹھے روٹی۔ پنیر اور پورٹ شراب اڑا رہے ہیں۔ جیفریز نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”دوستو مجھے تمہاری خوشی میں مائل ہونے کا تو بیج ہے۔ لیکن بامرجمودی میں تمہیں ساتھ لے چلنے کو آیا ہوں۔ مٹر بوز نے پہلے اسے بھیجا ہے کہ۔۔۔“

”کیوں۔ کوئی خاص معاملہ پیش آیا ہے؟“ منسٹرن نے کمرہ کے حاضرین کی طرف دیکھتے ہوئے مضطرب لہجہ میں پوچھا۔

جیفریز نے جواب دیا۔ ”معلوم نہیں کیا معاملہ ہے۔ بہ چال شرانہز بہت گھبراہٹ ہوا نظر آتا تھا۔ وہ اس وقت اس شرک پر ادھر ادھر بھر رہا ہے۔ جو دو قبرستانوں کے بیچ سے گذرتی

ہے۔ اور اس نے تاکید کی تھی کہ تمہیں ساتھ لے کر آؤں۔“

”کیا وہ اس جگہ اکیلا ہی ہے؟“ ٹولی میں نے اظہار خوف کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں بالکل اکیلا۔ لیکن تسلی رکھو کسی طرح کا اندیشہ نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ مسٹر ہونز کو

کسی معاملہ میں مایوسی ہوئی ہے۔ بہر حال تم اب چلنے کی فکر کرو۔“

ٹڈ مارش اور میں اور اس کی بیوی آٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے حساب چکایا۔ اور کھانے

کو دھو دیا۔ پھر جیفریز کے ساتھ قبرستان کی طرف ہوئے۔

وہاں پہنچ کر مسٹر ہونز نے اپنی معروف جھاڑو آواز میں پوچھا۔ مسٹر ہونز کہاں ہے؟ مجھے

تو کہیں نظر نہیں آتا۔“

مگر قبل اس کے کہ جیفریز اس کا کچھ جواب دیتا جیسی کے آدمیوں نے تینوں شخصوں یعنی

ہونز اس کی بیوی اور ٹڈ مارش کو پکڑ لیا۔ ان کا منہ بند کر کے انھوں نے پٹیاں باندھ دی گئیں

اور انہیں ایک اور گاڑی میں ڈال کر اسی طرف کو لے چلے۔ جب وہ ٹڈ مارش کو پکڑ لیا اور اولڈ

ڈیوڈ اس سے پہلے پہنچ چکے تھے۔

اب اس ٹرک پر دوٹن اور جیفریز ہی رہ گئے تھے۔ جب گاڑی رانا نہ ہوئی۔ تو دوٹن کہنے

لگے۔ میں اپنے آقا کی طرف سے تمہاری خدمات پر اظہار طمانیت کرتا ہوں۔ مسٹر مارش کو پہلے

کے متعلق ایسے استفسارات محل میں ملائے گئے ہیں کہ تم سے کسی قسم کی باز پرس نہ ہوگی۔ تمہارا

فرض صرف اتنا ہے کہ خاموش رہو۔ اور دورانِ مدیشی کا بھی ہی تمنا نہ ہے۔ اگر تم نے ناشتہ

سے کام لیا۔ تو نہ صرف اپنی کھپلی غلطیوں کے غبارہ سے محفوظ رہو گے۔ بلکہ آئندہ کو سوسائٹی کے

ایک عزت دار اور قابل قدر فرد بن سکو گے۔ اب چند دن کے لئے تم نے اپنے مکان ہی پر

تعمیر کیا۔ مسٹر مارش کے معاملات کی نسبت خواہ تم کتنی ہی عجیب و غریب باتیں سنو۔ اور قتل کے

جرم سے اس کی صفائی ثابت کرنے کے لئے خود کیسے ہی حیرت خیز طریقے محل میں ملائے

جائیں۔ تم نے کامل خاموشی برقرار رکھا۔ تمہاری رازداری پر معاملہ کا اس درجہ انکشاف ہے کہ

اگر ہمارے آقا کو تمہاری وفاداری پر کامل اعتماد نہ ہوتا۔ تو تمہیں آزاد نہ رہنے دیا جاتا

مگر دیکھو میں پھر ایک بار تمہیں خبردار کرتا ہوں۔ تم نے دیکھ لیا۔ ہمارے آقا کس درجہ صاحب

اختیار ہیں۔ اور اپنے کام کی سرانجام دہی میں وہ کتنی دلیری۔ استقلال اور عرصہ مندی

سے کام لیتے ہیں۔“

جیفریز بھائی ٹرولٹن اہمیان بکویں میں اپنے فائدہ کی خاطر اس مشورہ پر چوبیسے طور سے
عمل کروں گا۔

بلٹن کہنے لگا کہ تم اس وقت کو دعائیں دیا کرو گے۔ بھائی تمہارا واسطہ ہمارے آقا سے
پڑا۔ اب غالباً چند یوم تک تمہاری خدمات درکار نہ ہوں گی۔ لیکن اگر ضرورت محسوس ہوئی تو
تمہیں اس کی اطلاع کسی چھٹی یا قاصد کے ذریعہ پہنچا دی جائے گی۔ تمہارا روپیہ آقا کے پاس
تھیں۔ اور اب کی مرتبہ جب تم ان سے ملو گے۔ تو وہ تمہیں بتا دیں گے۔ اس سے
بہترین فائدہ کیونکر اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس اثنا میں انہوں نے تمہارے لئے یہ ضعیف
ساتھ اٹھام بھیجا ہے۔ تمہارے روپیہ میں سے نہیں بلکہ اپنے پاس سے۔ تم اسے اپنے معین
میں لا سکتے ہو جب تک تم ہمارے آقا کی ملازمت میں رہو۔ تمہیں معقول معاوضہ ملتا رہیگا
البتہ یہ معاوضہ قلیل القسط میں اور ہونا تاکہ روپیہ کی بڑی رقم ایک ہی بار مقررہ میں آجائے سے
تم پھر آوارہ نہ ہو جاؤ۔ رفتہ رفتہ ہمارے آقا کے نیک اثرات تمہیں راہ راست پر ڈال دینگے
اور تم سمجھنے لگو گے۔ کہ ایماندار ہی سے کمایا ہوا روپیہ کس طرح صرف کرنا چاہیئے۔ پھر جب تم
ایماندار کی قدر قیمت سمجھنے لگو گے۔ تو تمہارا سارا روپیہ تمہارے حوالہ کر دیا
جائے گا۔

اس کے بعد جیفریز اور ولٹن ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ اول الذکر اب
اپنے پراسرار آقا کی دیری۔ اور قابلیت کا پہلے سے بھی زیادہ مداح اور محترف
بن چکا تھا۔

باب ۵۵ کلیئرس ولیرز اور اس کی خال

دوسرے دن سینٹ سیلر کا گرجا واقع سنوہل نہ بجا رہا تھا۔ کہ کلیئرس ولیرز حاکم نیوگٹ
کے دفتر میں پہنچا۔ اور مسٹر مارنر کے ساتھ اپنا رشتہ ظاہر کر کے اس بد نصیب عورت سے
ملاقات کا بندھن لگا ہوا۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسٹر مارنر کو جیل خانہ کے ایک ایسے حصہ میں رکھا گیا تھا جس
میں اور بہت سی عورتیں زیرِ حراست تھیں۔ حاکم جیل خانہ چونکہ ایک شریف اور نیک

خیال آوی تھا۔ اور اس بات کو جاننا تھا۔ کہ اتنے قریبی رشتہ داروں کی ملاقات حالات پیش آمدہ میں اس قسم کی ہوگی کہ دونوں کو انجیوں کے روبرو اظہار خیالات میں تامل ہوگا۔ اس لئے اس نے کلیرنس کو کوئی نشست گاہ میں بیٹھنے کی اجازت دی۔ اور اس کی گتہ گار خانہ کو بھی وہیں بٹھار دیا۔

جب خطہ اور بھتیجا دونوں اکٹھے ہوئے۔ تو کلیرنس نے ممبردی کے چند کلمات زبان سے ادا کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس کی زبان تالو کے ساتھ لگ گئی۔ خیالات الفاظ کی صورت اختیار نہ کر سکے۔ اور انہوں سے سیلاب اشک بہ نکلا۔

مسٹر ٹرنر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور دونوں لمبوں سے من کو چھپا لیا۔ اس کی انتہائی ذہنی اذیت کا اظہار اس کی سرد آہوں اور تلخ آنسوؤں کے خدایہ مورہا تھا۔

آخر کلیرنس نے ہی بدقت طبیعت پر جبر کے سلسلہ کا شروع کیا۔ کہنے لگا: خالد آج میں آپ کو کس خوفناک حالت میں دیکھتا ہوں۔ چند دن کے مختصر عرصہ میں آپ کے حالات میں کتنی حیرت خیز تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔

برفصیب عورت نے دونوں لمبہ التبا کے طور پر آگے کی طرف بھینٹا کر کہا: کلیرنس خطہ کے لئے بچہ ملامت نہ کرو۔ میں پہلے ہی بہت مصیبت زدہ ہوں۔ مجھے برف ملامت بنا کر اور ملامت رنجیدہ نہ کرو۔

میں خوب سمجھتا ہوں۔ آپ کس درجہ مصیبت زدہ ہیں۔ کلیرنس ولیرز نے اس کی حالت پر اظہارِ رحم کرنے ہوئے کہا۔ اور اس وقت ایک لمحہ کے لئے اسے یہ بات فراموش ہو گئی۔ کہ یہ عورت کس قدر خوفناک جرم کی مرتکب ہوئی ہے۔ اس شخص کی مصیبت کا اندازہ اس کی تبدیل شدہ کیفیت سے آسانی ہو سکتا تھا۔ کیونکہ بدن نیابت لاغر ہو چکا تھا۔ گھالی اندھ کو پچکے ہوئے اور زرد چھ۔ اور کمر میں اس قسم کا خم نمودار ہونے لگا تھا۔ گویا دونوں میں وہ برسوں کی سنزل طے کر چکی ہو۔

”ماں میں بہت مصیبت زدہ ہوں۔“ برفصیب عورت نے بنایت تلخ لہجہ میں کہا۔ اور ذہنی اذیت کے زیر اثر دونوں لمبہ ملائے یہ اس خوفناک مقام میں کہنے کے بعد میں نے جیسا تکلیف دہ راتیں بسر کی ہیں۔ خدا کس دشمن کو بھی برفصیب نہ کرے۔ میری اذیتوں۔ کہ یہاں کا انسانی زبان کو یاد نہیں۔ یوں کہ دن کا وقت یہی بڑی مصیبت اور پریشانی میں بسر ہوتا

ہے۔ مگر جب رات ہوئی ہے۔ تو خاموشی۔ تاریکی اور سلسلے میں میرے خیالات بھی سرسبز ہوتے ہیں کہ...

کلیرنس قطع کلام کر کے پورے غار اس طرح اپنے بہتے خیالات کو غلبہ نہ پانے دینے کو شش پچھنے کہ آپ کی طبیعت سکون پذیر ہو۔ آپ کی موجودہ حالت دیکھ کر مجھے بہت ہی غصہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ میں آپ سے بہت کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ جسے کئی سوالات پر پچھنے اور کہنے ایک مشورے پیش کرنے میں پس جب تک آپ سکون اختیار نہ کرتے۔

بہت نصیب عہد کی پیشانی پر عرق سرد کے ٹپے بڑے قطرات نما دراز ہو گئے۔ اور وہ تپ تپتی کے سرسبز کا طرح کا پتی ہوئی کہنے لگی۔ انہوں نے اس کا برس وہ کرنا مشورہ ہے۔ جو تم مجھے دے سکتے ہو۔ میرے لئے خدا ایک ہی مشورہ ہے۔ اور وہ یہ کہ میں وہ صوبے چنان کی تیاری کروں...

کیا یہ ممکن ہے؟ ولیر نے ان اشافہ کی طرف اشارہ کیا۔ مہمیت سے بہت زندہ ہو کر کہا کہ آپ کے لئے اس دنیا میں کوئی امید باقی نہیں، کیا رہائی نہ کوئی امکان نہیں؟...

مسنر نما ز نے اپنا اندر کو دہری ہوئی اور نور سے جاری آنکھیں اپنے بچنے کے چہرہ پر گرا کر پوچھا۔ کیا تم میرے اس بیان کو قابل نشین سمجھ سکتے ہو۔ کہ میں اس الزام سے جو میرے خلاف عاید کیا گیا ہے۔ بے غلطیوں یعنی سرسبز کی کوئی کہانی و شفا کرنے کے الزام میں سرسبز ہرگز نہیں کہیں کہ تم ہی اپنے دل میں مجھے مقدر دار سمجھتے ہو۔ ایسے حالات میں یہ کہہ ممکن ہے کہ چہرہ ہی مجھے بے مقدر قرار دے۔ کلیرنس یہ نہ سمجھو کہ میں غریب امید کو دل میں جگہ دیکر اصل حالات کو غفلت انداز کر رہی ہوں۔ مجھے اپنی تقدیر صاف نظر آتی ہے۔ میری پیشانی میں ہی لکھا ہوا۔ کہ سرکاری جلا کے ہوتوں جان دوں...

خدا رحم کرے! ولیر نے اپنے ہاتھ سے پیشانی کو دباتے ہوئے کہا کہ نر نارنگی باتوں سے اس کے دماغ میں غیر معمولی تاظم پیدا ہو گیا تھا۔

نئے شک کلیرنس مسرور انجام پائی ہو گا۔ عہد نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا کہ سر خاتمہ قریب ہے۔ بلا اتنا کہیں ہے کہ میں چند اوس کے لئے اپنی زندگی کو ادھر چھالوں۔ اور یہ اس طرح پر کر میں۔ بیان کر لیں...

کیا؟ کلیرنس نے بے جہری سے پوچھا۔ وہ کونسا بیان ہے جس کی بدولت آپ کی

زندگی پسندام کے لئے حق سلتی ہے؟

”ہائے۔ میں وہ باتیں تمہارے دہرہ بیان نہیں کر سکتی۔“ اس کی خالہ نے چپختے ہوئے بھوکے
دیا۔

میں سمجھ گیا۔۔۔ میں نے جان لیا۔ وہ کیا بات ہے۔۔۔

”کلیرنس خدا کے لئے مجھ سے نفرت نہ کرنا؟“ برفعیب عورتیں اپنے بھینچے کے دہرہ دھنا
ہو کر اور اس کا ایک اہم تشبیہی انداز سے اپنے (تہہ میں لے کر گات آہ میں جاتی ہوں۔ تم مزور
مجھے ملاست کرو گے۔ تم کہو گے کہ اپنی خاطر نہیں۔ تو اس بچہ کی خاطر جو میرے شکر میں ہے۔
مجھے اس خوفناک۔۔۔ دہکا۔ جرم سے باز رہنا چاہئے تھا۔ مگر اُسے قسمت ایسے اپنی کامیابی
کا اس درجہ یقین تھا۔۔۔ مجھے اس راز کے فاش نہ ہونے کا اس درجہ اعتقاد تھا۔ اس کے
علاوہ میری حالت اتنا خراب اور میری پریشانیوں اس قدر بڑی تھیں۔ غصہ تھا اس
لئے کہ میری سبزی کو دیکھ کر اسرار طروق پر عدم بیت ہو چکا تھا۔“

”خالہ۔“ کلیرنس نے اسے فرش زمین سے اٹھا کر دوبارہ کرسی پر بٹھاتے ہوئے استعمال آئینہ
سنبھالہ آواز سے کہا۔ میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس کا جواب اس طرح دیجئے گا
آپ خدا کے عظیم کے رد ہوا اپنے افعال کی جواب دہا کر رہی ہوں۔ سوال یہ ہے۔ کیا آپ کے
ہاتھ خون آلود نہیں ہیں؟

”مقدس آسمان کی قسم نہیں۔“ مسرتا رہنے پر اذیت جگر دوزخ میں کہا۔ ”آہ ابکہ تم مجھے جرم
قتل کی مرکب سمجھ سکتے ہو؟“ یہ کہتے ہوئے برفعیب عورت اپنی جگہ سے اٹھ کر اٹھری ہوئی
اور اپنا استخوانی ہاتھ اپنے بچے کے بازو پر رکھ کر کلیرنس کو بگلی آواز میں کہنے لگی۔ ”کلیرنس میری بات سنو
وہاں شہر کے۔ ایک آدمی میں شاید میرے برابر کوئی نہ ہوگا۔ یہ یہی میں تسلیم کرتی ہوں۔ مگر میں اپنی گناہ
آلود زندگی کو نہ سبھی تقدس کے پردہ میں چھپائے رکھا۔ میں نے حسن فردوشی کو ذریعہ معاش بنایا اور
ایک باعصمت دوشیزہ کے ناموس کو چاک کرنے میں مددگار بنایا لیکن اسے کلیرنس نامی خدا
کو حاضر و ناظر جاکو کیا کہہ سکتی ہوں۔ کہ میں قائل نہیں ہوں۔۔۔ سو اب یہی ہو رہا ہے۔“

کلیرنس نے کہا۔ ”اس اطمینان کے لئے میں خدا کا شکر ادا کر رہا ہوں۔ مگر آپ نے ابھی کہا
کہ میں ایک باعصمت دوشیزہ کے ناموس کو چاک کرنے میں مددگار بنی۔ کیا اس کا مطلب
ہے۔۔۔ کیا وہ ممکن ہے کہ دہرہ مند۔۔۔ میری حریف ایڈیلا شیں کی بہن۔۔۔“

آہ اکلیرنس۔ تم مجھے جان سے مار دو۔ خدا کے لئے مار دو۔ گینگار عورت نے انتہائی ذہنی اذیت کے زیر اثر اس کے روبرو پھر دوڑا تو ہو کر کہا: میری زندگی اب موجبِ علم ہے۔ اپنے اخلاقی جذبہ سے وہ سب سے زیادہ ترین جرم سرزد ہوا جس کا اندک سب کچھ ایک عورت سے ہو سکتا ہے۔

تیس مہینے بدترین شبہات کی تضمین ہو گئی تھیں۔ اکلیرنس نے کہا: میں نے کہا۔ اس نے ایک ایک نفرت اور خوف سے دوسری طرف کوٹھ پھیر لیا۔ اور اس کی زبان سے غصہ کے زہر دار کلمات نکلنے لگے۔

اس کے ایک لمحہ بعد غم و اندوہ کی آوازیں... اس کے غصہ سے بڑی زیادہ تلخ... اس کے کان میں پیچیس، مڑک و کیکا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کی خالہ غمزدہ اندہ حال اور بے مروت فریض زمین پر پڑی ہے۔ اور اس کا سارا بدن ذہنی اذیت کی وجہ سے تشنجی انداز سے کانپ رہا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر اس کے دل میں پھر رحم کا احساس تازہ ہو گیا۔

اس مقام کے قریب جاکر جہاں بد نصیب عورت اس وقت زمین پر گری تھی جب وہ اس سے جدا ہوا۔ اس نے اسے اٹھایا۔ اور دوبارہ ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ وہ اسے تسکین اور مہربانی کے کلمات بھی کہنے لگا۔ اور اس نے اپنی بدسلوکی کے لئے معافی چاہی۔

وہ لمبی گلوگیر آواز سے کہنے لگی: کلیرنس مجھ سے معافی طلب کر کے تم اندر زیادہ شرمسار کرتے ہو۔ تمہارے دل میں میرے خلاف جوشِ غضب پیدا ہونا قدرتی ہے۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ دنیا میں میرے برابر ہی اور گینگار عورت کوئی نہ ہو گی۔ میرا ناپاک و جہاد اس دنیا کے لئے سخیس۔ اور میرے سمجھنوں کے لئے موجبِ قہر ہے۔ البتہ جب میں اپنی زندگی کے تاریک جرائم کی طرف نظر کرتی ہوں... جب مجھے اپنے بے شمار افعالِ بد کا خیال آتا ہے۔ تو نتیجہ ہوتا ہے کہ دوسری دنیا میں بھی میری خطائیں ہرگز قابلِ معافی نہ سمجھی جائیں گی۔

یہ الفاظ آپ کے گناہوں میں اور اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اکلیرنس نے کہا: یہ اسے خالہ اس کا دماغ کی رحمت اور شفاعت اور دور ہے۔ اور اس کے متعلق کسی شبہ کو دل میں بگڑ دینا گناہِ کبیرہ ہے کہ نہیں۔ وہ بکلی اور عظمت کا سرچشمہ ہے۔ اور اس کے اختیارات لائسنس ہیں۔ پھر یہ کہہ کر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کی طرح منسوبِ ستمی نہ ہو۔ مگر ضرورت اس بات کی

ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ آپ اپنے گناہوں کا کھلو اس دنیا میں ہی کر لیں۔ اس کے بعد گناہ انسان جیسے حقیقت میں خدا نے اپنی صورت کے مطابق بنایا۔ اور اپنی صفات سے تصف کیا تھا۔ خواہ آپ کو معافی دے یا نہ دے۔ بہر حال اس خالق کون دکان کی شفاعت یقینی ہے۔ جو سرگناہ گار کی خطا پر معاف کرتا ہے۔

سرمہارن نے کہا یہ کلیرنس میں اپنی خاؤں پر نائب ہو چکی ہوں۔ یقین جانو۔ جو کچھ مجھ سے ہوا۔ اس کے لئے میرے دل میں سخت غم اس وقت اور پشیمانی ہے۔ اسے کاش میں اپنی زندگی کے گزشتہ مہینہ سال اور نو لبر کر سکوں۔ اس صورت میں ممکن نہیں کوئی غلطی مجھ سے سرزد ہو۔ یا میں کسی فطری کمزوری کو روح پر دوزخ لانے کا موقع دوں۔ مگر افسوس! یہ خیالات پچھارے دلوں میں اس وقت پیدا ہوتے ہیں۔ جب وقت ہمارے نکل جاتا ہے۔ اور وہ ہمارے طرز عمل کی رہبری بالکل نہیں کر سکتے۔

یہ درست ہے۔ کلیرنس نے افسردگی کے لمحہ میں کہا۔ اور پھر ذرا مالی کے بعد وہ کہنے لگا۔ اب مجھے ایک ایسا فرض اٹا کر لے۔ جس سے شاید آپ کا دل بہت مجروح ہو گا۔ اور آپ کے دوزخ میں سیکڑوں قسم کی تلخ یاد تازہ ہو جائے گی۔

سرمہارن سے جہاں تک ممکن تھا۔ اس نے اپنے جذبات پر قابو پا کر نسبتاً پرسکون لہجہ میں کہا۔ کلیرنس میں اتنا اسطبل سبک دہی۔ تم چاہتے ہو۔ میں اس وقت سے لیکر جب تم شادی کے بعد اپنی حسین دہن کے ساتھ لندن سے رخصت ہوئے۔ اب تک کے واقعات مجھ طور پر سلسلہ دار بیان کروں۔ میں ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تم میرے پاس بیٹھ کر سنو۔ مگر اندیشہ ہے کہ ایسا کرنے سے ہمیں میرے گناہوں کا اور بھی زیادہ ثبوت ملے گا۔ کیونکہ یہ ایک امر واقعہ ہے۔ کہ وہ جرائم بن کا بار میری زوجہ کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ فوری جوش کی حالت میں یعنی اس وقت جب فہم والدہ اک پر جذبات کا اثر غالب ہوتا ہے۔ سرزد نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کا ارتکاب بڑھی باقاعدگی کے ساتھ حالت سکون میں ہوتا رہا ہے۔

کلیرنس اس کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ادھر یہ تن گوش ہو کر اس کا بیان سننے کے لئے آمادہ ہوا۔

ریکارڈ عدت نے اس خوفناک سازش کی تفصیلات بیان کیں۔ جو خود اس کے اور مقتول سرمہاری کو ٹھنی اور سرمہارن کے درمیان روزانہ کی عصمت و ناموس کے خلاف ہوئی تھی

اب اپنی خالہ کی زبانی کلیرنس کو اول مرتبہ یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ مسٹر مارنرز نے ایڈیٹالس کے ساتھ سیری شادی پر صرف اس لئے رضامندی ظاہر کی تھی کہ چوٹی لڑکی کی راحت اور عزت کے خلاف سوچا جوتی سازشیں کی تکمیل آسانی ہو سکے۔ اور ایڈیٹالس یا کلیرنس اس میں حائل نہ ہوں۔

یہ دوستانہ ٹکار کلیرنس بولا کہ اگرچہ میرے لئے یہ بات سخت رنجیدہ ہے کہ ایڈیٹالس کے ساتھ سیری شادی ایسے افسوسناک حالات کا نتیجہ تھی۔ اہم ایک لحاظ سے مجھے خوش ہوا ہے اور وہ اس لئے کہ سیری حسین اور پیادھی بیوی اس شادی کی بدولت ایسے دیورسیت باپ کے مہاک اشرا ت راضیا رات سے نکل چکی ہے۔

مسٹر مارنرز نے ایک گہری آہ کھینچی۔ اور اس کے بعد اس نے وہ تفصیلات بیان کیں جن کا تعلق اس کی اور مسٹر مارنرز کی واقفیت سے تھا۔ اس کے علاوہ اس نے سرسبزی کو ٹی کے قتل کے وہ حالات جو خود اسے مسٹر مارنرز کی زبانی معلوم ہوئے تھے۔ جیسی چمک کی تیاری کا واقعہ۔ چمک کا رویہ بارڈر وکیل کے پاس جمع کرانا۔ اور اس کا فرار ادا و حاکم اپنے اس جیل خانہ میں آنے کے سبب حالات مفصل طور پر بیان کئے۔

آخر کار کلیرنس نے کہا کہ تو کیا آپ کو اس بات کا کالہین ہے کہ مسٹر مارنرز سے حقیقت میں وہ خوفناک جرم سرزد نہیں ہوا۔ جو اس سے منسوب کیا گیا ہے؟ یہ سوال اس نے خصوصیت کے ساتھ اس لئے پوچھا کہ وہ تحقیق کرنا چاہتا تھا۔ مسٹر مارنرز اس کی بیگناہی کا اعلان استھوڑی دینا کے لوم گذشتہ کے وعدہ کے مطابق اس روز ہونا تھا۔ واقعہ میں بے قصور ہے۔

مسٹر مارنرز نے جواب دیا کہ میں کہہ سکتی ہوں کہ یہ حالات جو خود مسٹر مارنرز نے میرے رویہ بیان کئے تھے۔ درست ہیں۔ کیونکہ جب ایک باہیم دونوں کی شادی ہو گئی۔ اور ہم نے ایک دوسرے کی حقیقی حالت کو اچھا طرح سمجھ لیا۔ تو پھر باہمی رازداری کی مطلق ضرورت نہ رہی۔ ہم دونوں دست پرست جرم کی شاہراہ پر چلنے لگے۔ تو ایک دوسرے کے سامنے شرم و ندامت کا احساس بالکل دھبہ ہو گیا۔ ایک اور بات یہ بھی ہے کہ مسٹر مارنرز کے لئے سرسبزی کو ٹی کے قتل کی کوئی مدقول وجہ موجود نہ تھی۔ ان آخر اندر کی موت سننے سے مالی امداد سے جس کی اب اس قدر ضرورت تھی۔ محروم کر دیا۔

کلیرنس نے اس اس استدلال کو تسلیم کیا۔ اور کہنے لگا کہ بیشک یہ درست ہے۔

سلسلہ کلام جاری رکھ کر بے نقیب عورت کہنے لگی۔ مجھ سے پوچھ رہی ہیں۔ اس بات کا قصد کر لیا ہے۔ کہ اپنے جرم سے ہرگز انکار نہ کروں گی۔ میرا جرم پہلے ہی بتا دیا ہے۔ میں اسے اپنے طرز عمل سے اور زیادہ متکین بنانا نہیں چاہتی۔ میں عدالت میں جیل سازی کا اقرار کر لوں گی۔ اور اس بے نقیب شخص کو شریک جرم ثابت کرنے کی بائبل کو شش نہ کروں گی۔ جس پر فراہمی عدالت کے باعث قتل کے جرم کا پوچھ پہلے ہی دباؤ ڈال رہا ہے۔ میں اس جرم کے متعلق اس کا بائبل ہی تک نہ کروں گی۔ تاکہ اگر وہ اس خوفناک شخص سے بھات حاصل کرے۔ جس میں وہ بھات موجودہ ایسا ہی ہوا ہے۔ تو اس کے اس میں آئندہ اس کے اپنے منیر کی علامت کے سوا کوئی بات خطی امانت نہ ہو سکتی۔

کلیرنس بولا۔ خالہ! آپ نے وہی طریق عمل سوچا ہے جس کا میں خود آپ کو شور و غوغا کیا ہے۔ آپ کا جرم روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کیا سے چھپانے کی کوشش بے سود ہوگی۔ حقیقت یہی رہے۔ منتظر کے ساتھ ایک خفیہ نشان بنا کر دیا کرتا تھا۔ اسے آپ نے نظر انداز کر دیا جس پر مجھ نے آپ کو چک کاروبار ادا کیا۔ اس نے اسے پورے غور سے نہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ آپ کو دیکھنا چاہیے۔ لیکن بعد ازاں جب چک کے دستخط کو غور سے دیکھا گیا۔ اور وہ مخصوص علامت اس پر شامل نظر نہ آئی۔ تو معلوم ہو گیا۔ یہ جیل ہے۔ کیا آپ کے خیال میں واقعات یہی تھے۔ جو میں نے بیان کئے تھے؟ اخراجات نے تو ایسا ہی لکھا تھا۔

منیر ناظر اس فرنگی کے بعد میں کہنے لگی۔ ہاں یہی درست واقعات ہیں۔ اور میں یہ محسوس کرتی ہوں۔ کہ جرم سے انکار کرنے کی بجائے اس کا اقبال کر کے اپنے آپ کو عدالت کے رحم پر چھوڑنا بہر حال بہتر ہو گا۔ خداوند کوئی صورت ایسی پیدا ہو۔ کہ میں اس قبل از وقت ... خوفناک موت سے نجات سکوں۔ یہ آخری اعطاء اس نے پھر بڑے جوش میں بھیر کر رکھے۔

مسکون! خالہ جان! مسکون! کلیرنس نے کہا۔ آپ اس قدر اضطراب کا اظہار نہ کریں۔ کیونکہ ابھی ابھی آپ سے ایک بے نقیب شخص کے متعلق ایک فعل اصرار کرنا ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ سرسری گفتگو کے قتل کی ان تحریر کا تفصیلات پر چھاپ کو سرسری تذکرہ کی زبان میں معلوم ہوتی تھیں اپنے دستخط کریں۔ ان تفصیلات کو آپ کا خاطر میں طلب نہ کر دیتا ہوں کہ سے معلوم ہے یہ کاغذ آپ کے بے نقیب شوہر کے لئے کس وجہ معینہ ثابت ہو۔

اتنا کہ کلیرنس عالم جیل خانہ کے دفتر سے کاغذ قلم دلاتے ہوئے لکھا۔ اور یہ چیزیں لاکر اس نے

ایک بیان قلمبند کیا۔ جس میں ستر لاکھ کی جہازیں، پینچا ہزار گھنٹے کے علاوہ ستر لاکھ کھجوریں، حبلاؤں کے جہاز کا اقبال بھی درج تھا۔ اور اس قدر ہی جہازوں کے سلسلہ میں ستر لاکھ کا ذکر نہیں کیا گیا تھا۔ نائب گورنر نے اس مقالے کے ساتھ اس دستاویز پر دستخط کر دیے۔ اور اس کے بعد اسے اپنے دل سے ایک بیماری کو جو اٹھتا ہے اس پر ہوا۔

دلیر نے اپنی خالہ کو رہنمائی کی نسبت یہ بتایا کہ وہ ایک یہودی کنبہ ہیں جس کے افراد اس سے بڑی مہربانی سے پیش آتے ہیں۔ سکونت پذیر ہے۔ لیکن اس وعدہ کے مطابق جو وہ اسٹروٹس ٹریٹ سے کر چکا تھا۔ اس نے اشارہ نہیں اس بات کا فائدہ نہیں کیا کہ عنقریب سٹرٹارنز کی بیگناہی کا اعلان مستعبر ہو جائیگا۔ اسے یہ بھی محسوس ہوا کہ یہ اقبالی بیان جو میں نے سٹرٹارنز سے حاصل کیا ہے مثالیہ اس ہمارا کارروائی میں جو کسی حد تک اس کے خسر کو قتل کے الزام سے بری ثابت کرنے کے متعلق کی جا رہی تھی۔ مدد ہے۔ اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے وہ کہنے لگا کہ اب میں آپ پر سخت توجہ دوں گا۔ اس نے رکتے رکتے پوچھا کہ کیا تم انامہ سٹرٹارنز سے ملنے کا نہیں آ؟

ولیر نے چاہا دیا۔ آج نہیں۔ کیونکہ جیل خانہ کے قوائم ایک ہی شخص کی مسلسل دودن ملاقات کی اجازت نہیں دیتے۔ میں چونکہ جوڑ اور فریب سے سخت مستفربوں۔ اس لئے صاف طور پر یہ بات کہہ دیتا چاہتا ہوں کہ میں ایڈریٹس۔ روڈمانڈ اور دو جوان خاقون جس کے ہاں روڈمانڈ چاہا گیر ہے۔ ہم سب کی سرٹ مار سے ملے تھے۔

مگر وہ حاکم پہلے اس سے لٹنے لگنے لگا۔ برصغیر عورت نے کہا۔ مگر جلد ہی مجھ کو کہنے لگی۔ میں اس کے لئے تجھیں قصود اور نہیں قرار دیتی۔ اور نہ طاعت کرنا چاہتی ہوں۔ یہ قدرتی امر تھا۔ کہ کنہاری بیوی پہلے اپنے باپ سے لٹنے کی خواہشمند رہے۔ اور پھر اس کے گھر والے جانا ہی لازم تھا۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی سمجھتی ہوں۔ کہ کہیں مجھ ایسی گنہگار اور بدکار عورت کے رد برد آئے ہوں۔

مشرم محسوس ہوتی ہو گی۔

کلیئر میں نے گر مجبوری سے کہا: خالہ آپ کی توبہ و استغفار کو دیکھ کر اب میرے دل میں پ
رے متعلق سوائے رحم اور افسوس کے اور کوئی خیال باقی نہیں رہا۔ خدا کرے۔ حاکمان افسان
ہی آپ کے ذرا دماغ کو ایسی ہی آسانی سے فراموش کر لیں۔ جس طرح میں نے کیا ہے۔

سفر ناز کی انکھوں سے آنسو بہ نکلا۔ اودھ کہنے لگی۔ بکیر سنیں بہتاری فیاضی کا شکر کہ
اداکر کی ہون۔ اس خوفناک جیل خانہ کی چار دیواری میں ہمہ روی کا ایک لفظ ان تمام راحتوں

اور سرتوں سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ جو خارجی دنیا میں انسان کے لئے نعمت کا درجہ رکھتی ہیں۔ کلیرنس لبر بانی اور معافی کے الفاظ آسمان کی مقدس شبنم کا درجہ رکھتے ہیں۔ آہ! برسرِ تک میں ایک ریاکار عورت رہی۔ اس قسم کے نفرت جن کی بدولت میں دنیا کو اپنی ذات کی نسبت دجو کا دیٹی نیچا۔ بڑی مدافہ کے ساتھ میری زبان سے نکلا کرتے تھے۔ مگر ان کے حقیقی معنوں کو میں نے اسی جگہ آکر محسوس کیا ہے۔ میرا اپنا نام خواہ کچھ ہو۔ بہر حال اس کا بچے اطمینان ہے۔ کہ میں نے آخر کار اس مذہب کی صداقتوں کی قدر و قیمت معلوم کر لی۔ جسے میں نے دنیا میں رہ کر اپنی جائیداد کی پردہ پوشی کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ پھر وہ زیادہ استغنی کے بجائے بولی۔ کلیرنس میری ایک نصیحت یاد رکھنا۔ جو شخص مذہب کی سب سے زیادہ ناشائستہ کرے اسے ہمیشہ شک و شبہ کی نظر سے دیکھنا۔ جو لوگ حقیقت میں پابند مذہب ہیں۔ وہ اپنے عقائد کو جاوے جاوگوں کی نظروں میں لانے کی کوشش نہیں کرتے۔ جو شخص دلی نما ہو۔ مرد و یا عورت۔ جان لو کہ وہ ضرور کوئی قابلِ نفرت ریاکار رہتا ہے۔ میرا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ جتنی میا شمشاد اور اباشی مذہب کے پردوں میں ہوتی ہے۔ کسی اور ذریعہ سے نہیں ہوتی۔ بس میں اس سے زیادہ کہتا نہیں چاہتی۔ مجھے یقین ہے واقعات پیش آمدہ نے ایڈیٹالس کو سخت صدمہ پہنچایا ہوگا۔ اس لئے تمہارا اس کی تسکین کے لئے اس کے پاس رہنا ضروری ہے۔ مگر دیکھو جان سے پہلے میری ایک بات اور سن لو۔ میں امید کرتی ہوں۔ تم ایڈیٹالس کو ان... خوفناک

....

اطمینان رکھئے۔ کلیرنس نے اسے متاثر کیا کہ کیا میں ایڈیٹالس کو ان خوفناک حالات سے مطلع نہیں کروں گا۔ جن کا تعلق رونامنڈ کی تباہی سے ہے۔ سو بار نہیں۔ کیونکہ ان کا ذکر تو اس کی موت کا موجب ثابت ہوگا۔ اور اب میں یہ بھی سمجھ گیا۔ کس لئے روزنامنڈ نے اپنی بہن کے اور میرے پاس رہنے کی بجائے ان دوستوں کے گھر میں ٹھہرا رہنا ضروری سمجھا۔

اس کے بعد مشر مارنزا اور کلیرنس ایک دوسرے سے ہٹ گئے۔ اور جبکہ اولیٰ ان کے محافظ عورت کے ہمراہ جو پاس کے کمرہ میں اس ملاقات کے خاتمہ کی منتظر تھی۔ اپنے کمرہ کی طرف چلی گئی۔ آخر اندر حاکم جیل خانہ کے دفتر میں گیا۔ اور دہلیں اس نے وہ دستاویز جس پر اس کی خالہ نے دستخط کئے تھے۔ حاکم مذکورہ کے حوالہ کر دیا۔

جیل خانہ سے وہ سیدھا شہر کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں وہ ایڈ لاس کو ایک دوست کے
ہاں چھوڑ آیا تھا۔ چونکہ ان ایام میں اس نے اس سرکاری دفتر سے جس میں وہ ملازم تھا۔ ڈیڑھ ماہ کی رخصت
لے رکھی تھی۔ اس لئے اسے اپنا وقت اپنی مرضی کے مطابق صرف کرنے کا اختیار حاصل تھا۔

فرصت کا وقت نکال کر وہ اس مکان میں گیا۔ جہاں شاوہی سے پیشتر وہ برن سٹریٹ
ایک فزیشن میں رہ چکا تھا۔ اس کا خیال تھا۔ شاید میرے تمام دواؤں کوئی خطا یا وہ کہا ہو مگر
دواؤں سے ایک خطہ جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

پل مال دست

اول آف ایلیگیم کی طرف سے سروریز کو سلام پہنچے۔ درخاستہ ہے۔ کہ جب آپ بشیر میں
تو کسی وقت میرے مکان پر قدم رکھ فرمائیں۔ آپ سے ایک ضروری معاملہ کی نسبت مشورہ کرنا ہے۔

خطا کی دیکھ بھال کے رو بہ پیش کرتے ہوئے اس نے کہتا اس میں مزید کوئی غلطی ہونا ہے۔
کیونکہ میں میرے صوف سے باغلی نا آشتیا ہوں۔ میری بھینچ میں نہیں آتا۔ ان کو مجھ سے کس معاملہ
کی نسبت مشورہ کرنے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ بہر حال میں کل پرسوں ان کے مکان پر جا کر
رفع استعجاب کر دوں گا۔ صورت تو سب سے زیادہ ہندسے والی کی بیگناہی کے اعلان کا
انتظار ہے۔

بیان کرنا حاصل ہو گا کہ کلیرنس نے سرنبری کو دھڑی کے قتل کے جو واقعات اپنی خانہ
کی زبانی سنے تھے۔ وہ اس نے اپنی بیوی کے رو بہ بھی بیان کر دئے۔ اور اسے یہ بھی بتا دیا۔
کہ میں اس بیان پر اس کے دستخط کر کے دستاویز حاکم جیل خانہ کے سپرد کر آیا ہوں۔

باب ۹۶ سرٹوفر بنٹ کی مہوم

دو پہر کے قریب لندن کے بازاروں میں ایک عجیب اندازہ جنگل کی آگ کی طرح تیزی کے
ساتھ پھیلنے لگی۔

افزادہ یہ تھی۔ کہ اس روز ۱۱ اور ۱۲ بجے کے درمیان سرٹوفر بنٹ اوڈو اکرٹلیز نے
پرسٹ کی عدالتیں حاضر ہو کر عدالت سے نہ صرف ان عجیب و غریب واقعات کی کیفیت
کی جھانچیں شب بیدار کوشش کرتے تھے۔ بلکہ ایک دستوں نہیں داخل کی جس سے سٹارٹرز

کی اس جرم تکمل سے لامل میگنا ہی ثابت ہوئی تھی۔ جس کے الزام میں وہ جیل خانہ نیو کیٹ میں زیر حراست تھا۔

دراخت پیش آمدہ اس قدر عجیب ہے کہ اگر انیس سرکرٹوفز ملٹ اور ڈاکٹر لیسلیز سے کم عزت و شخص بیان کرنا تو اسے دلوانہ کی پڑھیجا۔ لازم کے حامی دوستوں کی شرارت پر محمول کیا جائے مگر یہ دونوں اصحاب اتنے عزت و ادب تھے کہ ان کے بیان پر کسی شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ ان کی داستان گوئی بہت عجیب تھی۔ مگر اس کے مختلف حصے ایک دوسرے سے اس قدر ملوث تھے کہ اسے ایک ایسی پیمانی جو ان سے عجیب تر ہوئی ہے۔ تسلیم کیا گیا۔

اس واقعہ سے صدمہ مقام کے ہر حصہ میں حیرت اور سنسنی پھیل گئی۔

معلوم ہوا کہ بعض نامعلوم اشخاص نے دو عزت دار آدمیوں کو جن میں سے ایک نامرطیب اور دوسرا الدار آئریز جیٹس تھا۔ آنکھوں پر پٹی باندھ کر ایک پراسرار مقام پر پہنچایا۔ اور وہاں انہوں نے دو شخصوں کے اقبالی بیانات قلمبند کئے۔ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ دو اشخاص سرسبز ہی کوئی کے اصلی قاتل ہیں۔ اس اقبالی بیان میں وغایا ضرب کا بالکل اسکلان نہ تھا۔ دونوں شخصوں پر جدا جدا جرح کی گئی تھی۔ مگر ان کے بیان میں دو ماضی اختلاف بھی نہیں پایا گیا۔ ان حالات میں ہر شخص کے لئے یہ سمجھنا قدرتی امر تھا۔ کہ سرٹرانز حقیقت میں بے قصور ہو کر بھی اسے بوسٹرٹ کے جیٹس ٹیٹ نے ظاہر کر کے۔

مگر ایک اور زبردست سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ شخص کون ہے جس نے سرکرٹوفز ملٹ اور ڈاکٹر لیسلیز کو اس پراسرار مقام پر ایسے پراسرار طریق پر لپکا کر ان سے لمزوں کے بیانات قلمبند کرائے؟ اس کا ساکن کہاں واقع ہے؟ اس نے اصلی قاتلوں کو کس نے چھپا رکھا ہے؟ اس سارے معاملہ میں اس قدر اذیت کیوں برتی گئی؟ اور اس معاملہ کی تہیں کیا راز تھیں کہ سر کرٹوفز ملٹ اور ڈاکٹر لیسلیز کو یہ گنہگار خاموش رہنے کی تاکید کی گئی؟

یہ سوالات ہر شخص کی زبان پر تھے مگر ان کا اطمینان بخش جواب کوئی نہ دے سکتا تھا۔

اصلی مجرموں کا اقبالی بیان داخل عدالت کرتے وقت وہ چاقو جس سے جرم کا ارتکاب ہوا اور اس نقدی کا بڑا حصہ ہوا جو مجرموں نے مارنر کا بیج سے اڑائی تھی۔ عدالت کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ اس سے پہلے جب مقتول کی لاش ماس کے مکان پر پہنچی گئی۔ تو ایک ڈاکٹر نے اس

کما مائزہ کر کے یہ نڈے ظاہر کی تھے۔ کراسن کا کھانا ایسے ہی تیز آسے کا اناج کا
برگھا۔

لگھان سب باتوں سے بڑھ کر ایک اور واقعہ پیش آیا۔ یعنی جس وقت
ان واقعات کی حسبہ جیل خانہ نیوگیٹ تک پہنچے۔ تو حاکم جیل خانے نے خود حاضر
عدالت ہو کر سنسٹار نرزا کا وہ اقبالی بیان پیش کر دیا۔ جو کلیرنس ویرز نے اس کے
حوالہ کیا تھا۔

اس بیان میں سنسٹار نرزا نے نہ صرف جیل خانے کے متعلق اپنے جرم کا اقبال کیا ہوا
تھا۔ بلکہ قتل کے واقعات بھی اسی پیرایہ میں بیان کئے گئے تھے۔ جس میں مڑبھی پلٹ اور پھٹو
پینے لرنے بیان کئے تھے۔

سارے چلوؤں کو دیکھتے ہوئے برٹش کورسٹار نرزا کی بیگناہی کا کمال یقین ہو چکا تھا۔ اور
اب اس کے سارے وہ دست جو گرفتاری سے لیکر اس وقت تک اس سے اٹک رہے تھے
جیل خانہ میں اسے سبک دینے گئے۔ کیونکہ اس کی رہائی یقینی نظر آتی تھی۔

جیسا کہ ہم نے پیشتر بیان کیا، صدر مقام میں اس واقعہ نے سنسٹار نرزا کی تہہ۔ چنانچہ
شام کے اخبارات میں اس کی تفصیلات شائع ہوئیں۔ تو ہزاروں پرچے ہاتھوں ہاتھ
خروخت ہو گئے۔ اس روز اخبار داروں کی چاندی تھی۔ ان کی خوب بھا بکری ہوئی۔

اخبار نویسوں کی اصطلاح میں شہر کا سب سے قدیم باشندہ۔ کوئی پراسرارستی ہے۔
جس کا ذکر بار بار آیا کرتا ہے۔ مگر اسے کبھی کسی نے دیکھا نہیں۔ اس مرنے پر ہی ان ذات شریف
کا غور ہو گیا۔ اخبار داروں نے کہا کہ شہر کے سنیہ سے قدیم باشندہ نے بھی کبھی ایسا عجیب
اور حیرت خیز واقعہ ظہور میں آئے نہیں دیکھا۔

لیکن اس قدیم باشندہ کی رائے سے قطع نظر اس میں شک نہیں۔ کہ سالہا سال سے
لندن میں ایسا عجیب واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ جس کی عظمت نہایت بے فکرے اور لا پرواہ
کے لئے بھی دلچسپی کا سامان پیدا ہو گیا۔ برٹش کی زبان ہی ایک واقعہ کا چرچا
تھا۔

شراب خانوں و مشائخوں اور لوگوں میں اسی معاملہ پر بحث ہو رہی تھی۔ مگر وہ اس تہہ
پر اسرار قبلہ کہ نہایت باخبر آدمی بھی جنہیں اپنی واقفیت پر ناز ہوا کرتا تھا۔ اس کی نسبت

کوئی فیصلہ کن رائے نہ دے سکتے تھے

آخری سوال جساری بحث کے خاتمہ پر شخص کی زبان پر آیا۔ مگر جس کا کوئی شافی جواب کسی طرف سے نہ مل سکتا۔ یہ تھا کہ سارے معاملہ کی تہیں کس کا ہوتے تھے؟

آتنا عجیب و غریب واقعہ صدر مقام عالم کے وسط میں۔ پولیس کی نظروں کے سامنے ظہور میں آئے۔ اور اس کے محرک کا اندازاً سراسر راز بھی نہ مل سکے۔ یہ الگ ایسا معاملہ تھا جسے کوئی شخص حل نہیں کر سکتا تھا۔

سرکرٹوفر ملینٹ کی اہمیت اس واقعہ سے اتنی زیادہ ہو گئی کہ وہ خوشی سے پرلا نہیں سکتا تھا۔ مصروفیتیں اس قدر بڑھ گئیں۔ کہ غریب کو سر اور پیر کا ہوش نہیں رہا۔ شخص اس کی صورت دیکھنے کا حفا میں مست تھا۔ یہ پیر کو نہ مداخلت نے اسے اس مطلب کے لئے بلوایا کہ اس کی زبانی سارے واقعہ کے حالات سنئے۔ مگر ملینٹ کو اس وجہ سے سخت ناراضگی تھی۔ کہ ایک گناہم شخص نے سرکاری اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر ملینٹوں کو اپنی حساست میں رکھا۔ اور ایک بیگناہ شخص کو رہائی دلانے کے لئے اپنی مرضی کے مطابق عمل کیا۔ سرکرٹوفر ملینٹ اس بارہ میں بے شمار سوالات پوچھے جارہے تھے۔ کہ وہ شخص کون ہے۔ اور کہاں رہتا ہے۔ جس کے مکان پر ساری کھردرائی ہوئی۔ مگر وہ ان سوالات کا کچھ جواب نہ دے سکتا تھا۔

جب وہ اپنے مکان واقع جرم سنٹر میں پہنچا تو دیکھا۔ کئی نامور افراد۔ بہت سے ذمی اثر مشرف اور تین چار اہلکارین پارلیمنٹ ملاقات کے لئے منتظر ہیں۔ ہر شخص اس کی صحت دیکھنے اور اس سے دریافت کرنے کا آمزدہ مند تھا۔

سرکرٹوفر ملینٹ نے جس شان اور وقار کے ساتھ حاضرین کے مدعو واقعہ کی تفصیلات بیان کیں۔ اور جس خود پسندانہ انداز سے ان سوالات کا ذکر کیا۔ جو اس نے مجرموں سے پوچھے تھے اس کی کیفیت محتاج بیان نہیں۔ ناظرین خود اس کا اندازہ کر سکتے ہیں

سامنے سب سے سرکرٹوفر ملینٹ ہی کی دہرم تھی۔ لوگ اتنی بڑی تعداد میں اس سے ملنے آئے۔ کہ ہر شخص کے لئے اس سے ملنا ہی دشوار تھا۔ اخبارات کے رپورٹروں نے ہاتھ میں بات پیدا کر کے اس کی مباحرہ واقفیت کو خوب ہی طول دیا۔ اور چونکہ سرکرٹوفر نے اپنے جوابات میں اس بات پر تردد کیا تھا۔ کہ اس واقعہ کے سارے حالات اسی وقت ہیں۔ جو میں نے بیان کئے اس لئے کسی کو ڈاکٹر لیلز کی طرف رجوع کرنے کا خیال نہیں آیا۔ ڈاکٹر موصوف کو خود

مقتول بالوں میں وقت ضائع کرنا ناپسند تھا۔ اس لئے اسے ہمیشہ خوشی ہوئی۔ کہ سب لوگ سر کر سٹوفر ملٹن ہی کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ اس اطمینان کی ایک اور وجہ یہ تھی۔ کہ وہ چونکہ اس کے لئے مہنگا اسرار نہ تھا۔ اسس لئے وہ سوالات کے غلط جواب دینے کی عجز کیا سے محفوظ رہا۔

جو لوگ سر کر سٹوفر سے اس واقعہ کی کیفیت دریافت کرتے۔ ان کو جواب دینے وقت وہ عام طور پر یہ مفروضہ کہتا تھا۔ وہ شخص جو اس سارے واقعہ کا محرک ہے۔ اچھی طرح محسوس کرتا تھا کہ اس معاملہ میں کسی معمولی مجسٹریٹ کی امداد سے کام نہ چلے گا۔ معاملہ کی نوعیت ایسی تھی کہ اس کے لئے ایک پیدائشی دھڑکے۔ دھڑکے۔ نہایت شریف اور دیانتدار آدمی کی ضرورت تھی یعنی ایسے آدمی کا جو دونوں مجرموں سے معاملہ کے سرسری طور پر اچھی طرح معلوم کر سکے۔ یہاں تک کہ اس کی تہ تک پہنچ جائے۔ اور جن کی ہر بات کامل اعتماد کے قابل ہو۔ یہی وجہ تھی کہ اس شکل کام کے لئے مجھے بہترین شخص تصور کیا گیا تھا۔

غرض جیسا اس پر اسرار اجنبی نے پیش گوئی کی تھی۔ اب سر کر سٹوفر ملٹن کا ہر طرف شہوہ تھا۔ چنانچہ جن تالیاں یا ڈامروں کو سٹرانڈز کی گلیاں ہی کا اعلان کیا گیا۔ گاڑیوں کی ایک مسلسل قطار بنا بھر جرمین سٹریٹ کی طرف چلتی رہی۔ ان سب میں وہ لوگ سوار تھے جو ٹائٹ سے لٹا چاہتے تھے۔ کئی اجنبی اس نظارہ کو دیکھتا۔ تو سمجھتا شاید اس مکان میں کوئی غیر ملکی تاجدار اترا ہوا ہے جسے دیکھنے کو اتنی خلقت جمع ہے۔ یا وزیر اعظم نے جلد دعوت مستعد کیا ہے۔ اور اس کے لئے جہان جمع ہو رہے ہیں۔

دن بھر اور رات کا بڑا حصہ ملاقاتیوں کا آنا جانا بندھا رہا۔ خدا خدا کر کے رات کے ساڑھے دس بجے سر کر سٹوفر کو تنہائی نصیب ہوئی۔ تو وہ ایک صوف پر بیٹھ گیا۔ اور کسی قدر لمبا داز سے کہنے لگا۔ بھلا۔ وہ شخص جو عمر رسیدہ بیکر یا تیلہ بیکر کو جوان ثابت ہوا۔ اور جس نے اس خونخوار فرس کپتان کو دھکا دیکر گواہ کیا تھا۔ بالکل حق کہتا تھا۔ آج دنیا میں میری ہی ذات کا ہر چا ہے۔ واہ وا! کیا بدولت میں ہے۔ ڈیوک آف ویلنگٹن نے دائروں کا سر کر سٹوفر کے شہر حاصل کی تو کیا ہوا۔ آج بفضل خدا سر کر سٹوفر ملٹن اس سے بہت زیادہ شہید آدمی ہے۔ وہ اپنا دھومش کن خیالات میں محو تھا۔ کہ سٹرک پشیل ایک ہفتے میں چند دن لئے سر قیسرے قدم پر اس قدر جبک کر سلام کرتے۔ کہ تاک فرس زمین کے ساتھ لگی جاتی تھی مگر

میں داخل ہوئے۔ اور کہنے لگے "میرے قابل احترام مرضی آداب پہنچے میں اس رسالہ کے ابتدائی صفحات لکھ کر لے آیا ہوں..."

"سٹرک سٹیل تم اس رسالہ کو اب جہنم میں ڈالو سٹرک سٹیل نے ندر سے جلا کر با اور اس کے ساتھ ہی فرط مسرت سے صوف سے اچل کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے خوشی سے بے بس ہو کر سٹرک سٹیل کے جزدان کو اس ندر سے پاؤں کی شوکر لگائی کہ دھنٹ بال کی طرح چہیت سے جا نکلا۔ اور اس کے اندر جتنے کاغذات تھے۔ سب یہاں اڑ کر منتشر ہو گئے خود لک سٹیل اس حیرت خیز منظر پر تعجب ہو کر کھڑا رہ گیا۔

گھر خداجی اس چالوں میں حشف کو خیال پیدا ہوا۔ کہ شاید سٹرک سٹیل کے حواس پر لگند ہو گئے ہیں۔ اور اس پر دیوانگی کا مرض طاری ہو چکا ہے۔ اب وہ گہرا کر بے تحاشا دہلائی کی طرف دوڑا۔

یہ حالت دیکھ کر سٹرک سٹیل بھی اس کے پیچھے لپکا۔ اد کہنے لگا۔ ٹھیکر و ٹھیکر شیطان کی قسم! کہیں ہو گیا گیا ہے؟

اس نے لک سٹیل کو دروازہ کے قریب کھڑا کیا۔ تو وہ غریب بد حال ہو کر فوراً دوزخ ہو گیا۔ اور یہاں پہنچ کر کہنے لگا "خدا کے لئے... سٹرک سٹیل... میری خطا صاف ہو... میں غریب آدمی ہوں... مجھے کچھ نہ کہئے گا..."

"کچھ نہ کہئے گا؟" سٹرک سٹیل نے اسے نظر متعجب سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو آدمی کیا میں تمہیں مارنے لگا ہوں؟ ایسا خیال تمہارے دل میں پیدا کیوں ہوا؟ میرے اندر تو اس لئے یہ دیوانگی..."

"بے شک میں دیکھ رہا ہوں۔ آپ کے اندر دیوانگی پیدا ہو گئی ہے؟" سٹرک سٹیل نے ناٹھ کو خوف زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیوانگی... ہر ہوشی... بے خبری؟" سٹرک سٹیل نے حشف سے اپنی گرفت بنا کر کمرہ کے اندر خوشی سے ناچتے ہوئے کہا۔

"خدا دنا! تیرا رحم؟" سٹرک سٹیل نے جواب تک دوزخ میں بیٹھا تھا۔ اور ناٹھ خوف کے اپنی جگہ سے ہل نہ سکتا کہتا رہتا تھا۔

"ہاں میں فرط خوشی سے دیوانہ ہو گیا ہوں۔ ناٹھ نے کہا: تم ابو کیونکہ خوفزدہ ہوئے

کی کوئی وجہ نہیں ہیں بزرگ ترم سے ناما حق نہیں ہوں۔ لیکن شاید تم پر میرا رعب اس قدر طاری ہو گیا ہے۔ کہ تم اس کی تاب نہیں لا سکتے۔ سرکرستوفر بلنٹ نے مشرک پٹیل کا انداز ترم سے دیکھتے ہوئے کہا۔

آدہ! آپ محض فرط سرت سے دیوانے ہیں بلکہ مشرک پٹیل نے وہی غفلتوں میں کہا۔ اد مدلسن ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا۔ پھر اس شبہ کا سبب لیکر جس کا اظہار سرکرستوفر بلنٹ نے اپنی انتخابی لاد پینڈی کی وجہ سے کیا تھا۔ اس نے جلد ہی جی حسب معمول خوشامداز لہجہ اختیار کر کے کہا: میرے عنایت فرما مرئی معاف فرمائے گا۔ کہ میں ایک لمحہ کے لئے آپ کے سامنے اس قدر عجب ہو گیا۔ مگر بات یہ ہے کہ آج اس ملک کے اندر آپ کے برابر ذی شان اندکون ہے۔ بہتر شخص کی زبان پر آپ ہی کا نام ہے۔۔۔ بہر ط آپ ہی کا شہر ہے۔۔۔

سرکرستوفر بلنٹ نے فیاضانہ سر پرستی کے لہجہ میں کہا: میرے نیک دوست تم زیادہ نہ کہو۔ واقعہ میں میں اس وقت اتنا خوش ہوں۔ کہ جامعہ سے باہر چلا جاتا ہوں۔ مگر یہ بات میں نے صرف تم پر ظاہر کی ہے۔ کیونکہ ہمیں خاص حقوق حاصل ہیں۔ تم اس نامک کے ان ایکڑوں کی طرح ہو چکے ہو۔ پروردہ رہتے ہیں۔ اور یہ بات ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ مجھے ہر دفعہ ہنری کی کس قدر ضرورت ہے۔ بخدا مشرک پٹیل جس وقت ہمیں نے اپنے مدد زندگی کا آغاز ایک غریب لڑکے کی حیثیت میں کیا۔ تو مجھے بہت کم امید تھی۔ کہ میں کسی روز ایک بڑا آدمی۔۔۔

مخصوص بہت بڑا آدمی۔ چالیس مصنف نے اک کر کہا۔

تموں بہت بڑا آدمی بن جاؤں گا۔ سرکرستوفر بلنٹ نے بڑے بڑے کے غلط پر خاں در دیتے ہوئے فقرہ ختم کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس امان سے قریب لگے ہوئے آئینے میں اپنی صورت دیکھنے لگا۔ مگر اس میں وہ اپنی غفلت کا کوئی نشان تلاش نہ کر پا سکا۔ اس کے بعد اسے یکایک پورٹ سوکن والا واقعہ جس کا وہ اکثر ذکر کیا کرتا تھا۔ یاد آ گیا۔ تو کہنے لگا: مشرک پٹیل میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ پورٹ سوکن کے گنوار انتخاب کنندگان اب اسے رشک و حسد کے جل مرتے کو تیار ہوں گے۔۔۔

مخصوص بجا فرماتے ہیں۔ اد مدشا بد آپ نے نہیں سنا کہ اس حلقہ میں ایک شخص کے یکایک مرجانے کی خبر مشہور ہوئی ہے۔ یہ مشرک پٹیل نے محض سرکرستوفر بلنٹ کی خود پسندی کو اور زیادہ شعل کرنے کے لئے فرصی حور پر کہا۔ میرا اپنا خیال یہ ہے کہ موت رشک و حسد

سے جل مرتے ہی مشرب کی جا سکتی ہے۔

”کچھ شک نہیں کچھ شک نہیں! آخری تجربہ نے قیصوں کے شکن فکرتے ہوئے کہا،
شیر حال مشرک سٹیل اپنا پسکے لئے وہ رسالہ لکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی، جاں کا
مشورہ میں نے اس رد دیا تھا۔“

اس پر مشرک سٹیل کا چہرہ غم آلود ہو گیا۔

”ابنہ اسنوں کی بجائے“ سر کر سٹوفر نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔
”تین تم سے حالی کے پر اسرار واقعات کی حیرت خیز داستان لکھوادیں گا۔“

اب مشرک سٹیل کا چہرہ پھر روشن ہو گیا۔

”نہیں... مگر نہیں“ سر کر سٹوفر نے یلکا کیا کسی اور خیال کے زیر اثر کہا۔

اور خوشامد صنف کی پیشانی پر دوبارہ شکن پڑ گئے

آس کی بجائے تم میرے سوا کھنری طلبہ نہ کرو۔ تو خوب ہو گا۔“ سر کر سٹوفر نے کہا۔

پھر اکب بارک سٹیل کے چہرہ رونق آ گئی۔

سر کر سٹوفر نے نگاہوں پر یہ اہل درست ہو گا۔ کہ تم میرے سوا کھنری کجا کرو۔“

اور اس میں مناظرانہ واقعات پر بھی بحث کروں۔“ مشرک سٹیل نے کتاب کی

ضخامت بڑھانے کی نیت سے مشورہ دیا۔

”اے اے اے یہ ٹھیک رہے گا۔ اور اس کتاب کا نام ہو سر کر سٹوفر مینٹ کے

سوا کھنری اور مناظرانہ حالات۔“

”تین بڑی جلدوں میں بالقویہ۔“ چارلس صنف نے اپنے مطلب کو پیش نظر رکھتے

ہوئے کہا۔

”بمختار ہمارے مشورہ جو تصویروں کے متعلق ہے۔ مجھے بہت ہی پسند آیا۔ سر

کر سٹوفر نے خوش ہو کر کہا۔ اس کتاب میں یہ بات واضح کر دی جائے گی۔ کہ اگرچہ میں

نے اپنی زندگی کا آغاز بڑی مفلسی میں کیا تھا۔ اسم میں ایک نہایت قدیم اور عزیز خاندان

کا رکن ہوں۔“

”حصہ اس بارہ میں اطمینان رکھیں۔ میں اس بات کا ذکر کروں گا۔ کہ بلٹ خاندان

کے بہادروں نے سر کر سٹیل باگین کورٹ میں دشمن کو شکست فاش دی تھی۔“ مشرک سٹیل

نے کہا: اور اس کی تائید میں عاقلیہ پر نگہ دوں گا۔ دیکھو سوداات موجودہ برٹش میوزیم
ایسے سو فوٹوں پر اسی طرح کیا جا چکا ہے۔ برطانیہ کا عجائب خانہ ایسے کاموں کے لئے
ایک سہل مقام ہے۔۔۔

”کیا مطلب۔ دلوں میں کدیاں رکھنے کے لئے؟۔“ یو فوٹ انریور کا سٹریٹ نے پوچھا
”نہیں جناب۔ ان لوگوں کا سچو نسب قائم کرنے کے لئے جن کا حقیقت میں کوئی
سچو نسب نہ ہو۔“

یو اسمجہ گیا۔ یہیں سمجھ گیا۔ سر کرستوفر بلنٹ نے خوشی سے قبضہ نگاہتے ہوئے کہا تیرے
خوب! لیکن تیرے دوست تم اس تصنیف کا بہت جلد افاز کرو۔ مگر میں مجھے یاد گیا
اس کا آغاز کیا اس قسم کے فطوں سے ہو۔ رات تحریک اور تحقیق ہی تھی۔ جبکہ گڑبڑ آتا تھا۔
اور تو بولوں کی باڑہ دھند سے چل رہی تھی۔ اور اپرک کی چمک آنکھوں کو کبھی نہ کرتی تھی۔۔۔
یہ بہت پیارا فقرہ ہے۔ اور چونکہ سنہوں بالکل میرا اپنا ہے۔ یعنی یہ الفاظ از خود میرے
ذہن میں پیدا ہوئے ہیں کسی نے ان کا شورہ نہیں دیا۔۔۔

اور میں کہہ سکتا ہوں! ”مشترک سہیل نے قطع کلام کر کے اور جبکہ کہ آداب بھلا لائے
ہوئے کہا: آپ کی عبارت آرائی قابل تعریف ہے۔ بس اس میں فہم۔۔۔ راسی اصطلاح
جو جاسکے تو۔۔۔“

”ہاں ہاں۔ اس کا تمہیں اختیار ہے۔ بہر حال تم نے میرا مطلب اچھی طرح سمجھ لیا۔ اور
میں امید کرنا ہوں تم اس کام کو جلد ہی شروع کرو گے۔ مجھے امید ہے تم اس کتاب میں
بہت سی ایسی خط و کتابت بھی شامل کرو گے۔ جو میرے اور زمانہ حال کے ان معروف
آدمیوں میں ہوئی۔ جو سب کے سب میرے بڑے
آپ کے پاس ایسی خط و کتابت کا کوئی ذخیرہ موجود ہے۔ بلا۔ مصنف صاحب نے
پوچھا۔

”نہیں سیرے پاس تو نہیں ہے۔“ سر کرستوفر بلنٹ نے پوری صاف بیانی سے
کام لیتے ہوئے کہا۔

”خیر صاف لکھ لوں میں خود تیار کروں گا۔“ مشترک سہیل نے اسے معمولی بات ظاہر کرتے
ہوئے کہا۔ بہر حال میں آپ کی انتہائی فیاضی اور عنایت ہے غایات کا تہ دل سے

مرحوم سنت ہوں۔ یہی کبھی اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا کہ... کر...
 یہ کہتے ہوئے سٹرک سپیشل نے خوشامد کی حد انتہا تک پہنچنے کی غرض سے فقرہ کو نا
 مکمل ہی چھوڑ کر دنا شروع کر دیا۔ اور اسی طرح آئو بیٹے آپ کمرہ سے رخصت ہوئے۔
 ”غریب۔ بے چارہ! سرکسٹوفر لینٹ نے اس کی ریاکاری سے بہت تاثیر ہو کر
 کہا: ”حقیقی آثار شکر یہ اسی کا نام ہے“

اس کے بعد چند منٹ تک متفرق معاملات پر غور کرنے کے بعد سرکسٹوفر لینٹ
 بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور سونے سے پیشتر بالا خانہ پر اپنی باجبت بیوی اور پیارے
 بچہ سے ملنے گیا۔

کارلٹن ہوس

باب ۹

اب ہم ایک ایسے واقعہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جس کا بحالت موجودہ ہماری داستان
 سے کوئی خاص تعلق معلوم نہیں ہو گا۔ لیکن اس کا ہم اپنے ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ نئے
 چل کر اس کی اہمیت از خود ان پر واضح ہو جائے گی

جس روز سٹرکسٹوفر لینٹ کی بیگم جی خاصہ و عام میں مشغول تھیں۔ اس کی شام کو امیر لاہور
 کارلٹن ہوس میں ایک عظیم الشان جلسہ دعوت منعقد کیا تھا۔ اور جمع ہو کر یہی محل اس کا چھ
 مقام سکونت تھا۔ اور اس کے وقت کا بڑا حصہ اسی میں بسر ہوتا تھا۔

اس ذی اختیار امیر کے فضائل خواہ کتنے ہی قابل اعتراض ہوں۔ بہر حال اسے سلام
 زریا نش و نشان میں بہت سلیقہ تھا۔ جس کمرہ میں جن تم کا فخر موجود ہو اسی طرح کا فخر
 دیواروں میں چسپاں کرایا جاتا تھا۔ اور دعوتی مال کی آرائشی خاص شان رکھتی تھی۔ غرض
 یہ مکان جو امیر لاہور کی خاص نگہ رانی میں آراستہ و سیراستہ کیا گیا۔ اس کا سب سے مرغوب
 مقام سکونت تھا۔ اور جشن و سرور کے جلسے اسی میں منعقد ہوا کرتے تھے

کارلٹن ہوس کا اندرون حصہ ہر قسم کی تیار کی کے اعتبار سے بہت ہی پسندیدہ تھا۔
 اعلیٰ گروں میں شان و نفاست کا اشعار بہت دل خوش کن تھا۔ اور خوشنما کے پہلو
 پہلو آرام و آسائش کے سارے انتظامات کو غور کے لئے بننے والے تھے۔ اور یہی میرنگ وارڈنگ

کا فرش لگا ہوا تھا۔ اور چھت کے نیچے سداون سچا کے سنگ خارہ کے سڑن اسیتارہ تھے۔ سڑن
والاں یز شہبوز مصر سر جو شوارینا لیس کی کچی ہوئی بہت سی اعلیٰ تصاویر آویزاں تھیں۔
لیکن سب سے شاندار کمرہ تھا۔ جسے قرمرزی نشست گاہ کہتے تھے جسے مصارف عظیم
بعد بڑی دلفریبی کے سازگار استہ کیا گیا تھا۔ اس کمرہ میں فنیس پر روتھ۔ فنیسی کے اوقات
قد آدم آیتوں۔ کٹ گھاس کے خانو سونا ادھاری چکدار قرمری چکر کی موجودگی ظاہر کرتی تھی
کر اس کی زیبائش میں اسراف سے قطع نظر صنعت و فنون لطیفہ کی انتہائی ترتیبوں سے
بدون غفلت مدد حاصل کی گئی تھی۔

اس قرمرزی نشست گاہ کے عین متصل ایک اور کمرہ تھا جسے مدد کہتے تھے۔ اسکی سٹا
قدیم یونانی طرز کی تھی۔ اور تھر کے اس حصہ کی برشہ اعلیٰ ترین یونانی نمونہ کے مطابق تیار کی گئی
تھی۔ یہ تھر اس قسم کا رنگ کیا ہوا تھا کہ وہ آسمان سے شاہ نظر آتی تھی۔ اور آسمان ہی
کی طرح وسطی حصہ میں بلند اور چاروں کناروں پر چبکی ہوئی لہجی تھی۔ ایک اور خوشنما کمرہ
کا نام گولانی سائن کی نشست گاہ تھا جس کی آرائش چھٹا طرز پر کی گئی تھی۔ اس کے وسط میں
سیرس چینی کی بیماری گول میز بیچی ہوئی تھی۔ جو اسیر الامرا کو لوش بشر دم دلتے قرمری سے
بظہر تھے۔ قدیم مصوروں کی کئی اعلیٰ تصاویر بھی اس کمرہ میں آویزاں تھیں۔

اس جگہ سرسری طور پر اس عظیم الشان محل کے باقی حصوں کا ذکر بھی مناسب معلوم
ہوتا ہے۔ ایک کمرہ نام نیلی نعل کا کمرہ تھا۔ جو اپنی زیبائش اور آرائش کے لحاظ سے
کچھ کم قابل تعریف نہ تھا۔ ایک گولابریری ایک اور گولانی نشست گاہ۔ ایک کو کا تھک
ڈائنگ روم۔ ایک کو بوم کسٹریٹی۔ آرمری یا اسلحہ خانہ اور ایک کدو سی
بول سمجھتے تھے۔ ان سب کے علاوہ ایک نشست خاص کا کمرہ تھا۔ جس کی آرائش
قرمری نعل سے کی گئی تھی اور اس کمرہ میں روشنی کی جاتی۔ تو وہ بہت ہی شاندار نظر
آتا تھا۔

کارلین جو سس کے اندرونی حصوں پر اس طرح ایک نظر ڈالنے سے یقین ہے کہ ناظر
اس نعل کی شان و عظمت کو بخوبی ذہن نشین کر سکیں گے۔ اس کی آرائش اور زیبائش
آنکھوں میں چمکا چمکا پیدا کر دیتی تھی۔

جس ریز کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ رات کے اچھے تھے۔ اور بیشمار گالریوں میں ماسوا

اور حسینان لندن اس محل کے صدر دروازہ پر اتر رہے تھے۔
 سارا محل بقدر نور بنا ہوا تھا۔ دس بیس کمروں میں عظیم الشان فانوسوں کی رکشی جب
 قہ آ دم آئینوں پر منکس ہو کر ان خوبصورت لینڈریوں پر پڑتی۔ جو آج کے صبح میں شریک
 ہونے کے لئے جمع ہوئی تھیں۔ توان کی پیشانی پر سجے ہوئے الماس کی چمک اور د بالاکر کے
 ان کے جن گھوسنکڑا بنا ڈھلتی تھی۔ کہ دیکھنے والے کی نظر میں خیرگی پیدا ہو جاتی تھی۔
 کم و بیش ۱۰۰ نہاں جمع تھے۔ اور ان ۱۰۰ کم کو اگر لندن کی فیشن ایبل دنیا کا انتخاب
 کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ ابھی درمیان خود حضرت امیر جو با وجود اپنے چند عیر بے کے
 فطرتاً اکیس شہرست فراقی آدمی تھے۔ پھرتے نظر آتے تھے۔ ان میں چند ایک صفات فطریہ
 معنیوں۔ اگرچہ ہمیں اس بات کا اندازہ ہے کہ لک سٹیل طرز کے معنیوں نے ان صفات
 میں حدود و جہ بالذات رانی کی ہے۔

غرض اس روز اس محل میں جن رتول اور فیشن کا ایک نہایت شاندار۔۔۔
 اگرچہ محدود۔۔۔ اجتماع تھا۔ مکمل بیٹھ باجہ حاضر تھا۔ اور انہی کے تہوڑی دیر بعد
 گولی کروائی میں رقص شروع ہو گیا۔
 انہی مہانوں میں ایل آف الینگیم موجود تھا۔ جس کی وجہ صورت اور دلغریب چہرہ
 لاکھوں میں پہچانا جاسکتا تھا۔ یہ شخص سچے معنوں میں امیر تھا۔ کینڈکاست دنیاوی امارت کے
 علاوہ ذہنی اور فطری امارت بھی حاصل تھی۔ وہ فیاض شریف اور رحمدل تھا۔ اور پیچہ
 حویلیاں ہیں۔ جو کسی شخص کو صحیح طور پر قابل عزت بنا سکتی ہیں۔ وہ نہ زردار تو اس چہان
 میں ایک سے ایک بڑھ کر نظر آتے تھے۔ یا درجے دنیاوی امارت انسان کے بس کی چیز
 ہے۔ بادشاہ وقت اپنے ایک حکم سے کسی مفلس تلاش کو زردار امیر بنا سکتا ہے۔ لیکن
 وہ ذہنی حویلیاں جن کا ہم نے ذکر کیا۔ صرف خدا کی دین میں۔ اور وہ اس کے برگزیدہ
 بندوں میں ہی پائی جاتی ہیں۔

لیڈی میٹ فیڈلٹی پریس موجود تھی۔ وہ ایسے جلیوں کی شرکت کو فطرتاً نا پسند
 کرتی تھی۔ لیکن امیر انامرا کی طرف سے جلد دعوت میں شریک ہونے کا رقعہ ملا۔ تو وہ
 امیر موصوف کی وجہت کی وجہ سے الکار نہ کر سکی۔

آج اس کا حق بہت شاندار ہندو ریشم کے ایسے لٹام بالوں پر الماس چمک رہے

ہے۔ اور کس کی پوشاک اس کے قدرتی حق اور اعتنا کی سزا و نیت کو دوبالا کرنے والی تھی۔

وہ اس مجاہد ایک امیر خاندان کی خزانینہ کے ہمراہ جو اس کی سہیلیاں تھیں آئی تھی مگر جب اس پارٹی کا امیر الامرا سے مصافحہ ہوا تو اس نے لیڈی ہی ہیٹ فیلڈ کو حضور صلیت کے ساتھ ایسی توہینی نظریے دکھایا۔ جسے وہ باوجود بڑی کوشش کے چھپانہ سکا۔ فی الحقیقت جب تک امیر الامرا اس فریق کے قریب رہا۔ جس میں لیڈی ہیٹ فیلڈ شریک تھی نہ تو اس کی گفتگو سب سے زیادہ اسی کے ساتھ ہوتی رہی اس کے بعد چونکہ باقی مہمانوں کی قیادت بھی ضروری تھی۔ اس نے اس کی طرف رجوع کیا۔ لیکن جب وہ اس جگہ سے مٹ کر جسنے لگا تو ہتھوڑی دیر تک جارحانہ کیفیت بڑی تو وہ کب تک تہ متقی نیز نظر سے دیکھتا رہا۔ خود جارحانہ کی یہ حالت تھی۔ کہ جب وہ اس کے قریب سے رخصت ہوا تو اسے گونہ تسکین محسوس ہوئی۔ جس وقت لیڈی ہیٹ فیلڈ اپنی جگہ پر بیٹھ چکی۔ تو آل آف الیگیم اس کے قریب پہنچا سرسری گفتگو کے چند کلمات کے بعد جارحانہ نے پوچھا۔ تمہارا حال میں سٹوڈی ٹڈینا سے بھی ملتا ہوا ہے؟

وہ بولا۔ گزشتہ دو تین دنوں میں میرا ان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ بات یہ ہے۔ وہ فضا کو بچے اس تحریر کے سلسلہ میں جو میں نے دارالامینان میں بعض کاغذات پیش کرنے کے متعلق کرتی ہے۔ جن سے مزدور پیشہ جماعت کے حالات پر روشنی پڑ سکتی ہے۔ تقریر کی تیاری میں اس قدر مصروفیت رہی۔ کہ میں اور کاموں کے لئے بالکل وقت نہیں نکال سکا۔ اگر تمہارا اس کا مطلب یہ ہے کہ اب تم پارلیمنٹ میں ایک ممبر کی حیثیت میں شہرت حاصل کرنا چاہتے ہو تو لیڈی ہیٹ فیلڈ نے مسکرا کر کہا۔

ارل نے جواب دیا۔ میرا ارادہ اس قسم کی عملی کارروائی کرنا تھا جس سے لاکھوں خلق خدا کی حالت اصلاح پذیر ہو سکے۔ جارحانہ نہیں یاد ہو گا۔ میں نے ایک بار کہا تھا۔ کہ اس نے جس کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ مجھے تاکید کی ہے۔ کہ مجھے قانون سازی کے متعلق اپنے فرائض خوش اسلوبی سے سر انجام دینے چاہئیں۔ یہ بھی نہیں یاد ہو گا۔ کہ میں نے اس وقت تم سے کہا تھا۔ کہ اس کی گفتگو کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا ہے۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ بولی۔ مجھے اس وقت کی گفتگو اچھی طرح یاد ہے۔ اور یہ معلوم کر کے

بہت خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہ تم اپنی قابلیت کو اس مفید کام میں صرف کرنے پر آمادہ ہو چکے ہو۔ چونکہ میں اپنی ایک ایسے اہم مسئلہ پر تیار ہو چکا ہوں جس کی شائق ہوں اس نے آرتھر اس بات کا ضرور انتظام کرنا کہ میں دو شنبہ کو دارالامعان کی گیلری میں بیٹھ کر تمہاری وہ تقریر سن سکوں۔

ارل نے کہا: "جارجیانہ اگر ہمارا تعلق بیانی ہن کا نہ ہوتا۔ تو میں سمجھتا تھا کہ وہ اتنا دلچسپ سے زیادہ سیری تعریف کرنے والے ہیں۔ لیکن بحالات موجود ہیں تمہاری وہ دو شنبہ کو دارالامعان کی گیلری میں بیٹھنے کی خواہش کو سچی محبت پر محمول کرتا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں ایک بہن کی حیثیت میں مجھ سے ویسی ہی گہری محبت ہے۔ جیسی مجھے تم سے بطور ایک بیانی کے ہے۔"

جارجیانہ نے سوال کیا: "آرتھر تم نے اس گفتگو پر بھی غور کیا۔ جو اس روز ہمارے دربار میں اس استغرضی ٹیبل کے متعلق ہوئی تھی؟"

آرتھر نے کہا: "ہاں میں نے غور کیا ہے۔ مگر ابھی کسی نتیجہ تک نہیں پہنچا۔ لیڈی سیٹ فیڈلے نے اس آہ کو جلیوں تک آگئی تھی ضبط کرتے ہوئے سکا کہا: "آرتھر اعلیٰ ملاقات کے موقع پر میں پھر تمہارے بعد برومی دلائل ضرور پیش کروں گی۔ جن کا میں نے پہلے ذکر کیا تھا۔ اب اوہم پاس کے کمرہ میں چل کر وہ خوشنما تصویریں دکھیں۔ جو اس میں آویزاں ہیں۔"

چنانچہ یہ دونوں پاس دے کمرہ میں چلے گئے۔ اور وہاں تھوڑی دیر تک ان نقاد پر کامیاب کرتے رہے۔ جن میں سے بعض قدیم مصوری کا بہترین نمونہ اور بعض زمانہ حال کے ماہران فن کی طبع روان کا نتیجہ تھیں۔

جب یہ دونوں بیان کہہ رہے تھے۔ امیرالامراکروہ کے اخذ داخل ہوا۔ اور ارل کی طرف پر تپاک ملاقات کر کے لیڈی سیٹ فیڈلے سے ان نقاد پر کے متعلق تصریحی کلمات کہنے لگا۔ جسکو وہ تعریف کی تائید سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے بعد امیرالامراکروہ نے کہا: "آئیے میں آپ کو قدیم اسٹاکالیک نامہ مجموعہ دکھاتا ہوں۔ یہ کیکر اس نے جارجیانہ کا بازو اپنے بازو میں لے لیا۔ اور اسے محض بنظر احترام طوقا کر لیا اس کے ساتھ جانا چاہا۔ آرتھر پہلے تو وہیں رک گیا تھا۔ کیونکہ اس نے بلا طلب ہمراہ جانا خلاف ادب سمجھا۔ مگر جب امیرالامراکروہ نے اسے ہی اشارہ سے ساتھ چلنے

کو کہا۔ تو وہ امیر موصوف اور لیڈی ہیٹ فیلڈ کے پیچھے پیچھے اسی طرف کو بولیا۔
راستہ میں یہ جن کر دے گزرے وہ سب معزز مہمانوں اور رشک بہرہ دار خینوں
سے پرچے۔ امیرزاویاں لیڈی ہیٹ فیلڈ کو رشک اور حسد کی نظر سے دیکھتی تھیں کیونکہ
امیرالامرا کا منظر نظر نہ تھا اکہ ایسی عزت تھا جس کے لئے ان میں سے ہر ایک اپنی زندگی
کے دس سال قربان کرنے کو آمادہ تھی۔

گر لیڈی ہیٹ فیلڈ میں اس اعزاز کی وجہ سے جسے وہ ہرگز کوئی اعزاز نہ سمجھتی تھی کسی
قسم کا فخر یا انداز نہ پایا جاتا تھا۔ حلیم۔ باغیا۔ اور پروتار۔ اس کا طرز عمل اول سے آخر تک
وہی ہی پر ضبط اور خود دارانہ رہا۔ جسے عالی نشی کی دلیل سمجھا جاتا ہے
اسکو خانہ کی طرف جاتے ہوئے امیرالامرا نے لیڈی ہیٹ فیلڈ سے کہا: یہ بیلا
موتہ ہے کہ میں نے ایکو اس مکان میں دیکھا۔

وہ بولی نہ جانتی تھی۔ اس سے پہلے یہاں حاضر ہو گیا شرف حاصل نہیں ہوا۔
امیراعلیٰ کہنے لگا: مجھے امید ہے آئندہ آپ اس قسم کے جلسوں میں ضرور رونق افروز ہو
پھر اس نے آواز دہرا کر کہا: کسی جلد کی کامیابی بڑی حد تک آپ کے ایسے حمیوں کی آشرقت
آوری پر ہی منحصر ہوتی ہے۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے یہ ظاہر کیا کہ اس نے یہ الفاظ سنے ہی نہیں۔ اور ارل نے واقعہ
میں انہیں نہیں سنا۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے امیراعلیٰ نے کہا: میں صنف نازک کے حسن کا گرجش طبع
ہوں۔ اور مجھے ان لوگوں پر رشک آتا ہے۔ جو چین و صورتوں کو اھٹا دیر میں ششکس کر کے اس
فن کی شہرت افزائی کرتے ہیں۔ پھر دیکھا کہ اس انداز سے گویا کوئی خاص خیال اس کے
دل میں پیدا ہو گیا ہو۔ امیر نے کہا: مجھے یاد آیا۔ میں اپنی لائبریری کے لئے ڈان کی ایک تصویر کچھ
چاہتا ہوں جینوں کی سراج لیڈی ہیٹ فیلڈ کیام اس بات کو منظور کر دے گی کہ میری ڈان کی تصویر
نہایت دلکش صورت سے تیار ہو۔ اسے ایک غیر معمولی رعایت اور احسان سمجھوں گا۔ اور
میری طرف سے سراسر لائسنس کل ہی آپ کے ہاں جا کر یہ معلوم کراؤں گے۔ کہ آپ پہلی
نشست کے لئے کس وقت فرصت پیدا کر سکتی ہیں۔
جادو جہان نے سو میرے کے ساتھ۔ لیکن ادب و احترام کو نظر انداز کر کے کہا: کیا

خوب ہو کہ مجھے اس عزت افزائی سے معذور سمجھا جائے :

مگر امیرالاسلحہ نے ہنسنے نہ کہا۔ نہیں میں اس بارہ میں آپ کی کسی معذرت کو قبول نہ کروں گا۔
ایلوہم اسلحہ خانہ میں پہنچ گئے۔ آئیے میں آپ کو یہاں کے ناموات دکھاؤں گا۔

اتنا کہ امیرالاسلحہ نے لیڈی ہیٹ فیلڈ اور ارل آف الینگٹم کو وہ قدیم تلواریں دکھائی تھیں
کہیں نہ جھکی زمانہ میں شیلیئر بیارڈ۔ ڈیوک آف مارلبرو (اعظم) تو میں چارلیم۔ جنرل مرڈ۔ مارشل
لکڑا کر کئی ادبداروں کے قبضہ میں رہ چکی تھیں۔ ایک طرف ایک شکاری چاقو چارلس
دو اردہم والے سپیڈن کا موجود تھا۔ اسی طرح بنفص اور نادرات جمع تھے جن میں ہر ایک
کی کیفیت امیر نے لیڈی ہیٹ فیلڈ اور ارل کو بتائی۔

اس اثنا میں وقتاً فوقتاً لیڈی ہیٹ فیلڈ کو ایسا محسوس ہوتا تھا۔ کہ امیرالاسلحہ میرے
بازو کو نرمی سے دبا رہا ہے۔ اس نے یہ بھی معلوم کیا۔ کہ یہ عمل اتفاقی نہیں۔ بلکہ مقصدی
ہے۔ اور امیر میری طرف خاص نظر سے دیکھ رہا ہے۔ امیرالاسلحہ کی بجائے کوئی اور ہوتا۔ تو
لیڈی ہیٹ فیلڈ اس عمل کی ناپسندیدگی کے طور پر فوراً اس کے بازو سے اپنے بازو کو کھینچ
لیتی۔ لیکن اس نے سمجھا کہ میرے لئے ان توجہات کو قصداً خاص پر محمول کرنا خود پسندی اور
دیوانگی کی انتہا ہوگا۔ پس اس کا طرز عمل سو مہری لیکن ادب کا رہا۔ اور اگر امیرالاسلحہ اپنی توجہات
سے اس خاتون کے سینہ میں اپنے متعلق کوئی خاص دلچسپی پیدا کرنا چاہتا تھا۔ تو کمنا پڑتا
ہے۔ کہ اس میں اسے سخت ناکامی ہوئی۔

یچا کہ اس نے ارل کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "ایلینگٹم تم اپنے پاس ہاس بھی رکھا
کرتے ہو؟"

ارل نے جواب دیا نہیں جناب۔

پچ پچ! پچ پچ! امیری اپنی ڈبہ چینی نشست گاہ میں بلور کی میز پر رہ گئی۔

ارل اس اشارہ کا مطلب سمجھ گیا۔ اور وہ ادب سے سر جھکا کر ڈبہ لانے کے لئے روانہ ہوا
لیکن اس گاہ سے بھولے سے بھی خیال نہیں آیا۔ کہ امیرالاسلحہ کا نشانہ مجھے اسلحہ خانہ سے بھیجے
میں۔ جہاں اب امیرالاسلحہ اور لیڈی ہیٹ فیلڈ ہی رہ گئے تھے۔ کسی بدخبری کا ہے۔ واضح ہے
کہ اسلحہ خانہ میں باقی عمارتوں میں سے اس وقت تک کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ کیونکہ انہیں ابھی
تک اس کمرہ کے کمرے جانے کا علم ہی نہیں ہوا تھا۔

ارل آف الینگھم کے اس کمرہ سے چلے جانے پر جب کمرہ کے از خود بند ہونے والے دروازے بند ہو گئے۔ نقایر محلے نے کہا: "حور نقایڈی ہیٹ فیلڈ" میں امید کرتا ہوں۔ تم ضرور اس بات کی اجانت دہی۔ کہ میری طرف سے لارنس تمہارے دلفریب چہرہ کی شبہت میری ڈاٹنا کی تصویر کے لئے حاصل کرے۔"

جارجیانہ کے شبہات جو پہلے خفیف تھے۔ اب اس وجہ سے اور مضبوط ہو گئے۔ کہ امیر محلے نے ارل کو ہمانہ سے باہر بھیج دیا تھا۔ سردہری کے لہجہ میں اس نے محض اتنا کہا تھا یقین ہے حضور مجھ ناچیز کو اس بابہ میں معذور تصور فرمائیں گے۔"

"نہیں اے حسین میں ہرگز تمہیں معذور نہ سمجھوں گا۔" امیر نے حقیقی یا مصنوی گرجوٹی سے کہا۔ "تمہاری شبہات میں وہ اثر سحری پایا جاتا ہے۔ جو دیکھنے والے کے دل میں دیشانی کی خوش پیدا کر دیتا ہے۔ اور چونکہ مجھے تمہاری اصلی صورت کو دیکھنے کا اکثر موقعہ نہیں مل سکتا اس لئے میں اس تصویر کو دیکھنے پر ہی قناعت کر رہا ہوں۔"

جارجیانہ پہلے سے ہی زیادہ سردہری کے لہجہ میں بولی۔ "یہ آپ کا حسن ظن ہے۔ کہ مجھ حقیر کو ایسا سمجھتے ہیں۔ آپ صاحب اختیار ہیں۔ اور میں ایسے کلمات سننے پر مجبور ہوں ورنہ اس قسم کے الفاظ کوئی ادب شخص کہتا۔ تو میں انہیں سخت رنجہ سمجھتی۔"

امیر محلے کو بیڈی ہیٹ فیلڈ کی بات سے بہت رنج پہنچا۔ کیونکہ آج تک ایسا اتفاق پیش نہیں آیا تھا۔ کہ وہ کسی حسینہ سے خوشنودی کا طالب ہوا جو۔ اور اس نے انکار کر دیا ہو اس نے فخریہ انداز سے اپنے دن کو سیدھا کر دیا۔ "یہ میری قسمی ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو بیڈی ہیٹ فیلڈ کا مقبل نظر نہ بنا سکا۔" مگر جلد ہی یہ سوچ کہ اب تک جارجیانہ کے ساتھ میرا جو سلوک رہا۔ اس کے بعد اظہار تکبر غیر موزون اور ان مقاصد کے منافی ہو گا جو میرے پیش نظر ہیں۔ وہ پھر نرم ہو گیا۔ اور جلیانہ انداز سے کہنے لگا۔ "مست ناچیزین میرا ہرگز تمہیں آزدہ کرنے کا منشا نہیں تھا۔ اٹا میرا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ میرے قبضہ میں سارا عالم ہی ہو۔ تو میں اسے تمہارے خوشنماہوں کی مسکراہٹ کی ایک جھلک پر شاکر گردوں۔"

جارجیانہ کا چہرہ غصے سے سوخ ہو گیا۔ اور اس نے اپنا ماتہ جھٹک کر امیر محلے کے ماتھے سے نکال لیا۔

یہ حالت دیکھ کر میر نے جلدی سے کہا "میں آپ کے سانی کا خواستگار ہوتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے میری گفتگو سے آپ کو آزدگی ہوئی۔ میری بھینسی ہے کہ آپ نے میرے الفاظ کو زبردہ سمجھا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے دوبارہ اپنا بازو پیش کیا۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ نے اس کے بازو میں اپنا بازو ڈالتے ہوئے کہا "میں درخواست کرتی ہوں کہ آپ مجھے ان کمروں میں لے چلیں جہاں مہمان جمع ہیں۔"

عین اس وقت ارل آف الینگھم ہاؤس کی ڈوبیہ ہاتھ میں لیکر وہاں پہنچ گیا۔ اور یہ اس نے امیر کے حوالہ کر دی۔ پھر تینوں اسلحہ خانہ سے وہیں ہوئے۔ ساتھ میں امیر لامرا کی گفتگو ایسی ہی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کو یہ اطمینان دلانا مطلب ہے کہ اس گفتگو کا جو ناگوار نتیجہ اعادة نہ ہوگا۔ آخر جب وہ اسے ارل کی حوالگی میں چھوڑ کر رخصت ہونے لگا۔ تو اس نے اس حینہ پر ایک نظر ڈالی جس کا مطلب یہ تھا کہ مجھے تمہاری فیاضی سے امید ہے کہ وہ وقتہ پیش آمدہ کا کسی سے ذکر نہ کرو گی۔

وہاں سے ہٹ کر امیر اعلیٰ مہمانوں کو ان کی مصروفیتوں میں چھوڑ کر کچ کے کمرہ میں گیا اور قریباً ایک گھنٹہ غیر حاضر رہا۔ اس کے بعد وہاں آیا۔ تو اس کے چہرہ پر سرخس پھیلی ہوئی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ چند یاران بھلیس کی صحبت میں کرا کو اپنچ کے جام پیتا رہا ہے۔ جس کا اسے خاص شوق تھا۔

امیر کے ان ہم نوا منہ نگے مصاحبوں میں سے ایک سرفلپ دارن تھا جسے امیر اعلیٰ کا سخت خاص سمجھا جاتا تھا۔ مشہور تھا کہ اس شخص نے امیر مصروف کو مختلف موقعوں پر قابل قدر امداد دی ہے۔ سرفلپ ان پر اسرار باہمیت شخصوں میں سے ایک تھا۔ جو نظاً ہر عزت دار کلماتے مگر حقیقت میں امر کے عیوب کی چودہ پوشی کرنے والے ہوتے ہیں۔ رش باہت میں وہ ایک بڑا تازہ سرخ رو۔ با مذاق آدمی تھا۔ اور جن صفات نے اسے امیر اعلیٰ کی نظروں میں مقبول بنا رکھا تھا۔ ان میں سے ایک کھانا کھانے کے بعد شراب کی تین بوتلیں چڑھا جانے مگر نشہ کا شائبہ تک ظاہر نہ کرنے کی امیرانہ عادت بھی تھی۔

جب امیر عرصہ مذکور کے بعد کچ کے کمرہ سے باہر نکلا۔ تو سرفلپ دارن ارل آف الینگھم کے قریب پہنچا۔ اور یہ کہہ کر کہ میں آپ سے ملیجی میں کچھ بات کہنا چاہتا ہوں۔ اسے ایک طرف کولے چلا۔

دونوں ایک دوسرے کے ہانڈ میں بازو ڈھلتے منور کروں سے جہاں مہمان جمع تھے۔ بہت دور نکل گئے۔ اور آخر نبی غفل کے کمرہ میں پہنچے۔ جہاں میز پر صرف ایک لپ روشن تھا۔

جب وہاں اس کمرہ کے اندر کرسیوں پر بیٹھ چکے۔ تو سرفیلپ مدرن نے کہا۔ "امیر اعلیٰ مجھے آپ کی نسبت ذکر کر رہے تھے۔ ان کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہ آپ کی صحبت کو بہت ہی پسند کرتے ہیں۔"

ارل نے سوہری سے سر کو جنبش دے کر اس کو تعریف کو تسلیم کیا کیونکہ ایک روشن خیال مودلین کی حیثیت میں اسے ایسی خوشامانہ گفتگو سے بہت نفرت تھی اس کے علاوہ وہ سمجھتا تھا کہ اس تعریف کی تہ میں ضرور کوئی مدعا خاص پوشیدہ ہے۔

سلسلہ کلام جاری رہا کہ سرفیلپ نے کہا۔ "یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ آپ جیسے نوجوان امیر امیر اعلیٰ کی سفارش سے بلند تہیں سرکاری مناصب تک پہنچ سکتے ہیں۔ آپ کی قابلیت میں شبہ نہیں۔ اور دارالامرا میں آپ کا اثر بھی وسیع ہے۔ لیکن امیر الامرا اس بات کو ناپسند کرتے ہیں۔ کہ آپ ایسے خیالات کا اظہار کریں۔ جو ترقی زمانہ کے مدارج سے بہت آگے بڑھے ہوئے اور ملک کے آئینی مسکاتب کے لئے خطرناک ہیں۔ یہ آپ کو معلوم ہے۔ کہ اس قسم کے مسکاتب ہماری اسلاف نے بڑی دھانائی اور دورانہایتی سے کام لیکر قائم کئے تھے۔ اور اب وہ ضرور زمانہ سے تقدیر کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔"

ارل نے ان باتوں سے سخت تعجب ہو کر کہا۔ "سرفیلپ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ آپ ایک ایسے موقع پر مجھ سے سیاسی معاملات پر کس لئے یہ بحث لے بیٹھے ہیں۔"

سرفیلپ نے کہا۔ "سنئے میں عرض کرتا ہوں۔ حال میں جب امیر الامرا حاضری تناول فرما رہے تھے۔ آپ کا ذکر شروع ہو گیا۔ وہ آپ کی تعریف کر رہے تھے۔ کہ حاضرین میں سے ایک نے کہا آپ نے دارالامرا میں ایک نئی تحریک کرنے کا امداد ظاہر کیا ہے۔ جو اس کی روایات کے خلاف ہے۔ جب تحریک کی نوعیت بیان کی گئی۔ تو حضور نے ہی اسے ناپسند کیا۔ اور فرمایا کہ اس سے عوام کے جو پیلے ہی اپنے آپ کو باہمیت سمجھنے لگے ہیں۔ حوصلے اور بڑھ جاتیں گے۔"

ارل کو حیرت آگئی۔ اور وہ کہنے لگا۔ "تو کچھ صاحب اثر عوام کا حقارت آمیز لفظ

آپ مفرد ہمیشہ جماعت کے معزز اور روشن خیال طبقہ کی نسبت استعلا کرتے ہیں۔ تو میں عرض کرتا ہوں۔ کہ میرا ہرگز اس رائے سے اتفاق نہیں ہو سکتا۔ جو امیر مدوح نے بقول آپ کے ظاہر فرمائی۔

”میرے عزیز دوست“ سرنفلپ نے مصاحبانہ ہجو میں کہا۔ آپ خفا ہوں۔ ہر شخص اپنے خیال کا قیاس کر رہا ہے۔ اور ہم اس بات کو پہلے ہی اچھی طرح سمجھ چکے ہیں۔ لیکن مجھے اتنا عرض کر لینے دیجئے۔ کہ وہام کی حماقت سے آپ کو کسی قسم کی ذاتی منفعت کبھی حاصل نہ ہوگی۔“

”لیکن مجھے کسی ذاتی منفعت کا تو خیال ہی نہیں۔“ آخر نے اس طرح بے صبری کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اس ملاقات کو جلد تر ختم کرنے کا آرزو مند ہے۔

پس جو کچھ کر رہا ہوں۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ہر دفعہ زینے یا عزت حاصل کرنے کی غرض سے نہیں۔ بلکہ اس لئے کرتا ہوں کہ میرا ضمیر اس کو راہ راست سمجھتا ہے۔ سرنفلپ دارن معاف کیجئے۔ میرا عقیدہ ہے کہ میرے اندر خدا کی دی ہوئی جتنی بھی طاقت۔ اثر اور۔ توفیق بہت

قابلیت ہے۔ اسے میں قانون ساز جماعت کی توجہ اس مجلس اور مغلوب جماعت کی طرف مبذول کرانے میں صرف کروں گا۔ جو حقیقت میں سلطنت برطانیہ کی زینہ دنیا ہے۔“

”لیکن مالی لارڈ۔ سرنفلپ دارن نے ہمارے طین پر کہا۔ یاد رکھئے ایسا کرنے سے

امیر الامرا جواب آپ کے حامی ہیں خفا ہو جائیں گے۔ اس وقت وہ آپ پر اس درجہ ہرجا ہیں۔ کہ اگر آپ ان کی مرضی پر چلیں۔ تو وہ آپ کو اعلیٰ ترین مراتب دلا سکتے ہیں چنانچہ

ریاست کیسل سکالا کی سفارت کا عہدہ اس وقت خالی ہے۔ اور اگر آپ ...“

اس آں ایلنگھم اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ ”سرنفلپ آپ کا مدعا صاف طور پر مجھے میرے عقاید سے ورغلا نا ہے۔ پھر آپ صاف طور پر ہی کیوں نہیں

کہتے۔ کہ تم دارالاعیان سے اپنی تحریک واپس لے لو۔ قوت ہی تمہیں ایجنڈا گریڈ ڈیوک کیپٹل

تالا کے دربار میں سفیر بنا کر بھیجا جا سکتا ہے۔ مگر سنئے آپ کی اس تجویز کے متعلق میرے

سے یہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا انجام ہی جو ذی استطاعت اصحاب کی مراعات سے ہو سکتا ہے۔ اپنے لاپرواہی سے مجھے اس فرض مقدس کی سزا انجام دی نہیں رکھ سکتا۔ جو میں نے اپنے ذمہ لیا ہے۔“

اسکی جہالت اور استغفال نے سرنفلپ دارن کو متحیر کر دیا۔ یہی آزاد خیالی اور

بیہوشی میں آجنگ اس کے دیکھنے میں نہیں آتی تھی۔ اس پر اٹھ اٹھنے لارڈ ایلیگم کو بہکانے کا کام سرنلپ دارن کو اس لئے سپرد کیا تھا۔ کہ اسے یقین تھا۔ یہ ضرور اس میں کامیاب ہوگا اور اب سرنلپ ڈرتا تھا۔ کہ میں کس منہ سے جا کر اپنی کوششوں کی ناکامی کا ذکر کروں گا۔ وہ سخت تشویش کی حالت میں تھا۔ اور نہیں جانتا تھا مجھے کیا کرنا چاہیے۔

آخر اسے ایک اور خیال سوچا۔ جب اس نے دیکھا کہ اہل دنیا دی عذوبہ کے لایح سے متاثر نہیں ہوتا۔ تو اس نے استدلال سے کام لینے کا ارادہ کیا۔ کہنے لگا۔ میرے عزیز اہل آپ کی راسخ الاعتقاد ہی اور دیانت قابل تعریف ہے۔ لیکن آخری فیصلہ صادر کرنے سے پہلے آپ میری ایک درخواست اور منظور کریں۔

”فرمائیے وہ کیا ہے؟“ آرتھر نے کہا۔ اور یہ کہہ کر وہ دوبارہ اسی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جس سے فرما دیر پیشتر اٹھا تھا۔

سرنلپ نے کہا۔ ”اس جلسہ میں وزیر اعظم ہی موجود ہیں۔ کیا آپ اپنی اس تحریک کے متعلق ان کی دلائل سننے کو تیار ہیں۔ اگرچہ اس میں یہ شرط مخطوط رہے گی۔ کہ جو گفتگو ہو۔ اسے مخفی رکھا جائے۔“

ادمل نے جواب دیا۔ ”وزیر اعظم ایسے اعلیٰ رتبہ کے ابھار کی گفتگو سننے سے انکار کرنا آدمیت سے بعید ہوگا۔ اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اس گفتگو کو جو ہمارے درمیان ہو۔ میں پرائیویٹ اور پوشیدہ ہی سمجھوں گا۔ لیکن اس بات کا آپ کو بھی خیال ہے کہ آٹھ گھنٹہ میں مجھے کسی طرح کا لایح یا تعزیر دے کر میری توہین نہ کی جائے۔ اگر ازل وئے استدلال یہ بات ثابت کی جاسکے۔ کہ میں نے جو طریق عمل اختیار کیا۔ وہ ناجائز ہے تو میں اپنی غلطی کو تسلیم کروں گا۔ لیکن اگر دارالامرا سے میری تحریک کو خارج کرنے کا کوئی اور نامناسب طریقہ اختیار کیا گیا۔ تو میں اسے غصہ اور حقارت کے ساتھ برداشت کروں گا۔“

سرنلپ دارن نے کہا۔ ”اطمینان فرمائیے یہ ملاقات انہی شرطوں پر ہوگی۔ اب آپ نے ذکر کیا ہے۔ ازراہ عنایت ہمیں انتظار فرمائیے۔ میں وزیر اعظم کو براہ راست آتا ہوں۔“

یہ کہہ کر سرنلپ دارن دواں سے چلا گیا۔ اور کمرہ سے جاتے وقت اہل

کر دیا۔

اس کو گئے فوراً ہی دیر ہوئی تھی۔ کہ لپ جو کمرہ کے وسط میں مزید پر روشنی تھا۔ یکایک مدغم ہونے لگا۔ اور تھوڑی دیر بعد تیل کی کمی سے بجھ گیا۔ اب اس کمرہ میں چاروں طرف تاریکی پھیل گئی۔

ارل حیران تھا۔ مجھے اب کیا کرنا چاہیئے۔ اسی فکر میں تھا۔ کہ کسی طرح اس کمرہ سے نکل کر کسی نوکر کو لپ میں تیل ڈالنے کا حکم دوں۔ اور اس کے بعد فلپ وارن کا انتظار کروں کہ ناگاہ کمرہ کا دروازہ کھل گیا۔

ایک زمانہ آواز سنائی دی جسے ارل آف ایٹنگھم نے پہچانا۔ کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کی ہے کہ رہی تھی۔ حضور اس کمرہ میں تو بالکل تاریکی ہے۔

امیر ایلے کی آواز سنائی دی۔ میں ایمان سے کتا ہوں کہ جب آپ کو اس طرف لایا۔ تو ہرگز اس کا علم نہ تھا۔ لیکن اسے سینہ اندر شریف لے چلے۔ ہم اس جگہ اطمینان کے ساتھ چند منٹ گفتگو کر سکیں گے۔

یہ باتیں ارل نے جو کمرہ میں پہنچی ہو جو وہ تھا سنیں۔ اگرچہ تاریکی کی وجہ سے اُسے کسی نے نہیں دیکھا۔ ناظرین اس کی اس وقت کی حیرت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب امیر ایلے کے کہنے پر جا چیا نہ اس تاریک کمرہ میں داخل ہو گئی۔ اور امیر نے کمرہ کا دروازہ بند کر لیا اس واقعہ نے آرتھر کو اتنا حیرت زدہ کر دیا کہ وہ کمرہ کے دوسرے حصہ میں کرسی پر بے حس و حرکت اور بے آواز بیٹھا رہا۔

اتنے میں امیر کی آواز پھر سنائی دی۔ جان سے پیاری لیڈی ہیٹ فیلڈ۔ شکر ہے آپ نے اس مردہ جی کو ترک کیا۔ جسے آج کی پہلی ملاقات میں میرے ساتھ روار کھا گیا تھا۔ اس وقت ہی میں نے عرض کیا تھا۔ کہ آپ کے حسن گلو سونے میرے دل پر خاص اثر کیا ہے۔ مگر آپ نے میری گزارش کو نظر انداز کر دیا۔ افسوس اس دنیا میں امیری ہی جتنی بڑی قیمتی ہے۔ کہ وہ لوگ اپنے دل کی خواہش پر نہیں چل سکتے۔ وہ پابندیوں سے مجبور ہیں۔ اور جہاں وہی بہت ہو۔ وہاں اپنا ماتھے نہیں پیش کر سکتے۔ مگر ان کے ساتھ سوسائٹی کا سلوک اس لحاظ سے ضرور نرم ہے۔ کہ جو خاتون امیر ایلے کی مقبول نظر ہو۔ اسے لامنت اور مذمت کی نظر نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ لوگ اسے رشک اور حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

لیڈی ہیٹ فیڈل کہنے لگی۔ ”آپ نے بجا فرمایا۔ لیکن آپ محسوس کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی عورت جس میں ذرا سی غیرت اور خوداری ہو۔ اپنی ذات کو ایک لمحہ میں کسی عاشق کے حوالہ نہیں کر سکتی۔ ہر عورت پہلے عشق صادق کا ثبوت چاہتی ہے۔۔۔“

امیر نے بے صبری سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ ”اے بلخان کے خوش ماہول آپ کا یہ قول بالکل درست ہے۔ مگر فرامیے بری طرف۔ محبت کا کونسا ثبوت درکار ہے؟ کوئی بات جو میرے اختیار میں ہو۔۔۔ کوئی شے جو میں رکھتا ہوں۔ طلب کیجئے۔ میں تمیل کے لئے حاضر ہوں۔ اگر میری عاشقی کا بھی امتحان ہے۔ تو آنا دیکھئے۔۔۔“

لیڈی ہیٹ فیڈل خوش ہو کر کہنے لگی۔ ”اے کاش آپ اس وعدہ کو پورا کریں۔“
امیر بولا۔ ”اگر آپ کو اس بارہ میں کچھ شبہ ہے۔ تو میں آزمائش کے لئے تیار ہوں اپنی محبت کا ثبوت دینے کے لئے۔۔۔ اگرچہ وہ محبت خوری اثرات کا نتیجہ ہے۔ میں ہر ارشاد کی تمیل کے لئے تیار ہوں۔“

لیڈی ہیٹ فیڈل نے کہا۔ ”بس مجھے آپ کے وعدہ پر اعتبار ہے۔ کل آپ کی خدمت میں ایک دستاویز پہنچے گی۔ اس کی نسبت میں پہلے ہی یہ عرض کر دیتی ہوں۔ کہ اس کا مضمون نہایت عجیب ہوگا۔“

امیر کہنے لگا۔ ”جان من میں اس سے زیادہ تشریح کا طلبگار نہیں۔ جتنقدر آپ بیان کرنا چاہتی ہیں۔ اس دستاویز کی وصولی کے بعد مجھے کیا کرنا چاہیئے؟“

لیڈی ہیٹ فیڈل نے جواب دیا۔ ”آپ اس پر اپنے دستخط کر دیجئے۔ اور ایک اور افسر کے جس کا اس میں ذکر ہوگا۔ دستخط کر کے وہ دستاویز میرے پاس واپس بھیج دیجئے گا۔“

امیر اعلانے لگا۔ ”میں اس کی حرف بوف تمیل کا اقرار کرتا ہوں۔“ پھر اپنی آواز کو دبا کر اور پیار کا لہجہ اختیار کر کے اس نے کہا۔ ”مگر اے حسینہ کیا اب بھی میرے لئے جاؤں امید نہیں؟“

جارجیانہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”میں آپ کے سامنے جو بات پہلے عرض کر چکی ہوں اُسی کو کبھی فراموشی نہیں۔ عشق و عاشقی میں یہ عام قاعدہ ہے کہ محبوب اس وقت تک روم نہ لیا ہوتا جب تک عاشق اس کے سامنے سچی محبت کے ثبوت پیش نہ کرے۔۔۔ جب تک اس کے

ولی کو اپنے من ملک سے سحرانہ کرے۔

حسین جارجیان میں ان شرطوں کو منظور کرتا ہوں۔ امیراعلیٰ نے کہا۔ آپ یہ خیال کرتی ہیں کہ میرے اندر جو محبت پیدا ہوئی ہے۔ وہ فوری اور عارضی ہوگی لیکن میں ثبوت خلیا کردوں گا کہ آپ کا خیال اور حقیقت ہے۔ مگر کیا اس وقت صہب میں یہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ میرا جذبہ محبت دائمی اور تھمرا رہی ہے۔ کیا اس وقت اسے سینہ میری ملاوٹوں کو میدیں بدل دیا جائے گا؟ آئیے ہم نشہ نگاہ کو درپیش چلیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کے وعدہ نے میری خوشی کو وہ چند کر دیا ہے۔ مگر قبل اس کے کہ ہم دوبارہ اس سوسائٹی میں واپس چلیں۔ جہاں رسمی پابندیاں خاموشی عاید کرتی ہیں۔ اس کی اجازت دیجئے۔ کہ اس اقرار محبت کی تصدیق میں آپ کے سچ نبھوں کے ایک بوسے کروں۔

”نہیں صاحب ابھی نہیں۔“ لیڈی ہیٹ فیلڈ نے اس انداز سے کہا۔ گویا وہ محسوس کرتی ہے۔ کہ اس وقت میں جو چاہوں اپنے عاشق سے خواہ سکتی ہوں۔

”خدا! حسین! امیراعلیٰ نے مضطرب ہو کر کہا۔ خیر جس طرح آپ کی مرضی ہو۔ میں تیار ہوں وہ مذاقہ لیڈی میرے پاس بھیج دیجئے۔ اور بہتر یہ ہوگا۔ کہ اس کالغافہ سرنفلپ وارن کے نام مکتوب کیجئے۔ میں دستخط کر کے اسے فوراً ہی واپس کر دوں گا۔ اور اس کے بعد اس وقت تک کہ آپ میری محبت میں ہوں۔ میرا ایک ایک سڑگٹ گھنٹوں اور ایک ایک سال کے برابر چلے ہوگا۔“

اتنا کہہ کر امیراعلیٰ نے دوبارہ اس کمرہ کا دروازہ کھولا۔ اور جارجیان کو ساتھ لئے کمرہ سے جہاں یہ عجیب و غریب فلڈر پیش آیا تھا۔ رخصت ہو گیا۔

اور ازل آت ایٹنگھم۔ ۱۰۹

اس واقعہ نے اسے اس درجہ حیرت زدہ اور سحر کر دیا تھا۔ کہ جب تک گفتگو ہوتی رہی اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ نہ اپنی جگہ سے ہٹا۔ یہاں تک کہ اس نے سانس کو بھی دبا لے لیا کہ اس طرح پورے گھنٹہ جو اس کے سینہ میں تکلیف دہ جذبات پیدا کر رہی تھی۔ بلا مرضی اور بے ارادہ اس کے کانوں تک پہنچ گئی۔

سوچنا تھا کیا یہ ممکن ہے کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ جسے میں اس پھنسی کے بارے میں اس کے بارے میں سوچتا تھا۔ اسے ازل آت نے سے تعلق رکھتی تھی۔ توجہ تکلیف کا مجھ سے چھٹا رہا۔ کیا وہ جینہ

جس کی روح میری نگاہوں میں ابتدا درجہ پاک تھی حقیقت میں اس قدر بگڑی ہوئی ہے۔ کہ امیر کے لیے ادباً شخص کی تجاویز سننے سے گریز نہ کیا۔ وہ امیر اعلیٰ کے اثر میں آکر اس کی باتیں سننے پر آمادہ ہو گئی۔ اور اب محقر بہ اس ادباًش کے قبضہ میں آنے والی ہے جس کی عمر کم و بیش ۴۴ سال کی ہے!

سائے عیناللات کو دیر تک سوچتے رہنے کے بعد آخر کار ارل نے مضطرب ہو کر کہا۔ الہی کیا دنیا میں نیکی کا نام و نشان ناجو ہو گیا ہو کیا ہر ایک عورت کا ظاہر و باطن ایسا ہی ہوتا ہے؟
نئے گفتگو کا وہ حصہ ہی یاد آیا جس کا تعلق کسی دستاویز پر دستخط کرنے سے تھا۔ اور جس کے تعلق لیڈی ہیٹ فیلڈ نے کہا تھا۔ کہ اس کی تحریر عجیب و غریب ہے۔ سوچتا تھا یہ دستاویز کیسی ہے؟ مگر بہت غور کرنے کے باوجود وہ کسی صحیح نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔

ایک بار اس کے پاس آئی۔ کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ سے مل کر یہ بات کہہ دوں۔ کہ میں نے تمہارا وہ گفتگو جو امیر اعلیٰ کے ساتھ ہوئی سن لی ہے۔ اور اس سے درخواست کروں۔ کہ یہ ہلک قدم اٹھانے سے پیشتر جس کے لئے تمہیں عمر بھر تماشہ ہونا پڑے گا۔ خوب سوچ لو اور غور کرو۔ لیکن دوبارہ غور کرنے پر دل نے کہا۔ کہ جا رہا ہوں اور امیر اعلیٰ کی گفتگو کو پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہوگا۔ کیونکہ اگر میں نے اس کے سامنے اس گفتگو کا ذکر کیا۔ تو خود مجھے جاچنا کے رو برو اس وجہ سے شرمسار ہونا پڑے گا۔ کہ میں نے پوشیدہ رہ کر یہ گفتگو سنی۔ وہ محسوس کرتا تھا۔ کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کو اس بات کا یقین دلانا مشکل ہوگا کہ میں تمہارے طرز عمل سے اس درجہ حیرت زدہ ہو گیا تھا۔ کہ اپنی موجودگی ظاہر نہ کر سکا۔ قدرتی طور پر وہ میرے اس کمرہ میں موجود چہنے اور گفتگو سننے کے فعل کو قابلِ مذمت قرار دے گی۔ اور مجھے اس کے لئے ملامت کرے گی۔ حالانکہ جیسا ناظرین کو معلوم ہے حقیقت میں ارل یہ گفتگو سننے کی نیت سے اس کمرہ میں نہ گیا تھا۔

پھر اسے یہ بھی خیال آیا۔ کہ جب ایک بار میں لیڈی ہیٹ فیلڈ کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر چکا۔ تو اب میرے لئے اس کے اخلاق کی نگرانی کرنا یا اسے اپنے طرز عمل کے متعلق کسی طرح کا مشورہ دینا بے سود اور نامناسب ہے۔ اس نے سوچا۔ شاید اس لئے کہ وہ کسی عزت دار شخص کی منکوحہ بننے کے نا قابل ہے۔ اس نے امیر اعلیٰ کی درشت بینا منظرہ کر لیا ہے۔ غرض ان سب باتوں پر غور کر کے وہ آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ جا رہا ہوں

کی راحت اسی میں ہے کہ میں معاملات کو ان کی موجودہ حالت میں رہنے دوں۔ اور امیر علیؑ اور اس کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس کا اس کے رد و رد باطل ذکر نہ کروں۔

یہ ارادہ معصوم کر کے وہ نیلی نعل کے کمرہ سے باہر نکلا۔ اور اس طرف کو ہار مارتا تھا۔ جہاں ہمارے جمع تھے کہ پرامنہ میں اسے سرفیلپ دارن واپس آتا ہوا ملا۔

وہ کہنے لگا۔ میں نے وہ بڑا غلط کام کیا۔ لیکن وہ نہیں ملے۔ معلوم ہوتا ہے۔ میرے جانے سے پیشتر ہی رخصت ہو گئے تھے۔

ارل آف الینگٹن نے جواب دیا۔ اچھا ہوا کہ وہ چلے گئے۔ کیونکہ میں اس بات کا یقین نہ کرتا تھا کہ ان کی کوئی دلیل میرے عقیدہ کو بدل نہ سکتی تھی۔ اگرچہ محض بنظر احترام میں ان کی گفتگو سننے کے لئے آتا رہا تھا۔

اتنا کہ ارل نے سرفیلپ کو سر و جہی سے سلام کیا۔ اور ان گروں کی طرف ہویا۔ جہاں سرز دھان جمع تھے۔ بیٹی ہیٹ فیلڈ ایک کمرہ میں ان سیلیوں کے پاس بیٹھی تھی۔ جن کے ہمراہ وہ اس جلسہ میں آئی تھی۔

ارل نے دیکھا کہ اس کا انداز پر سکون اور مطمئن تھا۔ اس کے بشرہ میں اگر کوئی تبدیلی نظر آئی۔ تو محض مسدود کہ اس کے یا قوتی لبوں پر ہلکی سی ماسخا نہ مسکراہٹ پائی جاتی تھی۔ یا کم از کم ارل نے یہ سمجھا کہ اس کے گلابی دہن پر ایسا اثر نمودا وہ ہے۔ لیکن یہ مسکراہٹ ہی اس وقت غائب ہو گئی۔ جب وہ اس کے ساتھ گفتگو کرنے لگی۔ خود ارل نے اپنے جذبات کو اس درجہ فرو کر لیا تھا۔ کہ جاریانہ کہ اس بات کا بالکل شبہ پیدا نہ ہوا کہ امیر علیؑ کے ساتھ میری گفتگو کا علم اسے ہی ہو چکا ہے۔

ٹھیک آدھی رات کے وقت خزان و عورت بچھا یا گیا۔ نہایت نفیس اشیائے اکل و شرب تھیں۔ گئی تھیں بہترین شرب اور نفیس کھانے چاندی سونے کی بھاری پلیٹوں اور چینی اور کٹ گلاس کے ظروف میں دسترخوان پر رکھے گئے۔

رات کا بڑا حصہ کھانے پینے اور ہنسی مذاق میں صرف ہوا۔ اور آخر رات کے دو بجے تھے کہ دھان منتشر ہوئے گئے۔

جب ارل آف الینگٹن اپنے مکان پر پہنچا کہ بہتر ستراحت پر لیٹا۔ تو اگرچہ وہ بہت تھکا ہوا تھا۔ مگر خیالات پریشان نے دیر تک اس کی نیند کو روکے رکھا۔ نیلی نعل کے کمرہ کا واقعہ بار بار

اس کے ذہن میں تازہ ہوتا تھا۔ اور اس کے خیالات کسی دوسری طرف جمع ہی نہ ہوتے تھے یہ اسٹیلے نہیں کہ لیڈی ہیٹ نیڈل کے خلاف اسے رقیبہ نہ حسد تھا۔ کیونکہ حالات اس کے عشق کو باورِ راجعت میں بدل چکے تھے۔ مگر اس بات کا بہر حال اسے سخت پرہز تھا۔ کہ میں نے جارجیانہ کی خصلت کا اندازہ کرنے میں کتنی بھاری غلطی کی۔ میں آج تک اسے اتنا نیک سمجھتا تھا کہ یہ بات میرے دھم و گمان میں ہی نہ آسکتی تھی کہ وہ امیر اسٹیلے کے چکا چوند کرنے والے وعدوں سے متاثر ہو جائے گی اور اس کی دوستہ بننے کے لئے اس کے ساتھ اٹھارہ محبت کرے گی۔

امیر اسٹیلے کا چمن اگر اچھا ہوتا۔ تو خیر یہ معاملہ ایک دھنگ قابلِ معافی سمجھا جاسکتا۔ مگر وہ نہایت ادب و احترام سے کلبے وصول نہیں تھا۔ اور کوئی قوی دل عورت اس کے متعلق سونے نفوت اور حماقت کے اور کسی قسم کے خیالات کو اپنے دل میں جاگہ نہ دے سکتی تھی۔

یہ خیالات بہت دھنگ لادو ایکنگم کو بے چین اور مضطرب کرتے تھے۔ اور پھر جب اسے اس پرسلوکی کا خیال آیا۔ جو امیر اسٹیلے نے اپنی منگھ سے اس سے پیشتر کیا تھا۔ تلبی ہیٹ نیڈل کے طرزِ عمل کے متعلق اس کے خیالات چرچت کے درجہ سے نکل کر فون کی نزل تک پہنچ گئے رفتہ رفتہ ان خیالات نے ایک اور سمت اختیار کیا۔ اور اب حسین بیوون کی یاد بھی رہ رہ کر اس کے دل میں پیدا ہونے لگی گو اس کے باوجود یہ غیر ممکن تھا کہ کوئی عمل والے کرد کا نظارہ قطعی طور پر اس کے ذہن سے محو ہو جاتا۔ پھر جب اس نے اس حسین بیوون کی مصروفیت بھولے ہیں اور قابلِ قدر صفات پر غور کیا۔ تو عورت ذات کی نیکی اور عصمت پر اس کا اعجاب بھر پور ہو گیا اور اپنے پڑگ پر لیٹے ہوئے اس نے بلند آواز سے کہا کیا جو ہے کہ میں نے آج تک اس بارہ خزانہ کو اپنے قبضہ میں لانے کی کوشش نہیں کی۔ مگر چاری کسٹھر فونزوری ہی ہو کر بیگی۔

عذالت انصاف

باب ۷

اس اٹان میں جیسی اپنے پراسرار مکان میں رہ کر ان فطیمہ شان تجا ویر کی تدریجی کامیابی کا سائنہ کر رہا تھا جو اس کے دماغ نے تیار کی تھیں۔ مچھانچہ جس وقت سارا لندن طے کرنے کی قیاسات قائم کر رہا تھا۔ کہ وہ جہاز اور پراسرار شخص کون ہے جس نے انصاف کے عمل اور بے گناہوں کی صفائی کا کام اپنے ذہن سے رکھا ہے۔ خود وہ جس کے متعلق عوام کو اتنا دلچسپی

اور جرت مٹی۔ نظروں سے پوشیدہ تھا۔

وزیر ملکی نے مشترکہ روراکہ دو سو پونڈ کا انعام اس شخص کو دیا جیسا کہ جو ایسی واقعیت دیا کرے جس سے وہ شخص دریافت ہو سکے۔ جو سرکسٹو فرینٹ کو قریب دے کر بیٹھتا نامعلوم مکان پر لے گیا۔ اور جس نے ڈاکٹر لیسٹر کو اپنے آدمیوں کی معزوت زبردستی اٹھوا کر وہاں منگایا۔ پوٹریٹ کے معروف ترین سرانہ ساز اس تحقیقات کے لئے متنبین کئے گئے۔ کہ وہ شخص کون ہے۔ اور کہاں رہتا ہے۔

جیسا کہ عام طور پر ایسی حالتوں میں ہوا کرتے ہے۔ اخبارات میں کئی فضول اور ترویجی خبریں چھپتی ہی تھیں۔ ہر صدر مقام ہر حصہ میں ہزار ہا مختلف افراد ہیں۔ زبان و عوام تھیں۔ اس کا اثر ان پر ہوا۔ کہ جن لوگوں کو تحقیقات کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ وہ اور زیادہ مضطرب اور جرت زد ہو کر شراہوں کی طرح تاریکی میں سر پٹکتے پھر رہے تھے۔ وہ کسی فضول سی سنی سنائی افواہ پر عمل کرنے لگتے۔ یا ایسی اطلاعات کو اپنے طر عمل کی بنیاد قرار دیتے۔ جو انہیں نسبتاً باخبر شخصوں سے معلوم ہوتیں۔ بار بار انہیں ایسا معلوم ہوتا کہ ایک اطمینان بخش سرانہ پر چل رہے ہیں۔ مگر انجام کو کچھ بھی نہ ملتا۔

جیسی کہ اپنے ملامت جو نہایت وفادار تھے۔ خود طرح طرح کی افواہیں مشور کر کے اس اضطراب کو اور زیادہ بڑھا رہے تھے۔ وہ ایسے مقامات پر پہنچ کر جہاں لوگ بڑی تعداد میں جمع ہوں۔ اس قسم کی خبریں سنایا کرتے تھے۔ کہ پوٹریٹ کے سرانہ رسالوں کی وجہ اس مقام سے جہاں وہ رہتے زیادہ مبذول ہونی چاہیے۔ بالکل ہٹ جاتی۔ خود ڈاکٹر لیسٹر سے بہت کچھ پوچھا گیا۔ مگر اس نے صرف اتنا کہا۔ کہ جہاں تک مجھے یاد ہے وہ گاڑی جس میں مجھے سوار کر کے لے گئے تھے۔ صدر مقام کے انتہائی شرقی مضافات میں کسی جگہ ٹھہری تھی۔ اس پر پوٹریٹ کے سرانہ رسالوں نے دینگ۔ دھانٹ چیل۔ بھٹل گرین اور گلوب ٹون کا کوٹا کوٹا چھان مارا لیکن ہر اسرار جہنی اس کے مقام سکونت کا پتہ نہ چلا۔

ہر چند کہ سرانہ کی بیٹے گناہی کا بچہ بچہ کو یقین ہو چکا تھا۔ تاہم چونکہ اسے کسشن سپرد کیا گیا تھا۔ اس لئے مضابطہ کی روش سے سماعت مقدمہ کی کارروائی عمل میں لانا ضروری تھا۔ چنانچہ یہ بھی کارروائی اصلی قاتلوں کا اقبالی بیان شائع ہونے کے چند دن بعد مئی کارٹن ہوس کے درمیان جلسہ کے بعد ملے دو شنبہ کو شروع ہو گئی۔

قیدی پر سرسپری کر رہی تھی کہ قتل کا الزام عاید کیا گیا تھا۔ سادو ساسٹ مقدمہ ریکارڈ راقٹ لندن کی عدالت میں چلی۔ مکمل استغاثہ نے متوفی بیروٹ کی لاش کی دریافت اور ان حالات کا ذکر کیا۔ جن کی وجہ سے قیدی کو سشن پر دیکھا گیا تھا۔ لیکن اپنی تقریر میں اس نے اس بات پر زور دیا کہ ملزم کے خلاف فوجی شہادت فیصلہ کن ہے۔ سرکرستو فربلنٹ نے اپنی شہادت میں وہ واقعات بیان کئے جو وہ بیسٹریٹ میں اس سے پہلے بیان کر چکا تھا۔ اور ڈاکٹر لیبین نے ان کی تائید کی۔ اقبالی بیان جس پر جو اپیلر اڈمٹو بھی سپلنٹ اپنی دونوں ملزموں کے متعلق تھے۔ نیز وہ تحریر جس میں مارٹن مارنر نے قیدی کے حق میں بعض واقعات قلمبند کئے تھے۔ عدالت میں پڑھ کر سنائی گئی۔ اور وکیل صفائی اپنی تقریر شروع کرنے کو تھا کہ جیوری نے بیان کیا۔ ہم اس بارہ میں اپنا فیصلہ تیار کر چکے ہیں۔ اور انہوں نے قیدی کو بے قصور قرار دے دیا۔

اس کے بعد عدالت نے قیدی کی رہائی کا حکم صادر کر دیا۔ اور سب سے پہلا شخص جس نے اس سے بری ہونے کے بعد ملوثہ ملا یا۔ وہ سرکرستو فربلنٹ تھا۔ ٹائٹ کی گاڑی میں سوار ہو کر وہ قریب ہی ایک دوست کے مکان پر پہنچا۔ جہاں کلرین ولیرڈ ٹیلیفونیں روزانہ اڈمٹو آخر ڈی ٹینا پہلے سے اُسے بریت کی مبارکباد دینے کو جمع تھے۔ اس بریت کے متعلق ان سب کو پہلے سے کامل یقین تھا۔

لیکن اگرچہ اس طریق پر سٹارنر اس خوفناک الزام سے بری ہو گیا۔ جو اس کے خلاف عاید کیا گیا تھا۔ تاہم اس میں عظیم تبدیلی نمودار ہو چکی تھی۔ اسے اتنا بھاری صدمہ پہنچا تھا۔ جس نے اس کی طبیعت پر غیر معمولی اثر ڈالا۔ خواہے نہ چاہی میں خود آگیا۔ اور اگرچہ گرفتاری سے پہلے وہ پچھن سال کی عمر میں بھی صحت و آرام میں تھا تھا۔ مگر اب اس کی عمر ۸۰ سال کے قریب نظر آتی تھی۔ چند دن کی ذہنی تکلیف نے اس پر برسوں کا انقلابی اثر نمودار کر دیا تھا۔

رشتہ داروں سے ملاقات ہو چکی۔ تو سٹارنر نے عصبی اضطراب کی حالت میں کہا۔ میری عزیز مرزا میں آج ہی انگلستان سے رخصت ہو جانا چاہتا ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو؟

ایلیٹاؤس پسن کر زار زار رونے لگی اور بولی۔ آبا جان یہ آپ کیا کہتے ہیں۔ آج ہی آپ ہم سے ملے اور آج ہی ہم سے رخصت ہو جانا چاہتے ہیں!

بے نصیب شخص نے جواب دیا۔ "میاں میں مجبور ہیں میرے لئے اب انگلستان میں قیام کرنا غیر ممکن ہے۔ مانا کہ میں فوج داری جلیانہ سے رہا ہو چکا۔ مگر ایک مقروض کی حیثیت میں اب مجھے دیوانی جلیانہ میں دھکیلے جائے گا ختم نظر آ رہا ہے۔ تم سب کو معلوم ہے کہ میں بالکل تباہ و برباد ہو چکا ہوں۔ میری اصلاح کی اب کوئی امید نہیں۔ اس کے علاوہ میں اس مکان میں ہرگز سکونت اختیار نہیں کر سکتا جس کے ساتھ اتنے خوفناک واقعات کی یاد رہا ہوتی ہے۔ پس میری سلامتی اسی میں ہے۔ کہ انگلستان کو خیر باد کہوں اور پھر اس نے آمنہ بھاتے ہوئے روزانہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میری یہ عزیز بیٹی کسی غیر ملک میں میری زندگی کا سہارا اور میرے لئے ذریعہ معاش بنے۔"

اتھرڈی ڈینیا جو حاضرین میں موجود تھی، انہوں کو رد مال سے پونچھ کر کہنے لگی۔ "ہم ایسا نہیں دینگے۔ روزانہ کے ایسے دوست موجود ہیں جن کی ان سے واقفیت اگرچہ بہت کم عرصہ کی ہے۔ تاہم وہ اس کی بہتری کو بے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ والدین سے یہ سمجھ چکے تھے کہ آپ بریت کے بعد انگلستان سے رخصت ہو کر ایک امادہ ظاہر کر چکے۔ اس لئے انہوں نے ایک ہزار پونڈ کی رقم آپ کی بیٹی کے حوالہ کی ہے۔ اور وہ مختار ہے۔ اسے جس طرح چاہے کام میں لائے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے ایک سرسبز لعل روزانہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور سڑ مار کر حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

روزانہ بڑی محبت سے یہودن کے گلے چٹ لگئی اور کہنے لگی۔ "میری خیاض اور نیک دل سہیلی۔ اس غیر معمولی عنایت اور انسانی خیانتی کے لئے جس کی میں سرسبز غیر متعلق ہوں۔ میں آپ کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

اتھرنے کہا۔ "میں کسی شکریہ کی ضرورت نہیں۔ ہماری قربت مختلف ہے تو کیا ہوا آخر ہم ایک ہی بنی نوع انسان کے افراد ہیں۔ اور کیا ایک شخص کا یہ فرض نہیں ہے کہ ضرورت کے وقت دوسرے کو مدد دے؟"

سڑ مار نے کلیرنس اور ایڈیلاؤس نے ہی حسین یہودن کا بڑی گرجوئی سے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد ولیر نے اپنے خسر کو علیحدہ لے جا کر اس سے سڑ مار نے کاؤڈ کر چھیڑا۔ سڑ مار نے کہنے لگا۔ "کلیرنس میں اس سے دوبارہ ملنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ اور یوں بھی ہماری ملاقات سرسبز بہ سود ہوگی۔ کیونکہ ہماری شادی کسی جذبہ محبت کی وجہ سے نہیں

ہوئی تھی جس کا تئیس علم ہے۔ اس کے علاوہ اس نے قطع کلام کر کے اپنے اداؤ کے چہرہ کی طرف دیکھتے وقت کانپتے ہوئے دبی ہوئی اور کھلکی آواز میں کہا ”بچے یقین ہے اس نے نہیں سارے حالات سے خبردار کر دیا ہو گا۔“ اور یہ کہ اس نے روز انڈیا کی طرف نگاہ کی۔ جو اتھروڈی ٹرینا اور ایڈیلیٹس کے ساتھ گھر کے دوسرے حصہ میں گفتگو کر رہی تھی۔

ولیر نے کہا ”یشاک مجھے سارے حالات کا علم ہے۔“ اور جب اس نے یہ الفاظ کہے تو ایسا معلوم ہوا کہ ٹارنر کے بدن میں شش پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن اسے زبان مافی کی اصطلاح کا وقت نہیں۔ اور میر جی ہی نہیں کہ آپ کی کلامت کس مشرٹارنر آپ نے اس باغیچہ میں لڑائی کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اس کی سزا آپ کا عمیر سے گاہ بہر حال اس سے ملے ہوئے کہ میں اس خوفناک واقعہ کی اطلاع ایڈیلیٹس کو نہیں دوں گا۔ جو اوقات پیش آمدہ سے پہلے ہی بہت متاثر ہو چکی ہے۔“

ٹارنر نے جس کا گلا خوفناک جذبات کے زیر اثر کا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ کہا ”کلینز میں اس کے لئے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہر حال تم دیکھ سکتے ہو میرے لئے اب انگلستان کا قیام سراسر غیر ممکن ہے۔ کیونکہ یہاں پر میں ہر اوقات حال شخص کے رد و برسر سارے ہونے پر مجبور ہوں۔ پس میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ روزنامہ کو ساتھ لے کر کسی غیر ملک کو چلا جاؤں میرے جانے کے بعد میرا اسباب تم نے ڈورور کی بندرگاہ کو بھیج دینا۔“

ولیر نے کہنے لگا ”میرے لئے آپ کو منع کرنے کی کوشش کن فضول ہو گا۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔“

مشرٹارنر کا فیصلہ روزنامہ ایڈیلیٹس اور اتھروڈی ٹرینا کو بھی سنا یا گیا۔ چنانچہ جس وقت دونوں بنیں ایک دوسرے سے جدا ہونے لگیں۔ تو اودامی نگارہ نہایت دردناک تھا ایڈیلیٹس کو بہت رنج تھا کہ مجھے اس طرح بیکار والد سے جدا ہونا پڑا۔ مگر اس رنج میں اطمینان اس بات کا حاصل تھا کہ میرا شہر محبت کرتا ہے۔ مادروہ بہر حال میرے پاس ہے۔ تو ٹوڑی دیو میں ایک سفری گاڑی دروازہ پر لائی گئی۔ اور مشرٹارنر روزنامہ کو ساتھ لے کر لندن سے رخصت ہو گیا۔

ان کے چلے جانے پر اتھروڈی ٹرینا بھی رخصت ہوئی۔ مگر اس نے کلینز میں ایڈیلیٹس سے اس بات کا وعدہ لیا کہ مجھے ضرور پیچھے مینر میں ملنا۔ چنانچہ جب کلینز میں ایڈیلیٹس لارنر

کاٹیج کو واپس ہوئے۔ تو ان کے دل میں اس حین یہود کے متعلق بہت ہی اعلیٰ رائے قائم ہو چکی تھی جس کی سب سے بڑی خوشی یہی معلوم ہوتی تھی۔ کہ خلق خدا کی بہتری کے کام کئے جائیں۔

اس کے دوسرے دن مارٹھا ٹارنر کو ریکارڈ آف لندن کی عدالت میں جہلازی کے الزام میں پیش کیا گیا۔

اس روز عدالت اولڈ سٹی کا وسیع کمرہ ان بے شمار مذہبی انجمنوں کے قائل مقاموں سے پُر تھا۔ جن کی ملزمہ اس زمانہ میں جب وہ مسٹر سلنگبی کے نام سے مشہور تھی۔ ایک نامور کن رہ چکی تھی۔ حاضرین میں جہاز بوجہ انجمن کی انجمن اشاعت و تبلیغ انجیل و عیسائیت کے صدر مسٹر جونیسن پگوش موجود تھے جن کا چہرہ نہ صرف خارجی علامات سے یہ ظاہر کرتا تھا کہ حضرت کو براہی پینے کا بہت شوق ہے۔ بلکہ اس وقت ان کے سانس کی بو سے بھی اس کی تصدیق ہوتی تھی قریب ہی پادری ملاچی ساکنز تشریف فرما تھے۔ مذہب کے پردہ میں ملزمہ کی ریاکاری سے متاثر ہو کر اتنی افسوسناک صورت بنائے ہوئے کہ کوئی سمجھے آپ اس کے شہر نہیں تو بھائی ضرور ہیں پادری شیپ ٹینکس ہی حاضر عدالت تھے جنہوں نے اس ناگوار واقعہ کے بعد جس سے ہمارے ناظرین خبردار ہیں۔ پھر اراکین انجمن سے مصاحبت کی صورت پیدا کر لی تھی۔ اور اب سابق کی نسبت بہت زیادہ ولی ناسن چکے تھے۔ ان کے علاوہ کئی اور موٹے تلمذ نے چپ بنا یا بیٹے پتے نہ درو و اصحاب۔ کچھ سب مذہبی طبقہ سے تعلق رکھنے والے موجود تھے۔ ریلی میں بیشمار بوڑھی اور اوسط عمر کی عورتیں بھی حاضر تھیں۔ کیونکہ یہی سب زیادہ مذہبی معاملات کی دلدادہ ہوتی ہیں۔ اس عجیبے میٹھی ہوئی وہ دہی کام کر رہی تھیں۔ ایک تو رورہ کر سفید رومالوں کو لٹکھوں پر پھیرنا۔ اور دوسرے اپنے اعصاب کی تقویت کی خاطر جیسے چوٹی شیشیاں نکال کر اس پر اسرار سیال کے چند گھونٹ پیتا چاہتی موجودگی کو فورا قوت شامہ کے ذریعہ محسوس کر دیتا ہے۔

دو پہرہ دار مسٹر ٹارنر کو سہارا دے کر اجلاس عدالت میں لائے۔ کیونکہ اس الزام کے چوچ سے جو اس کے خلاف عاید کیا گیا تھا۔ وہ اتنی خسار اور غرورہ ہتی کہ کٹری ہی نہ ہو سکتی تھی۔ اس وقت اس پر تعصیب عورت کی حالت قابلِ رحم تھی۔ اور اس کی صورت سے عیاں تھا کہ عدالت اس کے لئے کچھ ہی سزا تجویز کرے۔ اس میں شک نہیں۔ قدرت نے اس کی سزا کا پیشتر ہی آغاز کر دیا ہے۔

اس کے خلاف جو الزام عاید کیا گیا تھا۔ اس کی کیفیت پر ٹھہ کر سنا لی گئی۔ تو اس نے مرقی پٹی آواز سے کہا۔ ”ہاں میں اس کی قصور وار ہوں“ مستغیثوں نے بھی اس کے لئے رحم کی پرورد سفارش کی۔

مگر ریکارڈ کرنے سیاہ ٹوپی پن لی۔ اور ملزمہ سے مخاطب ہو کر نہایت موثر لفظوں میں تہذیب شروع کی کہنے لگا۔ ”میں از روئے قانون سزا دے موت تجویز کرنے پر مجبور ہوں۔ لیکن ملزمہ کی طرف سے اظہارِ ریشہ منائی اور اعترافِ جرم دیکھ کر وہ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ فریق استغاثہ نے اس کے لئے رحم کی پرورد سفارش کی ہے۔ میں تاج سے اظہارِ رحم کی درخواست نہیں ہوں۔“ ریکارڈ کرنے یہ بھی کہا۔ کہ ملزمہ کی جان بہر حال بچ جائے گی۔ لیکن اسے اپنی بقیہ زندگی کلے پانی میں بحالتِ جلا وطنی بسر کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔“

یہ حکم پا کر ملزمہ کا گوشِ پریشاں مٹنے لگے۔ اور اسی حالت میں پہرہ دار اسے کمرہ عدالت سے باہر لے گئے۔ عدالت میں جو پادری صاحبان سماعتِ مقدمہ کے لئے موجود تھے۔ انہوں نے یہ حکم سن کر مشترکہ طور پر ایسے دردناک طریق پر آہ کھینچی۔ کہ جج اپنی بیخ پر ادھیڑی والے اپنے خانہ میں چونک گئے۔

باب ۹۹ مزدور پیشہ لوگوں کی حالت

جس دو شنبہ کو مسٹر مارنر کی رہائی اور اس کی بیوی کی سزا یا بی عمل میں آئی۔ اس کی سہ پہر کو بیشمار ہجوم پارلیمنٹ کے فوٹات میں جمع تھا۔

اس ہجوم میں زیادہ تر مزدور پیشہ طبقہ کے لوگ تھے۔ اور بہتوں کے ساتھ ان کے بیوی بچے بھی تھے۔ انہوں نے حسبِ توفیق بہترین لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور کوئی بے جا شور وغل یا ہنگامہ ظہور میں نہیں آتا تھا۔

پہلے پانچ بجے کے قریب پارلیمنٹ میں گاڑیوں کی آمد شروع ہوئی۔ اور ان سے

سلہ جس زمانہ سے اس دستار کا تعلق ہے۔ اس میں ریکارڈ بھی کے اجلاس میں چھوٹے اور سنگین فوجداری مقدمات کی سماعت ہوا کرتی تھی۔ مگر اس کے بعد جب سے مرکزی عدالت فوجداری قائم ہوئی ہے۔ بڑے جج عدالتِ اولیٰ میں سنگین جرائم کی سماعت کرتے ہیں ۱۷

دارالحمام اور دارالامرا کے معزز اراکین اترنے لگے۔ بعض پیدل اور بعض گھوڑوں پر سوار ہو کر بھی وہاں پہنچے۔ ہجوم نے نہ تو ہر وغیرہ ممبروں کو دیکھ کر تالیاں بجائیں۔ اور نہ دوسروں کے گزرنے پر بھی ”چھی“ کے آوازے کئے۔ بلکہ جس وقت وہ گزرنے لگتے۔ تو ہجوم کے آدمی از خود ان کے لئے راستہ تیار کر دیتے تھے۔ ابنتہ جس وقت ارل آف ایٹنگھم گھوڑے پر سوار اپنے سائیں کو ہمراہ لئے وہاں پہنچا۔ تو حاضرین نے برطے زور سے دلی جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا۔

نچوان امیر نے ہجوم کے اظہار شکریہ کا اعتراف اس نامنشی سفادت کے ساتھ نہیں جو بعض اونچے طبقہ کے امرا کا خاصہ ہوتا ہے۔ بلکہ اس محبت آمیز طریق پر کہا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کہنا چاہتا ہے ”دوستو! میں بھی تم میں سے ایک ہوں۔ ہم سب برابر ہیں اور مجھے اس بات کا فخر ہے کہ تم مجھے اپنا سمجھتے ہو۔“

لارڈ ایٹنگھم دارالامرا کے اندر داخل ہو گیا۔ لیکن اس کے نظروں سے غائب ہونے کے بعد بھی بہت دیر تک ہجوم زور سے چیرا دیتا رہا۔ کیونکہ لوگ اس شخص کی عظمت اور فیاضی کو خوب محسوس کرتے تھے۔ جس نے معزز طبقہ امرا سے تعلق رکھتے ہوئے غریبائی حمایت کا بیڑا اٹھایا تھا۔

اس روز دارالامرا میں کم و بیش سارے لارڈ اور لاٹ پادری موجود تھے۔ اور وہ کئی دیاں جو تخت شاہی کے بالمقابل بنی ہوئی ہیں فیڈن ایل شرفا اور خوش پوش خواتین سے پرہتیں۔ حاضرین میں لیڈی ہرٹ فیلڈ، مسٹر ڈی ڈینا اور مقرر بھی موجود تھے۔ مگر جابجیا نہ یہودی تاجر اور اس کی بیٹی کے قریب نہ تھی۔ کیونکہ جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ اس کی ان سے ولعیت محض یہی تھی۔ ملاقات کا موقعہ اب تک پیش نہیں آیا تھا۔

پانچ بجے کے بعد ارل آف ایٹنگھم اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور صبر کے قریب جا کر اس نے اس تحریک کے متعلق جس کی اطلاع وہ پیشتر وے چکا تھا۔ تقریر شروع کی۔

اپنی تقریر کے آغاز میں اس نے اس بات پر اظہار تاسف کیا کہ مسئلہ زیر بحث یعنی مزدور پیشہ طبقہ کی حالت کے سوال کو کسی ایسے صاحب نے اپنے ذہن میں نہیں لیا۔ جو مجھ سے بہتر اس مسئلہ پر بحث کر سکتے۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ میں نے جو اس سوال کو آج پارلیمنٹ میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تو اس سے ہر وغیرہ بی حاصل کرنے کا کوئی خود غرضانہ خیال پیش نظر

نہیں۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے اس نے مزدور چھ جہات کی حالت پر روشنی ڈالی اور اس بات پر زور دیا کہ ان کی موجودہ افسوسناک حالت کی اصلاح کی جائے۔ اس نے کہا:-

”بارا مزہ در پیش جماعت پر یہ الزام عاید کیا جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ مجموعی طور پر ناعاقبت انڈیل نام شکر گزار ذہانت میں کمزور اور کفایت شعاری کے جوہر سے محروم ہیں۔ لیکن میری رائے میں یہ خیال سراسر غلط ہے حقیقت میں جب یہ لوگ اپنی ناگوار اور بتر حالت کو دیکھ کر باپس ہوجاتے ہیں۔ توان کی تشویش ساری خرابیوں کا موجب ثابت ہوتی ہے۔ اگر اس طبقہ کے لوگوں کی حالت ایسی کر دی جائے۔ کہ انہیں ہر وقت روزی ہی کی فکر نہ لگی رہے۔ اگر ان کی محنت کا معقول معاوضہ دیا جائے۔ اور سرمایہ دار طبقہ کے لوگ ان کی جہی قدر کریں۔ اگر ان کی شرح اجرت کا پیمانہ اس طریق پر قائم ہوجائے کہ کم از کم تنخواہ مقرر ہو۔ مگر نہ زیادہ سے زیادہ کی کوئی انتہا نہ ہے۔ تو یقیناً ہے کہ ان آسائشوں کے ذریعہ جو اس طریق پر انہیں حاصل ہوگی۔ ان کے وہ تمام تعلقات دور ہو جائیں گے جو بحالت موجودہ انہیں شراب خانہ کی طرف رجحان کرتے ہیں۔

میری رائے میں زیادہ سے زیادہ شرح اجرت قائم کرنے کی اس لئے ضرورت نہیں کہ جس حالت میں مزدوروں سے سرمایہ داروں کو اپنے کام میں زیادہ مدد ملے۔ توان کی اجرت بھی یقیناً بڑھتی رہنی چاہیے۔ لیکن کم از کم شرح اجرت مقرر کرنا اس واسطے لازم ہے کہ ان ایام میں جب مزدوروں کی مانگ بہت کم ہوتی ہے۔ یہ لوگ بیکاری کے مضطرب و تباہ کن اثرات سے محفوظ رہیں۔ یہ کارروائی مالکان کا رخانہ کے لئے یقیناً معزز ہوگی۔ کیونکہ یہ لوگ ان ایام میں جب کاروبار تیزی پر ہوتا ہے۔ اور ان کی تجارت چمکتی ہے۔ پھوٹے عرصہ میں ہی نہایت معقول نفع کما لیتے ہیں۔ پس یہ ضروری ہے۔ کہ ان ایام میں جب کاروبار کم ہو۔ وہ ایسی شرح اجرت ادا کرنے پر مجبور کئے جائیں۔ کہ ان کے ملازم آسائش کی زندگی بسر کر سکیں۔

”کارخانہ دار لوگ خوشحالی کے ایام میں اتنا روپیہ جمع کر لیتے ہیں کہ انہیں نہ صرف معقول آمدنی ہوتی رہتی ہے۔ بلکہ بہت سا سرمایہ جمع بھی ہوجاتا ہے۔ لیکن مزدور چونکہ زیادہ سے زیادہ اجرت پر ہی ایام مصیبت کے لئے کچھ نہیں انداز نہیں کر سکتے۔ اس لئے یہ نامناسب

ہے۔ کہ سرمایہ دار مزدوروں سے صرف ان ایام میں ہی کام لیں۔ جب انہیں ضرورت ہو۔ اور جب ضرورت باقی نہ رہے۔ تو انہیں ملازمت سے محروم کر دیں۔ یا نہایت ناکافی معاوضہ دیں۔ درحقیقت ان مزدوروں کی مزدوری کی بدولت ہی مالکوں کو معقول آمدنی ہوتی ہے۔ اور وہ وسیع جاہلاد پیدا کر لیتے ہیں۔ پس یہ مزدوری ہے کہ مزدوروں کی قدر و قیمت صرف اس عرصہ کے لئے ہی نہ بھیجی جائے۔ جب تک ان کے کام میں عظیم منافع حاصل کیا جاسکتا ہے۔

”مزدور کا سرمایہ اس کی مزدوری ہے۔ اور جس طرح کسی بنک میں جیسے شہر روپیہ کا سود ہمیشہ ملتا رہتا ہے۔ اسی طرح مزدور کو اس کی مزدوری کا منافع دائمی طور پر ملنا چاہیے جس طرح تجارت کے چمکنے پر پڑے کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح تجارت کی ترقی کے ایام میں مزدوروں کی مزدوری بھی بڑھ جانی چاہیے۔ لیکن جیسے شرح سود کا ایک کم از کم پیمانہ معطر ہے۔ مزدوری کا بھی کوئی کم از کم پیمانہ قائم ہونا چاہئے۔ اور یہ تو بالکل نہ ہو کہ جب ضرورت نہ پڑے مزدوروں کو جواب دے دیا جائے۔ میں اپنے اس خیال کی توثیق اس طریق پر کر سکتا ہوں۔ کہ اگر ایک ہزار پونڈ کسی بنک میں جمع کر دیے جائیں۔ تو ان پر تین فیصدی کا سود ہر وقت مل سکتا ہے۔ لیکن بعض موٹے ایسے بھی پیش آتے ہیں۔ جب یہ شرح چھ سات فی صدی تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی حالت مزدوری کی ہونی چاہئے۔ جب تجارت کا کام ہلکا پڑ جاتا ہے۔ تو کارخانہ داروں کے نفع میں تخفیف ضرور ہو جاتی ہے۔ مگر وہ اس کی بدولت تباہ نہیں ہو جاتے۔ انہیں ان ایام میں معقول منافع نہ ہی ہو۔ تو ان کا اندر ختہ ان کی حاجات پر راکھنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ لیکن غور کیجئے۔ ان کے ملازموں کی حالت اس سے کتنی مختلف ہے۔ ان کے لئے بیکاری یا آمدنی کی کمی۔ تباہی۔ فاقہ کشی اور موت کے حسنی رکھتی ہے۔ اس سے ان کے چھوٹے خوشگوار گھروں میں اتنی بیکار جاتی ہے۔ بچوں کی تعلیم رک جاتی ہے۔ ان میں بد اخلاق اور ذلت نمودار ہونے لگتی ہے۔ حتیٰ کہ احتیاج اپنا قدم جاکھائیں دست امداد پھیلانے کے لئے مجبور کرتی ہے۔

”قدرتی طور پر بہت سے اضلاع میں مختلف اوقات پر مزدوروں کی مانگ اور بہم رسانی میں مساوات قائم نہیں رہتی۔ اس کے متعلق گورنمنٹ کو ایسے انتظامات مل میں لانے چاہئیں کہ شرح اجرت میں وہ خوفناک انقلاب پیدا نہ ہو۔ جو ہزار نا محنت کش۔ مستحق اور بامشقت مزدوروں کے لئے تباہی کا موجب ثابت ہوتا ہو۔ ضرورت ایک ایسا قانون پاس کرنا چاہیے کہ

جس کی رو سے کسی مزدور کو ایک خاص قائم کردہ شرح سے کم اجرت ہرگز نہ دی جائے۔ ان غریبوں کے پاس نہ زمین ہے۔ نہ جائیداد نہ عقار ان کے مالک چند مالدار افراد ہیں جن کا طرز عمل مزدور طبقہ کے لئے غیر منصفانہ اور تشدد آمیز ہے۔ اس مضر اثر کو دور کرنے اور مزدور پریش طبقہ کی حالت میں اصلاح عمل میں لانے کا طریقہ یہی ہے کہ مزدوروں کو ہر وقت جب وہ کام کی تلاش میں ہوں کام مہیا کیا جائے۔

اگر مزدوروں کے ساتھ اس قسم کا سلوک ہو تو مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے نفکات اور مصائب سے عجیب ہو کر نہ تو شراب خانوں کا رخ کریں۔ اور نہ ملازمت کی تلاش میں ایک سے دوسرے مقام پر نقل و حرکت کرتے پھریں۔ موجودہ حالات میں یہی ان کی آوارہ گردی کا باعث ہوتا ہے۔ ملازمت کی تلاش میں پھرتے ہوئے انہیں اپنے معصوم بچوں اور نیک نہاد بیوی کے ساتھ ایسی سڑاؤں میں شب باش ہونا پڑتا ہے جن میں جرائم اور گناہ کی خوفناک کثرت ہے ایسے حالات میں اگر ان کے بچے اذروئے اخلاق بگڑ جائیں۔ یا ان کی تعلیم اچھی نہ ہو۔ تو اس میں قصور کس کا ہے؟ جو تجاویز میں نے پیش کی ہیں۔ ان پر عمل کرنے سے ان کی بے چینی رفع ہو سکتی ہے۔ اور سوسائٹی کے متعلق ان کا طرز عمل بھی اصلاح پذیر ہونا ممکن ہے۔ کیونکہ موجودہ حالات میں تو ان کی حالت گداگریوں سے بہتر نہیں۔ اور ایسا ہونے کے باعث ان میں بے فکری اور لاپرواہی کا مادہ پیدا ہونا قدرتی ہے۔ موجودہ حالات میں مزدور پریش آدمی کبھی اطمینان محسوس نہیں کر سکتا۔ وہ بھٹتا ہے۔ جس مکان میں میں رہتا ہوں۔ مالک کا ذرا سا اشارہ مجھے اس سے بے دخل کر سکتا ہے۔ اُسے اس بات کا بھی اطمینان نہیں ہوتا کہ اگر آج مجھے گوشت روٹی نصیب ہوئی ہے۔ تو کل خشاک روٹی بھی نصیب ہوگی یا نہیں۔ ان باتوں کے ہوتے ہیں ان لوگوں کے ذہنی اضطراب اور پریشانی کا اندازہ کرنا ایک سہل امر ہے۔ بچ پوچھے تو جو لوگ انہیں ناقابل اندیش اور لاپرواہ قرار دیتے ہیں۔ وہ خود ان خوابوں کے ذمہ دار ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگرچہ بالائی اور وسطی طبقہ کے لوگوں کے پاس دولت اور پیش کی افراط ہے۔ لیکن مزدور ملک کی حالت میں نہ صرف کسی قسم کی اصلاح نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کو وہ مصلحت نہیں۔ آبادی ایک ہزارہا شخصوں پر مئیر کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ اور اس کے قدم قدم افلاس بھی ترقی پذیر ہے۔ مزدور پریش طبقہ کی پارلیمنٹ میں کوئی آواز نہیں۔ وہ اپنے

مطالبات کسی ذریعہ سے گرفت نہ کی پہنچ نہیں کہتے۔ مکی معاملات میں ان کا کوئی حصہ نہیں غرض
ہر طرح یہ لوگ معدودے چند مالدار اشخاص کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ کس قدر افسوس کی بات
ہے۔ کہ حقوق کے سے آدمی ذاتی منفعت کی غرض سے لاکھوں بندگان خدا کو ان کے حقوق کو
محروم رکھیں۔ کیا یہ انصاف ہے؟ کیا یہ راستی ہے؟ کیا یہ انسانیت ہے؟ ان لوگوں
سے بالواسطہ طریق پر بیشمار روپیہ بطور ٹیکس وصول ہوتا ہے۔ اور اس لحاظ سے سرکاری آمدنی
میں ان کا حصہ امیروں سے بھی زیادہ ہے۔ ان کی ضروریات زندگی یعنی چائے۔ شکر۔ تباکو
بیر۔ وغیرہ کے زیادہ سرکاری آمدنی کا ذریعہ ہیں۔

”اگر اور غریبوں کو اس لئے قابلِ مذمت سمجھیں کہ وہ میلے اور غلیظ رہتے ہیں۔ تو میں
سوال کروں گا۔ صابون پر اتنا بھاری ٹیکس کیوں لگایا گیا؟ یہ کہنا سراسر غلط بیانی ہے۔ کہ
غریبوں کا براہِ راست ٹیکسوں میں چونکہ کوئی حصہ نہیں۔ اس لئے ان پر کوئی ٹیکس عاید ہی
نہیں کیا جاتا۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ غربا بالواسطہ ٹیکس کی صورت میں اس سے بہت زیادہ
روپیہ ادا کرتے ہیں۔ جتنا امرا براہِ راست اور بالواسطہ دونوں صورتوں میں بشریکے دونوں
کے مالی تناسب کو پیش نظر رکھا جائے۔

”ایک اور بات جس کا میں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں یہ ہے کہ انصاف کو غربا کے لئے
عمل میں لانے وقت بہت سختی عمل میں لائی جاتی ہے جن حالتوں میں ضمانت یا پھلکے کی
گنجائش ہو۔ اور کو ساری سہولتیں حاصل ہیں۔ لیکن غریب ایسی ضمانت کیونکر دے سکتا ہے؟
اس کے لئے سوائے اس کے چارہ کار نہیں۔ کہ جیل خانہ میں جا کر بہترین دیکھاؤ کی صحبت میں
ہے۔ پھر اگر سماعت مقدمہ پر اسے بے قصور سمجھ کر رہا کر دیا جائے۔ تو وہ جیلخانہ سے نکل کر
اپنی طویل حراست کا نتیجہ کیا دیکھتا ہے؟ گھر برباد۔ بچے مانِ شبینہ کو محتاج۔ اور
تباہی اور افلاس ڈیرہ لے ہوئے۔ چکن ہے۔ اور نہ صرف ممکن بلکہ ایسا ہوتا رہا ہے کہ کوئی
شخص سماعت مقدمہ سے پیشتر چار پانچ ماہ تک جیلخانہ میں پڑا رہا۔ اتنا عرصہ بری صحبت میں رہ کر
کسی کا نیک رہنا سراسر غیر ممکن ہے۔ کئی جرم ایسے ہیں جن کے لئے نذرانے جرمانہ یا عدمِ ادا کیگی
کی صورت میں قید کی سزا دی جاتی ہے۔ یہ جرمانہ امیروں کے لئے بالکل معمولی چیز ہے۔ مگر غریبوں
کے لئے بھاری دولت سے کم نہیں کسی شخص کی آمدنی ایک سو پونڈ سالانہ ہو۔ تو وہ بھنت
عشرہ کی قید بھگتے کی بجائے پانچ پونڈ جرمانہ ادا کر دینا آسان سمجھتا ہے۔ لیکن جس مزدور کی

آدمی صرف دس بارہ شنگ ہفت دار ہو۔ اس کے لئے اس مطالبہ کو چورا کرنا ویسا ہی ناممکن ہے۔ جیسے زمین کی گردش کو روکنا۔ ماں ایک صورت ہے کہ وہ اپنے گھر کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو گروہ رکھ کر جہانہ کار و پیہ ادا کر دے۔ لیکن اس کے بعد ان چیزوں کی بازیابی بحال ہے۔ اگر کسی غریب آدمی سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جس کی وجہ سے کوئی پادری اس کو مارا نہ ہو جلائے۔ تو اس کے خلاف اتنی گراں کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے کہ وہ بالکل تباہ اور برباد ہو جاتا ہے۔ پھر اگر کوئی مالدار شخص کسی غریب پر ظلم کرے۔ تو کیا اس غریب کے لئے عدالت انصاف میں دادرسی ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ انصاف ایک ایسی گراں چیز ہے جسے صرف مالدار ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسی حالتوں میں کہ کسی غریب کو امیر آدمی کی طرف سے سچ وہ حد پہنچا ہو۔ مثلاً اس نے اس کی بیوی یا بیٹی کو اغوا کر لیا ہو۔ تو غریب آدمی کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا اس وقت تک کا غیر ممکن ہے۔ جسے کہ کوئی وکیل اس امید پر کہ امیر ادا نہ نہ ملے جہانہ سے ادا ہو سکے گا۔ مقدمہ کو ہاتھ میں لے داوطلبی کی اور کوئی صورت نہیں۔ اور یہ طریقہ اخلاق پر نہایت مضراثر پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کسی وکیل کی ایسی امداد شامل حال نہ ہو تو غریب آدمی کے لئے دادرسی کے لئے وسٹ فسطحال تک جانا ویسا ہی غیر ممکن ہے جیسے لاگس ہوٹل میں کھانا کھانا۔

”ان غریبوں کی نفسی حالت بھی نہایت افسوسناک ہے۔ غور کیجئے ہزار ہا سیل کے فاصلہ پر حبشیوں کی تعلیم کے لئے تو لاکھوں روپیہ کا بیج بکاشت کیا جاتا ہے۔ اور طرح طرح کے انتظامات عمل میں لائے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے اپنے ملک میں ابھی تک غیر معمولی جہالت موجود ہے۔ کلیسا کی آمدنی کا بڑا حصہ پادریوں کی پیش قرار تنخواہ میں صرف ہوتا ہے جس سے ان رہبران مذہب کی حرص و آرزو کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس آمدنی کا ایک شنگ بھی عوام کی مذہبی تعلیم پر صرف نہیں ہوتا۔ میری رائے میں یہ تصور اعیان و عوام دونوں کا ہے مگر خصوصیت سے اعیان کا کہ وہ مذہب کی تعلیم کا بہتر انتظام نہیں کرتے۔ جہاں کہیں مفت تعلیم کا انتظام ہے وہی وہاں ہی تعلیم بالکل جانب دانا نہ طریق پر دی جاتی ہے۔ کوئی جانے صرف دیکھو۔ تاریخ ریاضی اور نجوم کا تعلق ہی مذہب سے ہو سکتا ہے۔ ہر حصہ ملک میں پادریوں کا غلبہ ہے اور وہی اس کی آمدنی پر چلتے ہیں۔ دارالافتاء اور مکاتیب کے لئے اشاعت تعلیم کی غرض سے بڑی بڑی رقم سر پایہ وقف کی جا چکی ہیں۔ مگر اس کے باوجود جہالت کا دور دورہ ہے۔ یہ کہنا ایک

شرناک دہننے بیانی ہے کہ عزایں زہدیت میں نہ رہا وہ تعلیم کا شوق نہیں رکھتے۔ ان میں
دولوں باتیں موجود ہیں۔ اور ان میں سے جو لوگ کچھ پڑھ سکتے ہیں۔ وہ بہت شوق سے لکچر
اخبارات اور اروزانہ رسالے خرید کر پڑھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ مزید پریشہ لوگوں کے
ذہن اس زرخیز زمین کی طرح ہیں۔ جس میں بیج بویا جائے تو خوب پھلتا پھولتا ہے۔ لیکن
حقیقتہً بالا کا تعصب یا تنگ نظری اس تخم ریزی کا موقع ہی نہیں ملے دیتا۔ چونکہ زمین کے
انہ کچھ نہ کچھ چیز پیدا کرنے کا مادہ قدرت نے ودیعت کر رکھا ہے۔ اس لئے عمدہ فکری
نہ ہونے پر اس میں گہاس پیوس آگے آتا ہے۔ اندکسی پر امر فریبوں کی متغیر وضعت کرنے
میں لیکن حقیقت میں اس فقیر و زست اور ملامت کے سزاوارہ حندی اکثر یہ انصاف
لوگ ہیں جو اس زمین سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اسے بخر مٹا چاہتے ہیں۔

سب سے آخر میں میں آپ کی توجہ قوانین فوجداری کی طرف متوجہ کروں۔ انہیں اکثر ایسے
طریق پر عمل میں لایا جا رہا ہے کہ بد اخلاق اور جرم کی ترقی ہوتی ہے۔ فردوسی ہے کہ جنٹلین اپنے
جرم کی سزا بھگت لے۔ اسے... خواہ اس کا جرم کچھ ہی ہو سزا کا زمانہ ختم ہو جانے
پر بے قصور اور بے دانہ سمجھا جائے۔ کیونکہ کسی شخص کو اس کے ایک جرم کے لئے جس کے
لئے وہ سزا ہی پا چکا ہے۔ ہمیشہ کے لئے ماعذرا سمجھ لیں اس قدر مصلحت کے اصول کی خلاف
ورزی کرنا۔ اور یہ جتنا ناہیہ۔ کہ دنیا میں اس مقدار وہ مدد گزر کا کچھ ہی وجود نہیں۔ موجودہ
حالات میں جیل خانے بد اخلاق۔ ذہنی تحریک اور بدنامی کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ سادہ جرم
شخص ایک باران میں رہ کر بے گناہ ہے۔ اسے ہمیشہ کے لئے ماعذرا سمجھ لیا جاتا ہے۔ کئی حالتوں میں
لوگ جیل خانہ کی بری صحبتوں میں رہ کر حقیقت میں بگڑ جاتے ہیں۔ لیکن بڑی حد تک سوائی
انہیں ہر نیک کام کے تکالیف سمجھ لیتی ہے۔ ایسے لوگ دیندار کی مدد کرنے کی فکر کو شرم
کریں۔ انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہر شخص انہیں خطا دار اور مجرم سمجھتا ہے۔ اور بھلا
مجھ سے وہ پھر جرم اور تافانہ شکنی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں۔ ملک کی بڑی بڑی برائی
کا اذہ موجب سمجھ ہے۔ جس پر پادری صاحبان اس مدد و اخبار تا مسک کیا کرتے ہیں۔ لیکن
جس کے چھوٹے سبب کو تعلیم کرنے سے وہ بے ہوش ہو کر جاتے ہیں۔ موجودہ حالات میں جیل خانہ
کے اندر مجرموں کی اصلاح کا مطلق انتظام نہیں۔ اس لئے کوئی یا شخص ان میں داخل ہو۔
تو اس کا باقی مجرموں کے اثرات سے حلد تر متاثر ہونا ایک سہل امر ہے۔ سوائی کا یہ فرض

جہاں چاہئے۔ کہ غلط دار شخص کو محض سزا ہی نہ دے۔ بلکہ اس کی اصلاح پہلی شکل میں لائی جائے۔ میری اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مزدوروں کے لئے کم از کم شرح اجرت مقرر کر دیا جائے۔ اور کسی کو اس سے کم مزدوری نہ ملے۔ بشرطِ اجرت میں قوی تحقیق نہ ہو اور سوا دو ماہ اس اجرت پر مجبور ہوں۔ کہ اپنے ملازموں کے لئے دائمی ملازمت کا انتظام کر میں۔ غرض کہ زندگی کے بالواسطہ ٹیکس موقوف کئے جائیں۔ قومی تعلیم عام ہو۔ اور اسے مذہبی تعلیم سے بالکل الگ رکھا جائے۔ چینیوں کے ضبط انتظام میں اصلاح ہو۔ اور ایسے کارخانے یا دفاتر قائم کئے جائیں۔ جن میں سزا یافتہ لوگ زمانہ اسیری ختم ہونے پر کام کر کے رہنما کما سکیں اور انہیں از سر نو دیانت دار بننے کا موقع ملے۔ حق انتخاب کی توہینوں میں لالی جائے۔ اور اسے ایسے اصول پر قائم کیا جائے۔ کہ ہر شخص جو چاہے اپنے کی روزی کما لے۔ ملکی اس میں آزاد رہنے کے قابل ہو جائے۔

اپنی تقریر کے آخری حصہ میں ارل آف ایلیکٹم نے نہایت زوردار اور فصیح لفظوں میں مزدور پریشہ لوگوں کے متعلق غلط بیانیوں۔ اور ان کی بدنامیوں کی تردید کی۔ اور جن معاملات پر تقریر کی تھی۔ ان کے متعلق متعدد تجاویز بھی پیش کیں۔

امرا کے لئے چونکہ اس تقریر کا لہجہ اور مطلب ناگوار تھا۔ اس لئے عام طور پر انہوں نے اسے ناپسند کیا۔ اگرچہ اس کے باوجود ان کے کچھ حصے نے چیز بھی دے لیکن گیلریوں میں اتار شدہ لوگوں پر جتنا کاپارٹمنٹ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس تقریر کا ابا اثر ہوا۔ کہ آداب پارلیمنٹ کے خلاف انہوں نے بہت زور سے تالیان بجا دیں۔ حتیٰ کہ لارڈ چانسلر نے رولڈ رولڈ کی قہار پابندی کی۔ اور دینے والے میں گہری خاموشی چھا گئی۔

ارل کی تقریر کا جواب دینے کے لئے دارالامرا کا سرکردہ وزیر کھڑا ہوا۔ اور اس نے اس کا جواب اس انداز اور اس لہجہ میں دیا۔ جسے عموماً ایسی حالتوں میں سرکاری آدمی اختیار کیا کرتے ہیں۔ اس نے ارل کے زبردست دلائل کو نظر انداز کر کے ملک کی عام خوشحالی کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ اس ملک میں چوپنٹروں کے رہنے والے بھی ہر طرح خوش ہیں۔ قانون تبدیل ہونے کی مخالفت کرنے والے اس نے اسلاف کی دشمنی کی تقریر کی۔ اور کہا۔ ہمارے موجودہ آئینی مکتب ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔ اس نے کلیب اور حکومت کی وابستگی کا ذکر اس انداز سے کیا۔ گویا وہ جہودان اپنے ہوں۔ اور ان میں سے ایک کو دوسرے سے جدا کرنا عملی طور پر غیر

ممکن ہو۔ اور آخر کار وہ جو اس کو ازل کی تحریک کی مٹا لفت کرنے کی چاہت کر کے بیٹھ گیا۔
 تحریک پر جو بحث شروع ہوئی۔ اس میں کئی امر اور پادری صاحبان نے حصہ لیا۔
 اور جب بحث ختم ہوئی۔ تو ازل کی تحریک غیر معمولی کثرت رائے سے نامعلوم ہوئی۔ مگر
 اس سے اور پھر کو کسی قسم کی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ چلے ہی سمجھتا تھا۔ میری تحریک
 کا انجام کیا ہوگا۔ اور اس بات کا اس نے مصمم ارادہ کر رکھا تھا۔ کہ میں استقلال کے
 ساتھ اپنی کوششوں کو اس وقت تک جاری رکھوں گا۔ حتیٰ کہ کامیابی حاصل ہو
 پاریسٹ کا ابراہامس برخواست ہوا۔ گیارہاں خالی ہو گئیں اور امر اور پادری
 صاحبان اپنی شاندار گائیڈوں پر سوار ہو کر گہروں کو واپس چلے گئے۔ لیکن غفلت و بھولچرا
 و دراندیشی کے باعث جب وہ فیائن امیر پاریسٹ کے دروازہ پر نمودار ہوا۔ تو مافوق کی طرف سے
 اس کو لافروغین ملے ہوئے۔ کہ کان بہرے ہوئے جلتے تھے۔ یہ برطانیہ کی شکر گنداری
 کی آواز تھی۔ جو ان کے سچے دل سے نکلی۔ اور جن میں ان کو ریشوں کے لئے جو اس محبوب
 وطن امیر نے ان کی بیتری کے لئے کیں۔ جتنی غیبی شکر گنداری شامل تھا۔

باب ۱۰۰ ازل آف الینگھم اور اسٹھریڈینا

یوم مذکور کے دوسرے دن سپر کے دو بجے کا وقت تھا۔ اور ازل آف الینگھم اور
 اسٹھریڈینا اپنے منیر کے پائین باغ میں سیر کر رہے تھے۔
 حسین بیرون کا بازو اس فیاض امیر کے بازو میں تھا۔ جس نے یکایک دنیا کی نظروں
 میں مزدوروں کا حامی بن کر مشہور حاصل کر لیا تھا۔
 آج اسٹھریڈینا کا حسن نگاہ تھا۔ اس کی شفاف زیتونی رنگت کے رخساروں پر سنی نزد
 تھی۔ اور اس وقت ازل کی زبان سے مزدوروں کی نکالیف اور پریشانیوں کا ذکر سن کر
 اس کے اپنے دل میں ان کے ساتھ جو مہر و محبت پیدا ہو چکی تھی۔ اس کا اثر اس کی خوشنما
 مورتی۔ سیاہ آنکھوں میں صاف نظر آتا تھا۔
 دونوں کے دل یکساں رحم اور مہر و دی سے معمور تھے۔ کل شام تک اسٹھریڈینا کی

حالت سے اس سے زیادہ آگاہی نہ تھی جتنی خاندانی مستندات کو کتابی تنسیخ کی بدولت ہوا کرتی ہے۔ مگر اول کی صاف اور صریح تصریح سے اسے معلوم ہو گیا۔ کہ محنت پیشہ جماعت کے افراد کی حالت کس حد پر خستہ و برباد ہے۔ کس طرح یہ لوگ حریف اور خود غرض سرمایہ داروں کے ستم کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ امداد کام جہاں نے اپنے ذمہ لیا۔ کس حد پر مبالغہ کو اول کی مضاحت۔ استدلال۔ اس کے پر استحوا لہجہ اور خلوص نیز اس جوش نے جس سے کام لیکر اس نے کل کی تقریر کی تہیہ۔ اس قدر ڈی ٹی ٹی کے دل پر گہرا اثر ڈالا۔ اب مکمل سے اول کے ساتھ بعض اس وجہ سے محبت تھی۔ کہ وہ اپنے اندر شرافت اور نجات کے جوہر رکھتا ہے۔ مگر اب یہ دیکھ کر کہ وہ اپنے طبقہ کی روایات کو ذرا گوشہ کے گوشہ پر رکھتا ہے۔ اس کا حامی اور ہر قسم کی سختی اور نا انصافی کا دشمن ہے۔ اس حینہ کے دل میں اس کی نسبت وہ جذبہ پیدا ہوا۔ جس سے اس کا پرستار بنادیا۔

یہی وجہ تھی۔ کہ آج اس کے رخساروں پر خوش کی سرخی نمودار تھی۔ اور اسی لئے اس کی خوشنما آنکھوں میں عقیدت کا نور دکھاتا تھا۔ وہ ہر لحظہ کو جہاں اس کے رہبر و مزدوروں کی حمایت میں کبہ رہتا تھا۔ بڑے شوق سے سنتی اور اسے اپنے سینہ میں جگہ دے رہی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ اس گفتگو نے زیادہ لطیف معاملات کا رخ اختیار کیا۔ اور جب وہ باغ کے ایک کونچ میں پہنچے۔ جہاں درختوں کی پری برکتیاں اور خوشنما چڑیوں کے چہچہ بہا کی آمد کا پیغام دے رہے تھے تو اول نے اس جذبہ محبت کا اثر اور شروع کر دیا۔ جو اس کے سینہ میں حسین بیہودن کے تعلق ایک عرصہ سے پیدا ہو چکا تھا۔

کہنے لگا یہ مس ڈی ٹی میں آپ کے سامنے بعض ان خشک سیاسی معاملات کا ذکر کرنے کو حاضر نہیں ہوا۔ بلکہ میری آمد کا مدعا کچھ امد تھا۔ میں آپ سے ایک ایسی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ جسے اگر شرف قبول حاصل ہو گیا۔ تو میں سمجھوں گا۔ میرے براہِ ماس دنیا میں کوئی خوش نصیب نہیں۔ اس قدر پیاری اس قدر۔ اول نے اپنی آواز دو بار اور اس حینہ کی خوشنما آنکھوں سے آنکھیں ملا کر کہاں میں بتا رہی تھی کہ سن کا پروانہ میں کرتا ہوں؟

امدہ! مانی لاؤڈ۔ اس قدر نے گہر کر آہستہ سے کہا۔ اس نے اپنی آنکھیں چمکائیں۔ اور اس کے رخساروں پر حیا کی سرخی پھیل گئی۔ آپ نے شاید اس سوال کے صوبہ پہلوؤں پر غور نہیں کیا۔ جو اس وقت آپ نے پیش کیا ہے؟

امیر موصوف نے کہا: میری جان میں ہے اس کے ہر سیلو کو اچھی طرح سونٹ لیا ہے اور مجھے اس کا ہر اقصین ہو چکا ہے۔ کہ میری راحت کا دار و مدار بتا دے جواب پر پہلے انہیں یہ بتاؤ۔ کیا تمہیں یہی وجہ سے محبت ہے؟ کیا تم مجھ سے شادی کرنے پر رضامند ہو؟ حسین یودن کے چہرہ پر اب تک جیسا کہ سرخ چٹائی ہوئی تھی۔ اور اس کی دھوپ کی آواز میں ہلکی سی کلکت پائی جاتی تھی۔ کہنے لگی: مائی لارڈ۔ اگر سوال میرے دل کا ہوتا۔ تو میں جواب دینے میں تامل نہ کرتی... بھلا میں تامل کیوں کر کر سکتی تھی؟ لیکن میرے لئے اس بات کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ کہ میں اس قوم کی دختر ہوں۔ جسے قابل نفرت اور حقیر سمجھا جاتا ہے اور آپ کی ملکہ امدقوی بردایات ہمارے اس لاپ کے خلاف ہیں۔ جسے بھالائے دیگر میں باعث فخر و عزت سمجھتی۔

ارل نے کہا: جان سے پیاری استحضار تم خوب جانتی ہو۔ میں ایسے فضول تصبات کا آدمی نہیں ہوں۔ اور تمہاری خاطر کوئی مفرد ترین کامجو بھی سٹوڈی شینا کی فرزند کی کا اعزاز قبول کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہے۔

استحضار کہنے لگی: مائی لارڈ مجھے معلوم ہے۔ آپ کا فیاض دل اعلیٰ اور پاک ترین جذبہ کا عزم ہے۔ آپ نیک۔ خیر اور پاک طینت ہیں۔ اور اس عورت کی طرح نفسی قابل و شک بھی جا سکتی ہے۔ جسے آپ کے نام میں حصہ لینے کا فخر حاصل ہو لیکن مائی لارڈ میں... ایک حقیر ناچیز یہودی عورت کی طرح اس عزت کے قابل نہیں ہوں۔ پھر اس نے اس حالت میں کہ آواز میں کلکت تھی۔ اور اسکی چٹائی زور سے وٹرک رہی تھی۔ مسد کا۔ جھلکا رکبہ کر کہا: نہیں مائی لارڈ۔ میں ہرگز اس اعزاز کے قابل نہیں ہوں۔

استحضار ارل آف ایٹلیئم نے بڑے پر جوش لہجہ میں کہا: میں اچھا کرتا ہوں۔ تم صاف طبع سے بتاؤ کیا میری درخواست قبول کرنے میں اتنی ہی رکاوٹ حائل ہے؟ کیا تمہارے اس تامل کا باعث فقط وہ فضول تصبات ہیں۔ جو بعض رنگ نظر لوگ تمہاری قوم کے متعلق اپنے دل میں رکھتے ہیں؟ اور محض اسی نے تم میری درخواست کا جواب ثبات میں دینے سے بچکائی ہو؟

بے شک ایک وجہ ہے... اور ایک اور بھی۔ حسین یودن نے دبی آواز سے رکھتے رکھتے کہا۔

ایک اور بھی بات۔۔۔ آہ! میں سوچ رہی تھی۔ فوجوان امیر کچھ لگا۔ قابلہ تھا! اشارہ اس بات کے طرف ہے کہ میری شادی لیڈی ہیٹ فیلڈ سے قرار پائی تھی۔ لیکن اسے حینہ۔ وہ متعلق عرصہ سے متعلق ہو گئی۔ اور اب بالکل موجود ہیں۔ پیاری اسٹھر جی! تو نہیں کہہ سکتا کہ مجھے جارجیا سے محبت نہ تھی۔ مگر اتنا عرصہ ہے۔ کہ اس کی اودہ بتاری محبت میں بہت فرق ہے۔ جارجیا سے میرے خیالی پر قابض تھی۔ تم روم پر حاوی ہو۔ اس کے ساتھ میری محبت پر جوش اور محبت آمیز تھی۔ مگر اب اسے سادہ مضبوط اور نازک ہے۔ اس کے حسن سے محو ہو کر میں اب کسی کی حالت میں اس کا امیر عشق ہو چکا تھا۔ اس سے بھی میری محبت فطری تھی۔ مگر اس محبت میں وہ حضور صلیت موجود نہ تھیں۔ جو اسے مضبوط اور مستقر بناتی ہیں۔ مگر اب اسٹھر بتاری جیاداری اور ہتھارے فرشتہ نما حسن۔ بہتاری لٹنا و لطیف۔ شرافت اور دلکشی میرے جذبہ محبت میں مراومت کی روح پر نازک دکھائی دے۔ اور اب اس میں کوئی تخفیف یا تبدیلی ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ بعض حالات جن کو میں ذکر نہیں کر سکتا۔ ایسے پیش آئے۔ جن کی وجہ سے لیڈی ہیٹ فیلڈ کے متعلق میرے خیالات میں تبدیلیاں پیدا ہو گئی۔ اب میرے ایک بہن کی طرح منہ سمجھتا ہوں۔ اور میری اس کے ساتھ اسی حیثیت سے محبت ہے۔ لیکن پھر اسٹھر اگر تم مجھ سے محبت کرنے کا اقرار کرو۔ تو میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں ہر وقت ہتھارے کے لئے گوشاں ہوں گا۔ اگر اس پر بھی تمہیں ان نصیحت کی وجہ سے تامل ہو۔ جن کا تم نے ابھی ذکر کیا تھا۔ تو میں تمہارے ساتھ کسی دلفریب کچھ تنہائی میں باقی زندگی بسر کروں گا جہاں ہم ایک دوسرے پر شمار ہوتے رہیں۔ میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہتھاری راحت کو قائم رکھنا۔ یا اس فرض کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہو گا۔ جو میں نے انگلستان کی مزدور پیشہ جماعت کے متعلق جن سے مجھے گہری سہمہ روی ہے۔ اپنے ذمہ لیا ہے۔

آہ! مائی لارڈ۔ اسٹھر نے شیر معمول خوشی کے بعد میں دہلی زبان سے کہا: آخر کیا ہو رہا ہے کہ آپ کو عجیب و غریب چیز سے اتنی گہری محبت پیدا ہو گئی۔ میں ایک یہودی عورت کو کہہ کر اپنے دل کو اس بات کا یقین دلاؤں۔ کہ یہ حقیقت میں انگلستان کے ایک نامور امیر کی دہلی بننے کے قابل ہوں؟

کیا تم میری دہلی بننا منظور کرتی ہو؟ فوجوان امیر نے خوش ہو کر کہا۔ اور اس کے بعد اپنے سوال کا جواب اس کی خوشنما نگاہوں میں دیکھ کر اس نے اسے اپنے بازوؤں

میں نے یہاں پہنچنے سے لگا لگا مارا اور اس کے لب لعل پر بوسہ دیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کسی
عافی انسان نے شخص کے والد کے سوا اس کے بہن کو چھوا۔

چند منٹ کا مل خاموشی رہی۔ دونوں نکوت کی حالت میں تھے۔ لیکن نگاہیں پکڑا
پاک محبت کا اقرار کر رہی تھیں۔

ایک ایک ان کے کانوں میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ پیچھے سر کر دیکھا تو
مسلم ہوا۔ مشرڈی ٹھٹھا دھڑکنے لگی۔ پتھر کی پتھر آہستہ آہستہ اس طرف کو آ رہا ہے۔

ارل آف ایگلیم نے استحقاق کا لقب اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور یہودی کی طرف بڑھتا
جوانے استقلال آمیز روانہ ہو گیا۔ مشرڈی ٹھٹھا خوشی کی بات ہے۔ اس وقت آپ

یہاں تشریف لے آئے۔ مجھے آپ سے ایک بہت بڑی رعایت کا طلب کیا جوتا تھا۔ اور کچھ
ہوئے اس نے اس حین دلچسپی کی طرف دیکھ کر اس کے پہلو میں جلد سے سر جھکا کر کبھی بھی

مشرڈی ٹھٹھا لے سکا کہ اگر کبھی آرتھر میں مٹا۔ اصطلاح سمجھ گیا لیکن میرے خیال
میں سارا سارا دم دونوں میں پیٹے ہی ملے ہو چکا ہے۔ یہ کچھ ہوئے اس نے شوقی سے اپنی

بیٹی کی طرف دیکھا۔
ارل کہنے لگا۔ پنجاب سڈی ٹھٹھا نے مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ اور مجھے

امید نہیں کہ آپ انکا کچھ راجی راحت میں مانگ آئیں گے۔
انکا مشرڈی ٹھٹھا نے چہرہ زور ہو کر کہا۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں خوشی اور

شکر کے آشوبہ زور تھے۔ دوسری اطمینان رکھو میرے انکا کا مطلق اندیشہ نہیں رہا ہے۔
عزت زور تھوڑی جو انگریزوں کی بہترین صفات رکھنے والے شخص جو تھوڑے سوا میں اپنے

اس جوہرے پاک اور کس کے حوالہ کر سکتا ہوں۔ آرتھر میں اپنی بیٹی تھوڑے حوالہ کرتا ہوں۔
خدا تم دونوں کو خوش رکھے۔

اتنا کہ اگر عمر رسیدہ یہودی اول اول کا شخص سے بلیکس ہوا۔ اور ان تینوں کی خوشی کا
بیجا۔ لبریز ہو گیا۔

دن کا باقی حصہ ارل آف ایگلیم نے فحشہ بیٹھ میں بسر کیا۔ اور آخرات کے گیارہ بجے
تھے۔ جب وہ اپنے مکان کے دروازہ پر کھڑی سے اترا۔

اس سے دوسرے دن ملی البیان کلیرنس دلیرن امیر موصوف سے ملنے کو حاضر ہوا

اول اس شخص سے بڑے چٹاک کے ساتھ ملا۔ اور اس ملاقات کی ضرورت اور کیفیت بیان کرنا شروع کی۔

آخر نے کہا: مشر و لیزر اس ریفرنڈم کے ساتھ جہاں سے آپ اچھی طرح واقف تھے مجھے معلوم ہے زیادہ مہم دہی تھی۔ میں سروسٹ اس مہم دہی کی وجہ پر بحث کرنا نہیں چاہتا لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ کے پاس ایک چٹھی اس قسم کی ہے۔ جو اس ریفرنڈم کے کچھ آپ کے حوالہ کی تھی۔ حالات چاہتے ہیں کہ وہ چٹھی آپ میرے سپرد کر دیں۔

ولیزر نے کہا: آپ ایک مرد شریف ہیں۔ اور اس لئے مجھے وہ چٹھی آپ کے حوالہ کرنے سے انکار نہیں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے پاکٹ بک سے نکال کر وہ چٹھی اول کے ہاتھ میں دیدی اور لہجے لگاتے لگاتے مشر و لیزر آپ کی طرف سے یہ اظہار اعتماد دیکھ کر میں شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن اگر آپ کو مزید اطمینان درکار ہو۔ تو میں ایک رقم اس ریفرنڈم کی طرف سے دے سکتا ہوں۔ جس میں آپ کو کتاب ہے۔ کہ وہ خط میرے حوالہ کر دیا جائے۔

کلیرنس نے جواب دیا: مائی لارڈ اس کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مجھے آپ کے نقطوں پر زیادہ ہی شبہ نہیں ہے۔ اتنا کہ اگر وہ رخصت ہونے کے لئے اٹھا۔

اول کے دل پر ولیزر کی شرافت اور کشادہ دلی کا بہت اثر ہوا۔ اور وہ کچھ گنگا بہرائی سے ایک منٹ بیٹھ کر بیٹھے۔ جن اصحاب کو اس ریفرنڈم سے مہم دہی تھی۔ خصوصاً شخص جو اس نزدیک اس وجہ قابل اعتماد تھا کہ اس نے اس قسم کا خط اس کے حوالہ کیا۔ وہ بہر حال میری دوستی کا مستحق ہے۔ اس لئے مشر و لیزر میں بروقت آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ مجھے یقین ہے اس اطمینان کے بعد آپ سمجھیں گے کہ میں اگر آپ کے مشق کو نئی بات مداخلت کروں۔ تو وہ محض بے اعتباری کے لئے نہ ہوگی۔ کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میں؟

ولیزر نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔

اول کہنے لگا: خدا کا نام اس وقت آپ کو ۹۰ یا ۱۰۰ پونڈ سالانہ خزانہ ملتی ہے۔ یہ بات مجھے اس ریفرنڈم کے جانی نہیں۔ اور میں نے انہیں غرض نہیں کیا۔ اس لئے یہ بھی کہا جا۔ کہ میں ہتیار می امداد کے لئے کو شش کش کروں۔ اور میں اس وعدہ کو رد کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن معلوم ہوا کہ حال میں آپ کی شادی ہوئی ہے۔ اور آپ دلہن سمیت مضافات کو چلے گئے ہیں۔ اس لئے

بعد ازل نے سکر اگر مسئلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا میں میرے دوست فوسے یا سر پوٹر سالانہ کی رقم شادی کے بعد آپ کی با آسائش زندگی کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ اور ملک کی موجودہ سیاسی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں ابکاروں سے کسی رعایت کا طلبگار ہونا بھی نہیں چاہتا ہوں میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ جس پر آپ بوقت فرصت غور کر سکتے ہیں۔ مجھے اپنے لئے ایک پرائیویٹ سکرٹری کی ضرورت ہے۔ یہ عہدہ میں آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ تنخواہ چار سو پونڈ سالانہ اور سکونت کے لئے ایک ہاؤس ہو گا۔ یہ مکان میرا اپنا اور بچپن میں ایک خوشنما مقام پر واقع ہے۔ اس کے علاوہ میں تین سو پونڈ پیشگی آپ کو اس مکان کی دوستی اور آراستگی کے لئے دے سکتا ہوں۔

کلیرنس ولیرز اس غیر معمولی فیاضی کے اظہار سے حیرت زدہ ہو گیا۔ اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ اور وہ دیر تک ارل کے چہرہ کو دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں عجیبی شکرگزار سی اندھ ترغیف کا جذبہ نمودار تھا۔

ارل ذرا خاموشی کے بعد کہنے لگا۔ میں جانتا ہوں۔ لوگ سرکاری ملازمت کو خفیہ کی خدمت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں۔ وہ دائمی ہے۔ اور اس میں ترقی کا امکان ہے۔ اس بارہ میں آپ کا اطمینان کرانے کے لئے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں جو ملازمت آپ کو پیش کرتا ہوں وہ بھی غیر یقینی نہیں۔ خواہ میری موجودہ سیاسی مصروفیتیں قائم رہیں۔ یا نہ رہیں۔ بہر حال آپ کی خبر گیری میرا فرض ہو گا۔

کلیرنس کی طاقت گویا اب پھر عود کر آئی تھی۔ کہنے لگا۔ مائی لارڈ میں آپ کی فیاضانہ تجویز کو شکریہ کے ساتھ منفقہ کرتا ہوں۔ میری طرف سے بروقت یہ کوشش ہوتی رہے گی۔ کہ آپ کی خدمت بڑی تنہا سے کر دوں۔

ارل بٹھکا۔ تو میں یہ سمجھوں کہ آپ اس کام کو شروع کر لے کے لئے آمادہ ہیں؟ بچھے میں اپنے وکیل کے نام ایک رفقہ لکھ کر آپ کے حوالہ کئے دیتا ہوں۔ وہ آپ کو براہ سپین دلے مکان کی کنجیاں دے دیگا۔

یہ لکھ کر ارل کہنے کی سیر کے قریب بیٹھ گیا۔ اور اس نے ایک چٹھی اپنے وکیل کے نام لکھی اس کے علاوہ اس نے ایک تین سو پونڈ کا چیک بھی لکھا۔ اندھے مدفون چیزیں۔ کلیرنس ولیرز کے حوالہ کر دیں۔ جس وقت وہ رخصت ہوا۔ تو اس کے سینہ میں اس نیک دل فیاض امیر

کے متعلق شکر گزاری اور ترفیع کے گہرے جذبات موجود تھے۔

کسی خوشخبری کو اپنے عزیزوں کے کان تک پہنچانا کتنا خوشگوار کام ہوتا ہے! اس شخص کی خوشی کا اندازہ کرنا دشوار نہیں۔ جو اپنے گھر جا کر اپنی محبت اور شائق بیوی کو اس قسم کی خوشخبری سنائے۔ کہ جان من جس سکرامٹ سے تم نے میرا استقبال کیا۔ وہ ان خبروں سے جو میں بتا دے لایا ہوں۔ ان خوشگوار لبوں سے درد نہ ہوگی۔ کیونکہ خدا ہم پر مہربان ہے۔ اور خوشی اور اقبال کے دواڑے کھل گئے ہیں۔ ہم دفعتاً قمر انکس سے نکل کر درجہ قبول پر پہنچ گئے ہیں۔ اور ہم پر ایک ایسا شخص مہربان ہے۔ جو اس وقت تک ہمارا سا جہنم چوڑھنگا جب تک ہم عزت اور سستی کی راہ پر نکلم رہیں۔

اپنے با محبت عزیزوں کو اس قسم کی اطلاع دینا ناجائز بل بیان خوشی کا موجب ہوتا جو یہی خوشی اس وقت کلیرنس دلیز کو حاصل ہوئی۔ جب اس نے یہ خبر اپنی جین بیوی کے کانوں تک پہنچائی۔

ارل آف الینگیم جیسے مرد شریف کے ہاتھ میں آئی ہوئی دولت اس آب حیات کی طرح ہے جو کسی فیاض طبیب کے اختیار میں ہو۔ اور وہ اسے لوگوں میں صحت نصیب کرے۔ دنیا میں نیکی کا در حقیقت یہی انسانی کی ایک اہول عشرت ہے۔ اور اس سے اتنی بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے کہ دنیا بھر کے زردجاہر کو صرف کہہ ہی حاصل نہیں ہو سکتی۔

خدا فرض اللہ شکیر امرائے دائرہ میں ارل آف الینگیم کی ذات فیاضی۔ مردانگی اور اخلاق کی ڈراماں کے طور پر روشن ستارے کی طرح چمکتی ہے۔ اس کے اندر وہ جو ہر جود ہیں۔ جو انگلستان کے ہر ایک بچے فرزند میں ہونے چاہئیں۔ تعلیم۔ خوشخبری اور وسیع الشراعی کے اعتبار سے وہ ایک مکمل انگریز تھا۔ وہ ان تنگ ظرف کوہ نظر شخصوں میں سے نہیں تھا۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ دولت اور تکبر ہی امارت کی جان ہیں۔ اور جن کے خیالات اس قطع اراضی کی طرح محدود ہیں۔ جو ان کی ملک ہے۔ یہ تعصب شخص کا تعلق کسی قوم سے ہو۔ وہ ایک قابل نفرت ہستی ہے۔ ایسے لوگ ہمارے اپنے ملک میں بھی موجود ہیں۔ جو غیب قوموں کے ساتھ عیوب حتیٰ کہ کوٹ لڑیں۔ اور بیوی کی گون کے فیشن تک کی تقلید کرتے ہیں۔ مگر ان کی صفات حسنہ کی طرف نہیں جاتے۔ وہ اپنی روایات پر اٹھا دیکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ ہماری اپنی ذات میں بھی کوئی خوبی موجود ہے۔ یا نہیں۔ اپنی تنگ نظری کی بدولت وہ اس

بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کہ ہمسایہ اقوام کس درجہ ترقی کر چکی ہیں۔ رنڈر انس جی کو دیکھو۔ اس کے باشندے کتنے شریف اور کیسے عالی صفات ہیں۔ پس لازم ہے۔ کہ ہم اپنی کمزوریوں کو دیکھ کر انہیں رنچ کرنے کی کوشش کریں۔ نہ یہ کہ اپنی روایات کے بھروسے پر صرف اظہارِ بغتہ و کبر ہی کو فرض نہیں سمجھیں۔

مگر ہم ازل آف الیکگیم کا ذکر کر رہے تھے۔
کلیئرٹن دلیورز کے ساتھ ملاقات کر کے وہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ گھر پر ہی تھے۔ چنانچہ خادمہ نے ازل کو اس نشستِ مجاہد میں پہنچایا۔ جیسا کہ وہ چاہتے تھے۔

اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ ازل کو جارجیانا سے مل کر وہ خوشی محسوس نہ ہوئی۔ جو پیشتر ہوا کرتی تھی۔ جب وہ اس سے ایک حقیقی بہن کی طرح محبت کرتا تھا۔ کارلٹن موس کا واقعہ اسے خواب پریشان کی طرح ستا رہا تھا۔ اور اس واقعہ جب اس نے جارجیانا کی پرسکون اور دلغریب صورت کو دیکھا۔ تو اس خیال نے اسے بہت غمزہ کر دیا۔ کہ اس اطمینان کی تہ میں یقیناً وہ جو شش اضطراب موجود ہو گا۔ جو اس عورت کے سینہ میں پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ بتے جس نے کسی غیر سے ناجائز تعلق پیدا کرنے پر رضامندی ظاہر کی ہو۔

لیکن اس ارادہ سے کام لیکر جو وہ پیشتر کر چکا تھا۔ اس نے اپنے خیالات کو چھپانے رکھا۔ اور اگرچہ عاداتِ ظاہر و باطن میں اختلاف رکھنے کے نامبارک کام میں مبادرت نہ کرنے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ظاہر و باطن پر قرار دیکھنے کے ناقابلِ سمجھتا تھا۔ تاہم اس نے غیر معمولی کوشش سے کام لے کر لیڈی ہیٹ فیلڈ کے ساتھ اس آغاز سے گفتگو شروع کی۔ گویا وہ اس کے متعلق اپنے دل میں کوئی برا خیال نہیں رکھتا۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ کے اقبالِ میٹھ کر کہنے لگا۔ نیچے تھم سے دو اہم معاملات کا ذکر کر رہے ہیں۔ پہلے کا تعلق ایک نامزدک سدا سے ہے۔ اور ہم اس کو جلد تو ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ مختصر یہ کہ میں آج صبح مشورہ سے ملا تھا۔ اور اس نے مجھے چھ ماغذو یا ہے۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے وہ چھٹی شوق سے ازل کے ہاتھ سے لے لی۔ اور جلد جلد اس کا سامانِ صنون پڑھ ڈالا۔ خط پڑھ کر اس کے چہرہ کی رنگت زندہ ہو گئی۔ اور خاموشی پر آنسو بہنے لگے۔ اس نے آواز دبا کر کہا۔ الہی! وہ عورت اعدا... میرا بچہ! اے۔ وہ دونوں

دستے عثمان ہو گئے کہ ... فائدہ کشی کر رہے تھے! ...
پھر ایک ایک رک کردہ صوفہ پر پیچھے کی طرف چبک لگائی۔ اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے
چھپا لیا۔ اور دیر تک زلزلہ دار روئی رہا۔

ارل نے اسے روکنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ سمجھتا تھا۔ کہ ان جذبات کا تعلق بد نصیب عورت
کی زانیہ حالت سے ہے۔ اس کی حالت صمدیہ قابلِ رحم تھی۔ اسے روتا دیکھ کر ارل نے دل
میں کیا۔ بہر حال اس کا دل نہ تھا جس امداد بہت نرم ہے۔

آخر جا رہا نہ تھے ہی اس دہر حوش کو ڈر کہنے لگی: کچھ شک نہیں۔ یہ پہلو بھی بچہ ہے
اور اب وہ اپنے باپ کے پاس رہتا ہے۔ خدا سے برکت و سبک۔

ارل آف الینگٹم نے کہا: بہن اعلیٰ ن رکبو۔ وہ اس شخص کے پاس ہے۔ جس کا سلوک اس
کے ساتھ ہمیشہ عنایت آمیز ہو گا۔ اگرچہ اسے چند مفتوں سے پیشتر یہ معلوم نہ ہو سکیگا۔ کہ یہ
ارل کا حقیقت میں کون ہے۔ رہا دوسرا معاملہ اس کی نسبت یہ کہ میں نے تمہارے مشورہ
پر عمل کیا ہے اود۔۔۔

آداب استھری ڈی ڈینا کوٹس آف الینگٹم کا رتبہ حاصل کرے گی؟ لیڈی امیٹ فیلڈ
نے ہلکی پرورد آواز میں کہا۔

ارل کہنے لگا: ہاں آنحضرت مجھ سے شادی کرنا منظور کر لیا ہے۔ امد اس
کے والد نے بھی ہمارے نکاح کی اجازت دیدی ہے۔

جادو جیاد چند منٹ تک خاموش رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ وہ ان دردناک جذبات کے
خلاف زبردوار جہد کر رہی ہے۔ جو اس کے سینہ میں پیدا ہو رہے تھے۔

آخر ان جذبات کے پہلو کو روکنے کے نا قابلِ ثابت ہو کر اس نے بھر پور آواز
سے کہا: آر تھر۔ میں یہ خبر سن کر سمیت خوش ہوئی ہوں۔ بچے یقین ہے اس کی محبت میں جس

کے متعلق مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ ایک نیک طینت اور شریف خاں ہے تم ہر طرح خواہ
رہو گے میں تمہیں امد صوفہ کو بھی مبارکباد دیتی ہوں۔ بیانی تم ساری دنیاوی راحتوں کے

مستحق ہو امد وہ جس نے تمہاری دہن بننا ہے تمہاری عزت پر مبنی فخر کسے بجا ہے۔ یہ
الفاظ جادو جیاد نے برکت کہے۔ ہاں آر تھر تمہارے حضرات۔ تمہاری قابلیت تمہاری

فیاضی مقررہادی شرافت۔۔۔

وہ اس سے زیادہ نہ کہہ سکی۔ اہ یہ سوچ کر کہ وہ جوان تمام صفات کا مخزن ہے۔ کبھی پہل
ہو سکتا تھا۔ زارنار روئے لگی۔

اگر تھوڑے دل پر اس کا گہرا اثر ہوا۔ اسے الیاد و ناک نظارہ پیش آنے کی امید
نہ تھی۔

سوچتا تھا۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ وہ عہدت جس نے جذبات مغلی سے مجبور ہو کر یا ظاہری
منرد کی چکاچند سے بہل کر ایک گروے دل امیر کی داشتہ بننا منظور کیا۔ پسند کر کہ
جسکی شادی کبھی مجب سے ہونے والی تھی۔ اب میرے مشورہ سے ایک اور کے ساتھ شادی ہو
آمانہ ہے۔ ایسے قابلہ قدر جذبات کا اظہار کر سکتی ہے؟ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ وہ اب تک مجب سے
عہدت کرتی ہے۔ اور اس کی اپنی فیاضانہ طبیعت نے مجھے اس شادی کا مشورہ اس خیال
سے دیا۔ کہ میری راحت اسی میں ہے۔ اور ایسا کرتے ہوئے اس نے ان تمام نازک احساسات
کو اپنے سینہ میں کھپل دیا۔ جن کا ایسے موقع پر پیدا ہونا یقینی تھا۔ ایک بار اس نے سوچا کہ جہت
نے مجھے جو مشورہ دیا۔ وہ یقیناً بہترین احساسات پر مبنی تھا۔ لیکن سنا کار لیں جو بس کے
تظارہ نے پھر ایسے مثبت بنا دیا۔ ایک طرف اس کے دل میں ان خیالات کا غلبہ تھا۔ جو
اس نے آج تک اس حسینہ کی نسبت قائم کئے تھے۔ دوسری طرف وہ یہ سوچا کہ

چہرے میں جلد کہ جس کا ظاہر آئنا شریف اور نجیب ہے۔ وہ باطن میں اتنا زویل اور حقیر
کینز کر ہو سکتی ہے۔ کہ ایک عیش پسند امیر کی درخواست پر ایک ہی گھنٹہ کے اندر اس کی
داشتہ بننے پر آمادہ ہو جائے۔

مگر جارجیا نہ کو ان خیالات کا جواز تھوڑے سینہ میں تلاطم پیدا کر رہے تھے۔ بالکل علم نہ
تھا۔ اس نے اسے مشکور اور پریشان دیکھا۔ تو محض یہ سمجھا۔ کہ وہ سابق وعدوں اور میرے ساتھ
اپنے اقرار محبت کو سوچ کر مضطرب ہو رہا ہے۔

دردناک بوجہ میں کہنے لگی تیرا تھوڑا... پیارے آرتھر میری نسبت کسی خیال کو اپنی راحت
میں حاصل نہ ہونے دو۔ میرے دل میں تنہا رہی بہتری اور خوشحالی کی اتنی زبردست خواہش
ہے۔ کہ تم شاید اس کا مجھ کو اندازہ کبھی نہ کر سکو گے۔ یہ الفاظ اس نے بڑے زوردار لہجہ میں کہے
لیکن میں آج ایک کمزور دل عہدت ہوں۔ اور اس لئے اگر اپنے جذبات پر قاعدہ آسکوں۔
تو قابل ساقی کبھی جا سکتی ہوں۔ میں خوش ہو رہا تنہا رہی شادی مغرب ایک نیک نواز۔

خاتون سے جو بیواں ہے۔ جو تمہاری محبت کی ہر طرح محتاج ہے لیکن اپنے افسوس! باوجود بڑی کوشش کے میری تکلیف وہ یاد خیالات کو ان خوشگوار یام کی طرف لے جاتی ہے جب صرف چند ماہ پیشتر میری امیدیں بلند اور میری راحت کے نظارے دلفریب تھے لیکن اس نے جلوی سے کہاں ہمارے لئے اس تلخ یاد پر بحث کرنا فضول ہے۔ آخر میں پھر ایک بار تم سے اس کمزوری کے اظہار پر معافی کی خواستگار ہوں۔ خدا ہمیں برکت دے اور دنیا کی بہترین راحتیں تمہارے شامل حال رہیں۔

آنا کہہ کر لیڈی ہیٹ فیلڈ جلد جلد قدم اٹھاتی کرو سے باہر چلی گئی۔ ادا ایل آف الینگٹن بھی اس واقعہ سے بہت پریشان اور مضطرب دلوں سے رخصت ہوا۔

جس وقت وہ گاڑی پر سوار اپنے مکان واقعہ پالمال کی طرف جا رہا تھا۔ تو اس نے اپنے دل سے کہا: اگر واقعہ میں اسے جاہ جانا تو اس عیاش اسیر کی داشتہ بننے پر آمادگی کر چکی ہے۔ تو یاد رکھ، تو ایک نہایت نیاض۔ راحم اور شریف دل کی پاکباز دی کو جو... سوائے میری استحر کے... شاید نہ اور کسی عورت کے حصہ میں آئی ہوگی۔ فرمان کر ہی ہے خدا تجھے راہ بدرجی پر چلنے کی توفیق دے!

حبشی کا عجیب و غریب واقعہ

باب ۱۰۱

جس روز ارل آف الینگٹن کی لیڈی ہیٹ فیلڈ سے وہ رنجیدہ ملاقات ہوئی۔ جس کا ذکر سطور بالا میں کیا گیا ہے۔ اسی کی رات کو ونچے کے قریب سما جا پر اسرار حبشی ایک سادہ اور بنایت اور نہ قسم کا لباس پہنے پالمال دسٹ سے گزرا۔ وہ چلتے چلتے چند منٹ کے لئے ارل آف الینگٹن کے عظیم الشان مکان کے سامنے رک گیا۔

ہتوڑی دیر وہ اس کی کھڑکیوں کو حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ پھر کچھ بڑبڑا کر اس نے ایک آہ سر و کھینچی اور آگے کو چل دیا۔

عین اس وقت اس بازار سے دو شریف مرد ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے گزر رہے تھے ان کی نگاہ اتفاقہ طور پر اس حبشی پر پڑ گئی۔ ارمان میں سے ایک اس کا چہرہ لب کی روشنی میں دیکھ کر دوسرے سے کہنے لگا: چو کہ امیرا علی کو ایک حبشی کو ملازمت میں لینے کی دھن

سامنے ہے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ ہم اس شخص کو ان کے سامنے پیش کریں۔ آدمی شکلیں اور وجہ نظر ہوتا ہے۔

دوسرے نے اس کے جواب میں کہا: دوست دارن تم اس اخذ سے باتیں کرتے ہو۔ گویا ہر شخص تمہارے امیر اعلیٰ کا غلام ہے۔ بھلا یہ کیڑا کرم معلوم ہوا۔ کہ یہ شخص ملازمت کی تلاش میں ہے۔ اور اگر ہو بھی تو یہ کب لازم آتا ہے۔ کہ وہ تمہارے کچھ پر ملازمت منظور کر لے گا؟

سرفیلپ دارن نے کہا: ہیرلڈ جیسے یہ شخص صرف بیکار اور ملازمت کی تلاش میں نظر آتا ہے۔ تم دیکھ سکتے ہو۔ وہ اس طرح آوارہ پھر رہا ہے۔ گویا کوئی مدعا نے خاص درجہ میں نہیں۔ کپڑے معمولی ہیں۔ اور شکل و صورت سے بھی بیکار ملازم معلوم ہوتا ہے۔

سرفیلڈ ہیرلڈ نے جواب دہ دوست کی طرح امیر اعلیٰ کے مصاحبوں میں سے ایک بنا۔ آج بھی سے کہا: دوست دارن تمہارا خیال یقیناً غلط ہے۔ میری رائے میں یہ شخص اتنا ذلیل نہیں۔ جتنا شکل و صورت سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کے سادہ اور معمولی لباس کے نیچے جو ہر شرافت چھپا ہوا نظر آتا ہے۔

آدہ ادا اس سرفیلپ دارن نے لاپرواہی سے کہا: ہیرلڈ تم ان باتوں کو میری طرح نہیں سمجھ سکتے۔ بہر حال دیانت کرنے میں کیا حرج ہے۔ امیر اعلیٰ کی فرمائش پوری کرنا میرا فرض ہے۔ ہمیں معلوم ہے۔ آج سہ پہر کو جب سے انہوں نے اپنے فرانسیسی دوست کے حشی لازم کو دیکھا ہے۔ وہ اپنے لئے بھی کسی عیشی کا تلاش میں ہیں۔

سرفیلڈ ہیرلڈ لولا جیسے تمہاری مرضی ہو۔ لیکن میں نہیں چاہتا۔ کسی موشریف کو ملازمت کی شہر یک کر کے اس کی توہین کروں۔ جس سے ممکن ہے۔ مارٹن تک نوبت پہنچے میں چلنا ہوں۔ تم جو گفتگو چاہتے ہو کرو۔

یہ باتیں امیر اعلیٰ کے دونوں مصاحبوں میں ہوئیں۔ اگرچہ نہایت دبی آواز سے کی گئی تھیں۔ اور مدعا یہ تھا۔ کہ ان کا ایک لفظ بھی حشی کے کانوں تک نہ پہنچے تاہم اس نے یہ گفتگو ادا لے سے آخر تک سن لی۔ پھر یہی وہ لاپرواہی سے چلا رہا۔ اداس کے اخذ سے یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ ان دونوں کے پیچھے پیچھے آنے سے بالکل بے خبر ہے۔ بیان تک کہ جب سرفیلڈ ہیرلڈ کے چلے جانے پر سرفیلپ دارن نے اسے مخاطب کرنے کے لئے

شاط پر چڑھ کر۔ تو اس نے اظہار تعجب کرتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا۔
سرفلپ اس امانت سے گویا وہ کسی معمولی حیثیت کے شخص سے ٹھکڑا کر رہا ہو۔ کہنے لگتا تھا
ستائیس سو نم سے گھٹا کیا چاہتا ہوں۔

جیسی نے کہا: بہت اچھا خیال ہے اور اس کے ساتھ چلایں گے ادب سے اپنی لڑکی کو چہرہ اس
ایسا امانت اختیار کر لیا۔ گویا وہ کوئی معمولی حیثیت کا آدمی تھا۔

سرفلپ نے خوش ہو کر ہاتھ ملتے ہوئے اڑھائی گنا میرا یہی خیال تھا۔ اعد میں خوش ہوں
کہ وہ درست ثابت ہوا۔ پھر اس لپ کی بدکشی میں جو ایک مکان کے دروازہ پر لگا ہوا تھا۔
جیسی کی صورت کو سر سے پاؤں تک غور سے دیکھ کر اس نے کہا: میری رائے میں تم ملازم
کی تلاش میں ہو؟

جیسی نے جو معاملہ کی نہ تکسپینا چاہتا تھا۔ محض اس واقعہ کے اسرار سے لطف حاصل
کرنے کے لئے کہا: جی ہاں میری خواہش کوئی اچھی سی ملازمت حاصل کرنے کی ہے۔ جہاں میں
پہلے کام کرتا تھا۔ اس جگہ کی سند خوشنودی آپ کو دکھائی دے گی۔

محبت خوب۔ سرفلپ دلدن نے اس خیال سے اور زیادہ خوش ہو کر کہا۔ کہ اب مجھے اپنے
دوست سر رنڈولف میرلی کو بھر مندہ کرنے کا موقع ملے گا۔ میں تمہیں امیر لکھنے کے ہاں لکھ
دلا چاہتا ہوں۔ تم آمادہ ہو؟

جیسی جو دل میں ان دفتات پر جس کے لئے محض ایک نقل کا درجہ رکھتے تھے۔ خوش ہو
رہا تھا۔ کہنے لگتا تھا: تو اتنی خوشی کی بات ہے۔ کہ جیسے میں نامکمل اہل سچتا ہوں۔

سرفلپ نے کہا: اس میں کوئی بات ناممکن نہیں۔ معاملہ کا سلسلہ دار و عارضہ ہے۔ مگر
سیرا اٹلیان ہو گیا۔ تو ملازمت مل جاتا یقینی ہے۔ لیکن یہاں پہلے بانڈ میں اس قسم کی گفتگو کرنا
غیر موزون ہو گا۔ اس لئے تم میرے پیچھے پیچھے عمل کی طرف آ جاؤ۔

اتنا کہ بیکر مصاحب اسے کارٹن ہوس کی طرف لے چلا۔ اور جیسی مودبانہ طریقہ پر
اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ وہ دل سے کہہ رہا تھا: معلوم نہیں۔ میں نے کس لئے اس
واقعہ کو اختتام تک دیکھنا منظور کیا۔ محض فوری خیالات کا اثر ہے اس طرف چلنے پر اسکا
رہا ہے۔ اس کے علاوہ مجھے ایک گنبد کی فرصت ہے۔ سمجھوں گا۔ یہ بھی تفریح کا
ذریعہ ہے۔

وہ مناسب فاصلہ پر چلتا ہوا۔ سرفیلپ دارن کے پیچھے چلے۔ اسراٹلے کے مکان تک گیا دونوں راستہ میں بالکل خاموش رہے۔ نسل کے اندر فی حصہ میں پینچکر جہاں سے سرفیلپ دارن کے کمرہ کو راستہ جاتا تھا۔ دونوں رک گئے۔ سرفیلپ کے ملازم خاص نے چوکیدہ نشست پر بیٹھا اونگہ مارتا تھا۔ چونکہ کرائٹھیں کہولیں۔ اور اپنے آقا کے قریب آکر کہا گزشتہ نصف گھنٹہ میں حضور و شہزاد آپ کو یاد کیا ہے۔ معلوم نہیں آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔

سرفیلپ نے کہا: اگر گری میں ابھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ تم اتنے یہ پہلوں کی نوکری میری بہن لیدی مائٹس کے ہاں بیٹھا دو۔ ان کے ہاں آج دعوت ہے۔ کہنا یہ تھا یوے میں نے امیر اٹلی کی عنایت خاص سے بھیجے ہیں۔

نوکر بہت اچانک کمرہ پر دروازہ ہی اس کام پر روانہ ہو گیا۔ اب سرفیلپ دارن نے حبشی کی طرف منہ کر کہا: تم نے دیکھ لیا۔ مجھے سر دوست کتنی مصروفیت ہے۔ پس تم بیٹھ کر میری داپسی کا انتظار کرو۔ میں جلد ہی ہی واپس آنے کی کوشش کروں گا۔ بہر حال تم نے میرے آنے سے پہلے یہاں سے نہ جانا۔ یہ حکم دیکر سرفیلپ دارن اندرونی کمروں میں اس غرض سے داخل ہوا کہ امیر اٹلی کے حضور میں جلنے سے پہلے اپنے لباس میں مناسب اصلاح و تزئین کرے۔ تھوڑی دیر میں باہر نکلا۔ تو اس نے ادھی برجس اور لمبی ریشی جرابیں پہنی ہوئی تھیں۔ پاس سے گزرتے وقت وہ حبشی کو پھر تاکید کر گیا۔ کہ میری داپسی کا ضرور انتظار کرنا۔ حبشی نے بھی اس کا اقرار کیا۔

تنبارہ جانے پر حبشی اس بات کو فراموش کر کے کہ میں کہاں ہوں۔ دیر تک اپنے خیالات میں غور و فکر میں آخر وہ چونک کر اٹھا۔ گھڑی نکال کر دیکھی۔ تو معلوم ہوا کہ صاحب کو گئے نصف گھنٹہ ہو گیا۔ وہ اس طویل انتظار سے عاجز آ چکا تھا۔ لیکن سالو کی جدت اور دریافت کئی فطری خواہش کے زیر اس نے کچھ عرصہ اور انتظار کرنا مناسب سمجھا۔ نیز چونکہ ایک اخبار پڑا تھا۔ وہ اسے دیکھنے لگا۔ مگر جب نصف گھنٹہ اور گزر گیا۔ اور صاحب اب تک واپس نہ آیا۔ تو اس نے سوچا۔ کہ اب مزید تاخیر کے بغیر یہاں سے واپس چلے جانا چاہیے۔

وہ اپنا گھسے اٹھا اور باہر جانے کے خیال سے ایک ہنا مہ کی طرف گیا۔ جس میں کئی لمپ
 روشن تھے۔ برآمدہ کے آؤٹ لٹ میں سے پھٹتے تھے۔ ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں جانب
 حبشی اس ٹکڑی میں ہوا۔ کہ نیچے کس سمت میں جانا چاہئے مگر کرا ایک گنبد پر پشیر وہ سر غلبہ والی
 کے عہدہ جس راستہ سے اس مکان میں پہنچا تھا۔ وہ اسے بالکل ہی بھول گیا تھا۔
 لیکن چونکہ وہ انتظار کرتے کرتے ٹھک گیا تھا۔ اور زیادہ دیر نہ ٹھہر سکتا تھا۔ اس نے
 اس نے اس نے ارادہ کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ یہاں سے نکلا جائے۔ پس وہ بیکر کچہ سوچا
 واپس راستہ پر چلایا۔ اور چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہنچا۔ جہاں بیماری از خود بد ہو رہی تھی
 وہاں سے گئے ہوئے تھے۔ چونکہ اسے یاد تھا کہ آئی دفتر میں ابھی یا اسکا جسم کے دوا دلوں سے
 گنتہ دوا دس لے وہ چلا اٹل انہیں کہول کر اندر داخل ہو گیا۔ ادھاب ایک دسینے والی دوا
 پہنچا۔ جہاں بے شمار خانوس روشن ادھ چاند آدم سنگ مرمر کے بت کھڑے تھے۔
 اس نظارہ کو دیکھ کر حبشی کچے لگاؤ میں ضرور راستہ بھول گیا۔ آئی دفتر میں ان فرما
 کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ یا ممکن ہے۔ اس وقت یہ میری نظر سے رہ گئے جو بہر حال ابھی تک
 دروازوں سے گزرتا تو یہی طرح یا ہبے ادھ میں اسد کرتا ہوں۔ اس راستے سے باہر پہنچا
 جانوں گا۔

لیکن حقیقت میں وہ مطلقاً ہر تھا۔ کیونکہ جہاں راہ پر وہ چلی رہا تھا۔ وہ اس مکان سے باہر
 نکلنے کی نہ تھی۔ وہاں اس وجہ سے ٹھک کہ اس قسم کے بیماری دوا دے۔ کیاں فعل و صورت
 کے عمل کے مختلف حصوں میں بنے ہوئے تھے۔ بہر حال حبشی یہ سمجھ کر کہ مجھو راستہ یہی ہے
 آگے کو چلا گیا۔

دراں سے گزرتے جب اس نے سرے والا دروازہ کھولا۔ تو ایک نہایت شاندار کمرہ
 میں پہنچ گیا۔ جس کا سامان لٹوس یا زہریم مالی فرائض کی طرز کا تھا۔ اس کمرہ میں فرمیں کھانسی
 کے پر وے لٹک رہے تھے۔ ادھ اسکا رنگ کی شکل کریسوں اور صوفہ کے گدوں پر چڑھی ہوئی
 تھی۔ دیواروں پر قدیم مصوروں کی تیار کردہ کئی اعلیٰ تصاویر اور قد آدم آئینے آویزاں
 تھے۔ ادھ ان بے شمار خانوسوں کی بدولت جن پر موٹے خوشنما شیشے کے گلوب چڑھے ہوئے
 تھے۔ سادے کمرہ میں کئی سنہری روشنی بھیلی ہوئی تھی۔ یہ روشنی اس قدر تیز نہ تھی۔ کہ نگاہوں
 ناگوار معلوم ہو۔ اور اتنی گرم بھی نہ تھی۔ کہ کمرہ کا سامان نظر نہ آئے۔ وہ ایسی روشنی تھی جو

آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر کے بیماری لانے کی بجائے راحت افزہ اور خواب آور ہوئی ہے۔ اس گمراہ کو سامانِ اشتدادِ خم نہیں تھا۔ اداس کے اندکھ ایسی خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو حسیاتِ مرہ کو بھی تازہ کرنے کا اثر دیتی ہے۔

اس سرخرو میں مضمونِ داخل ہو کر ایک لمحہ کے لئے یہ بات جیسا کہ ذہن سے بالکل بے اثر ہو گئی۔ کہیں اس عمل میں ایک اجنبی شخص ہوں۔ اور بیان پر سیری سرحد کی مخالفت جیل کے باپ سے یا شاید اسے اس کا خیال آیا۔ تو اس نے اسے نظر انداز کر دیا۔ بہر حال اگرچہ اس نے گمراہی میں مل جوتے ہی یہ بات محسوس کر لی تھی۔ کہ میں غلط راہ پر چل رہا ہوں۔ تاہم اس کی شانِ نقاست اور آراستگی کو دیکھ کر اس کی طبیعت میں خاموشی پیدا ہوئی۔ کہ بیانِ رنگ کر اس کا اچھی طرح غلطہ کر دوں۔ وہ رشتہ مستجاب کر چکا رہا تھا۔ کہ اس دالان کی طرف سے جس سے گنہ گار اس گمراہ میں پیچھا۔ کسی کی گفتگو کی آواز سنائی دی۔ قدرتی طبع پر اس کے دل میں چپ جتنے کا خیال پیدا ہوا۔ اداس کے زیر اثر وہ تھا اس کپڑے کے بیماری غلی پر دونوں میں جھلس جیگا جس کے قریب وہ اس وقت کھڑا تھا۔

اتنے میں دردانہ کہا اور دو شخص اندر داخل ہوئے۔

ایک نے جھک کر اور خاکانہ لہجہ میں کہا: "دارن میں اس بری کا بیان پر منتظر کرتا ہوں۔ اس کا خیال رکھنا کہ ہماری ملاقات میں کوئی غیر ملکی نہ ہو۔"

سرفیلپ نے جواب دیا: "غصہ کے احکام پر حرف بحرف عمل کیا جائے گا۔ کیا اس نظام کے لئے کچھ اور بھی ارشاد ہے؟"

"نہیں میرے دفا دار دوست۔" اسیرا لہجہ سے کہا: "مگر تمہیں وہیں دیکھ لوں۔ وہ دوتا میرا قریبی ہمارے پاس موجود ہے؟"

صاحب نے عرض کیا: "میں نے ابھی تو حضور کو لا کر دی تھا۔"

تو صاحب نے۔ وہ دستاویز میرے ہی پاس ہے۔" اسیرا لہجہ سے کہا: "دارن تم جلدی جا کر اس عینہ کو لے آؤ۔" وہ سن کر ہلکا ہوا۔ اور میں اس کی دلغوب صورت دیکھ کر کہنے لگا: "جائے ہوں۔"

سرفیلپ چلا گیا۔ اور اسیرا علی ایک خوشنما صورت پر پتہ کر ڈا بلند آواز سے کہنے لگا: "اے دلِ ذما مبرک۔ وہ گلِ انعام مغربِ تیرے قبضہ میں آتی ہے۔ سلام نہیں کیا بات ہے۔ کہ عمر بھر میں"

کسی عورت سے بچے یا ایک آنحضرت پیدا نہیں ہوتی تھی۔ جیسی اس جارجیا نہ سمیت لیلہ کے ساتھ ہو گئی ہے۔ حذر اس کے دلخیز چہروں کوئی سحری اثر پہاں ہے۔ میں اس کے حسن زانہ پر سرجان سے مذاہنوں۔ لالہ گلبدن۔ خوش اندام حسن و خوبی میں وہ پری و حیدر اور دیکھنے کے راز گاہ ہے۔ اس پر غیر شادی شدہ اور دارن کہتا ہے۔ اس کی عزت پر آتشک حرف نہیں آتا بلکہ یہ مثل سینہ کے باغ حسن کی بہار اب میرے نقد میں نئے کو ہے سیرا اپنا عقیدہ ہے۔ کہ فیشن ایل حلقہ کی عورتیں جو میں کہیں سال کی عمر سے پہلے ضرور حسن و عشق سے بہرہ اندوز ہو گئی ہیں۔ لیکن مضائقہ نہیں۔ وہ بارہ جو یا نہ ہو۔ اس کا سر یا خدا کی قدرت ہے۔ اور میں اس کے انتظار میں متیاب ہوا جانا ہوں !

وہ اپنی نشست سے اٹھا۔ اور تابت امتحان میں چل کر ایک فرد آدم آئینہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آئینہ میں عورت سے اپنی شبابت دیکھی۔ بالوں کی ٹوپی بالکل حسب نشا تھی۔ ایک ہی خم مذاق طبیعت کے خلاف نہ تھا مصنوعی دانت بالکل سفید اور مضبوطی کے ساتھ منہ میں لگے ہوئے اور ظاہر میں تمدنی سلام ہوتے تھے۔ مائی زمانہ کے بہترین فیشن کے مطابق بری لٹاک سے لگی ہوئی تھی۔ سفید داکٹ میں ایک ہی شکن نہ تھا۔ اور وہ اس عیش پرست امیر کی بہار کی توند پر درست بیٹھی ہوئی تھی۔ غرض اس کا لباس ایسا فیشن ایل اور مکمل تھا۔ کہ صد مقام کا کوئی مشہور ترین بالکا بہا اس میں عیب ہوئی نہ کر سکتا۔ تیلون پیرس کے بہترین فیشن کے مطابق اور لوٹ اتنے پالش شدہ تھے۔ کہ ان میں فیشن کی سی چمک پیدا ہو گئی تھی۔

آئینہ میں صورت دیکھنے کے بعد امیر الامرا پھر اسی سوئے پر بیٹھ گیا۔ ملکہ لیڈی بریٹ فیملی کے متعلق دل خوش کن خیالات میں محو ہو گیا۔ اس بڑے ہی جبکہ ملکہ کے قریب قوا اثرات زمانہ کے کچھ مسلسل پیش پرستی کیوجہ سے کمزور ہو چکے تھے۔ وہ اس قسم کے دل خوش کن خیالات کے ذریعہ ہی طبیعت میں حرارت پیدا کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان صد مہینان عالم کا نقشہ اپنی نظروں میں کھینچا۔ جن کے باغ حسن کا وہ گلچیں رہ چکا تھا۔ اور بندہ ہو اس کے خیالات ان راحتوں کی طرف پلٹ گئے۔ جن میں وہ اپنے اعلیٰ رتبہ اور عظیم الشان و ساس کی بدولت حاصل کر سکتا تھا۔

آخر قریب ساڑھے دس کا وقت تھا کہ دروازہ کھلا۔ اور عجبی نے جو مخنی پردہ کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ احتیاط کے ساتھ نگاہ کی۔ قریب سے کمرہ میں ایک نقاب پوش خاتون داخل ہوئی نظر

آئی۔ اس کے داخل ہونے پر وہ دلائے پھر بند ہو گیا۔
 راحت آفرین جا رہا تھا۔ امیر اعلیٰ نے اس سینہ کے استقبال کے لئے اپنے ہاتھ سے
 ایک نشست کی طرف لے جاتے ہوئے کہا: جزاک اللہ کہ تم نے میری خرابی کی تیسل ہیں
 آج رات یہاں آنا منظور کیا۔“

”لیکن اسے صاحب آخراپ کی طرف سے اس ملاقات کے لئے اتنا اصرار کیوں تھا؟ لیڈی
 ہیٹ فیڈ نے ملکی بھر بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا: بھلا یہاں یہ تھا۔ کہ پہلے آپ اپنی محبت کے
 ثبوت میں ایک خاص دستاویز پر دستخط کر کے میرے پاس بھیج دیں۔“

”خان سے پیاری حسینہ خلع کے لئے پہلے اس فیروزون نقاب کو امداد۔ اور ٹوٹی ہوئی
 آگہ کے رگہ دو۔ کہ اس کے باعث میں بہت سی دلفریب صدمت کو اچھی طرح دیکھ رہی ہوں۔
 امیر اعلیٰ نے پر جوش لہجہ میں کہا۔“

لیڈی ہیٹ فیڈ نے نقاب اتار دی۔ لیکن ٹوٹی ہوئی رہی۔ پھر کہنے لگی: حصہ کی خادمہ نے
 اس وقت جو تم انہاں۔ اس کے نیچے کو سوچ کر دل تھرا ہے۔ جس وقت میں سرخپ دارن کے
 ہمراہ اس طرف کو آ رہی تھی۔ راستہ میں آپ کے دو تین خدام نے باوجود اس ٹوٹی نقاب کے
 مجھے پہچان لیا۔“

پڑوانہ کر دت۔ امیر اعلیٰ نے جو بے حد سرور تھا۔ قطع کلام کر کے کہا: میں تسلیم کرتا ہوں پہلا
 اقرار ہی تھا۔ جو تم نے بیان کیا۔ اور لازم تھا۔ میں وہ کا قندیلے مہتا سے پاس بھیج دیتا۔ لیکن
 خدا شا ہے۔ اس پیاری صدمت کی یا صدمت طبیعت میں اتنی بے چینی پیدا کر دی۔ اور نہ ہی
 ملاقات کے لئے میرا اضطراب اس قدر بڑھا۔ کہ میں نے سوچا بہتر ہو گا کہ تم خود کہ وہ دستاویز
 لے جاؤ۔ دلفریب میں اپنے اقرار پر ثابت قدم ہوں۔ لیکن وہ دستاویز حاضر ہے۔ دیکھ لو۔
 اس پر میرے اور میرے اہلکار دونوں کے دستخط ثبت ہیں۔“

یہ کہہ کر امیر اعلیٰ نے وہ کاغذ لیڈی ہیٹ فیڈ کے سامنے پیش کیا۔ اس نے اسے دیکھا
 تو آنکھوں میں سرشت کی جھلک نمودار ہو گئی۔ پھر فوراً تہ کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔
 امیر اعلیٰ کہنے لگا: جی چاہتا تھا۔ کہ دریافت کروں۔ اس دستاویز پر دستخط کرنے
 کا رعا کیسے۔ لیکن معاملہ کی نزاکت مان ہے۔“

لیڈی ہیٹ فیڈ نے کہہ: میں آپ کے دستخط کرنے اور معاملہ کی نزاکت کو پیش نظر

رکھ کر سرائے نہ چھوڑنے کے لئے دل سے آپ کا شکر ادا کرتی ہوں۔ داستان طویل ہے اور اتنی وقت ضائع کرنا بے سود ہوگا۔

یقیناً بے سود ہوگا۔ جب کہ ہمیں ایک اور کشمکش سامنے رکھنا کرنا ہے۔ امیر اعلان اپنے بازو اس حینہ کی گردن میں حائل کرتے ہوئے کہا۔

عصمت یہ کیا غضب کر رہے ہیں صبر و تحمل سے کام لیں۔ جارحانہ نے علامت اخیر لبہ میں کہا۔ اور وہ خدا آجائیش پرست امیر کے بازو ہٹا کر صوفیہ کے دوسرے سرے کی طرف ہٹ گئی۔

امیر علی اور بی بی زیادہ مضطرب ہو کر کہنے لگا۔ کافر لادینہ۔ کیا رہا کوئی اور استخوان باقی ہے، اگر نہیں تو اس سنگلی اور غوث کا کیا باعث! کیا میں نے جہاد سے کہنے پر اس و سادہ پر جس کے صفوں سے بھی میں نے خبر ہوئی۔ و تحفظ نہیں کر سکتے! اور کیا میں نے تمام اصول پر اپنے اہلکار کے دستخط بھی نہیں کر دئے ہیں۔ حالانکہ یہ میرے اپنے دستخط ہیں۔ یہی شکل کام تھا۔ اس کے لئے جی جتنی خوشامد اور نیکی سے کام لینا پڑا۔ اس کا ذکر بے سود ہے۔ لیکن میری اس محنت اور استقامت کا صلہ ہماری اس رعوت کی شکل میں تو نہ ملنا چاہئے جس میں ہماری خوشنودی مزان کا طالب ہوں۔ تم میری خوشی کو پیش نظر رکھو۔

لیڈر مہیٹ نیندہ ہوئی۔ میں آپ کی فیاضی کی قائل ہوں۔ لیکن اگر اس وقت میں نے حضور کے اصول کو منظور کر لیا۔ تو خود اپنی تظلوں میں ذلیل ہو جاؤں گی۔ میں سمجھوں گی۔ کہ میں نے اس دستاویز کی حیت پر اپنی عصمت فروخت کی۔۔۔ نہیں حضور میں پاکبازی اور عصمت پرستی کے برابر کیا۔ خیال کو ان واحد میں فراموش نہیں کر سکتی۔

لیکن اسے بے ہوا خرچہ راہ ناست پر لانے کی صورت کیا ہو؟ امیر الامر نے اس اضطراب کے بعد میں جسے وہ باوجود بڑی کوشش کے چھپانا نہ سکتا تھا۔ کہا۔

پہلی کہ آپ صبر و تحمل سے کام لیں۔ جارحانہ نے جواب دیا تو میری سابقہ گزارشیں بھی آپ کو یاد ہو گئی۔ میں نے کہا تھا کہ فطرت میں ناپاک یا بے خیالات کی عصمت نہیں ہوں۔ اور اپنی طبیعت پر جبر کرنے اور آپ کی طرف سے مسلسل اظہار عشق کے بغیر جاہ عصمت سے محروم نہیں ہو سکتی۔ عصمت کے اعتراف میں آنے سے پہلے مجھے اپنے دل کو یہ سمجھانا ہو گا کہ آپ کے ساتھ میرا تعلق ایک ایسا منکوحہ کی حیثیت میں ہے۔ جس کی صورت میں رسم نکاح کو نظر

انہاں کو دیکھا گیا سوہنس اگر آپ مجھ پر کھینچنا چاہتے ہیں۔ تو رشتہ رشتہ پیارا اور محبت کرتے سے
 یہاں پاس ہیں گئے۔ جس طرح کوئی باوجود عاقبت اپنے مشوق کے درجہ عشق حقیقی کے ثمرت پیش
 کرنے کے بعد کامیاب ہوتا ہے۔

امیر اعلیٰ ایسی گفتگو کا عادی نہ تھا۔ اس کا تجربہ یہ تھا۔ کہ جس حسینہ پر انہماں کرنا کیا جائے
 اس کی طرف سے ذرا سا انکار نہ ہو۔ لیڈی ہیٹ فیڈل کی پرچہ گفتگو سے وہ بہت بے قرار ہو گیا
 اور گھبرا کر کہنے لگا کہ تو یہ ارہ نوروان کوئے عشق کے لئے تم ایسے حیزوں کا فلسفہ سمجھنا کتنا خواہ
 ہے۔ اسے سنم آؤ کہ تک مجھے اس انتظار کی ادبیت میں رکھا جائے گا؟ جارجیانہ میں تم پر
 دیوانہ وار غصہ مہوں۔ تمہارا حق سحر افزہ دیر سے دماغ میں غلام پیدا کر رہا ہے۔ میں تمہیں اپنے
 سینے سے گلے کرنے لئے بیقرار ہوا جاتا ہوں۔۔۔

جارجیانہ بولی۔ یہاں اعلیٰ کلام کے لئے صافی کی خواہشات ہوں۔ لیکن غور فرمائیے۔ اگر آپ
 کا عشق بعض مذہبات نفسانی سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ تو حضور کی طبیعت میری طرف سے بہت
 جلد سیر ہو جائے گی۔ اور میں ایسی عورت نہیں ہوں۔ کہ ایک امیر اعلیٰ کی بھی نظر انداشت
 نہ ہاں منظور کروں۔ مجھ سے بتدریج انہماں محبت کیجئے۔ ایسی کوشش کو کام میں لائیے۔ کہ
 میری طبیعت از حد وابستہ ہو جائے۔ اور کارا باہمی تعلق جذبات منفی پر نہیں۔ بلکہ اعلیٰ حیثیت
 پر مبنی ہو۔

لیکن یہ اب انتظار کیسے ہے اراحت آخرین جارجیانہ تم سے میرا عشق حدِ صبر و عینک
 سے باہر ہے۔ امیر اعلیٰ نے اس حسینہ کے دلخیز خط و خالی کو دھیانِ نظر سے دیکھتے ہوئے
 کہا جس سے اس کے دماغ کی آگ اور بھی تیزی سے بھڑکنے لگی۔

یہ درست ہے۔ جارجیانہ نے اس جگہ سے کہا کہ لیکن میرا غدر یہ ہے کہ ایسی محبت پائز نہیں
 ہوتی۔ اور جب تک کہ مجھے اس بات کا یقین نہ ہو جائے۔ کہ میرا ادھاپ کا تعلق حادی ہو گا۔ میں
 اس بات پر آمادہ نہیں ہو سکتی۔۔۔

امیر اعلیٰ گھبرا کر اٹھا۔ اور اپنے بازو لیڈی ہیٹ فیڈل کی طرف پھیلا کر کہنے لگا۔ یہ کیا
 تمہارا حال ہے؟ میں اسہ ذرا ب کو برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔

یہ کہنے صاحب میں اپنے گستاخانہ سلوک کی عادی نہیں ہوں۔ لیڈی ہیٹ فیڈل نے
 اپنے دل کی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر ہر دو قار لہجہ میں کہا کہ اگر آپ نے یہ سمجھا ہے کہ میں آپ کے

مراتب اعلیٰ سے چکا چوند میں اگر آپ کے ابتدائی الفاظ پر ہی منزل عصمت سے مگر جلدوں کی
توجہ یہ کہنے کے لئے معاف فرمائیے۔ کہ آپ نے جارجیا نہ ہیٹ نیلڈ کی خصلت سمجھنے میں
فاشل قطعی کی ہے۔

”قابل پرستش حسینہ“ امیرا علی نے ماموم ہو کر کہا۔ تم اپنی طبیعت کو مکمل نہ کر دیجئے تم سے
اس درجہ محبت ہے کہ میں کوئی بے جا حرکت کہہ کے ہمیشہ کے لئے تم سے دست بردار ہونا چاہوں
چاہتا۔ اگر تمہیں اپنی جی بات مٹانے پر اصرار ہے تو یونہی بھی۔ جاؤ وہ مزید شیطانی کوئی ہیں
جن کی تعمیل مجھ پر فرض ہے۔ کیا۔ بہتر نہ ہو گا۔ کہ تم سرورندہ شام کے وقت گہنڈہ بھر کے لئے
مجھے اپنی دلخیز صورت دکھا جاؤ۔ تاکہ میں تمہیں اپنی محبت کا ثبوت دے سکوں۔ اور
ہم ایک دوسرے کی خصلت سے بہتر واقفیت حاصل کریں۔“

لیڈی میٹ نیلڈ نے اس سوال کا براہ راست پر جواب نہ دیتے ہوئے کہا: حضور کا یہ
طرز عمل بیشک قابلِ تفریح ہے۔ یاد رکھئے۔ جب ایک بار محبت کسی مرد کی عزت کرنے لگے
تو اس کے بعد...

”میں سمجھ گیا“ امیرا علی نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا: جہاں کہنا یہ ہے کہ جب ایک
بار محبت کسی مرد کی عزت کرنے لگے۔ تو اس کے بعد اس سے محبت پیدا ہو جانا سہل ہے
سیری و لغاز حسینہ اگر تم بھی چاہتی ہو۔ توجہ انکار نہیں۔ ہم بندہ رنج ایک دوسرے پر اپنی محبت
ظاہر کرنے کی کوشش کریں گے۔ تم ہمیشہ مجھے وفا شدہ اور محبت دیکھو گی جو میرے لئے یقیناً
بہت بڑی کامیابی ہے۔ لیکن اسے جان جہاں اس کا تم پر یہ قیاد کرو کہ میری امید جلدی لا مانہ
زیادہ طویل ثابت نہ ہو گا۔ اور مجھے اس صبر و انتظار کا اثر جلدی ہی مل جائے گا۔“

”منازلہ نوائے“ جارجیا نے پھر ہمت اُمید بھر میں کہا: آپ کی باتیں دنیا داروں
کی سی ہیں۔ لیکن میری محبت کا حصول صرف عاشقانہ سلوک سے ممکن ہے۔ اگر آپ مجھے
ایسی عورت سمجھتے ہیں۔ جسے آپ دولت یا اثر کی ترغیب و تحریص سے بس نہیں لاسکتے ہیں۔
تو اوداع یہ کینز رخصت ہوئی ہے۔ کیونکہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے۔ میں ایسی عورتوں
پر آپ کے قبضہ میں آنے کو تیار نہیں ہوں۔ لیکن اگر آپ میری محبت کو اس طریق پر حاصل
کرنے کی کوشش کریں جیسے کوئی عاشق صادق اپنے معشوق کی یا شوہر اپنی بیوی کی
محبت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو البتہ دوسری بات ہے۔ اگر چنانچہ وقت کوئی

اچھی طرح فکرس کرتی ہوں۔ کہ میں آپ کی شکوہ کی صورت میں نہیں جوسکتی۔
 کاش میں تم سے اس وقت شادی ہی کر سکتا۔ امیر سلطان نے اپنی آنکھیں اس کے
 خوبصورت چہرہ پر گرد کر کہا۔ کیونکہ اسے نازنین بہن کا حسن میرے دماغ میں ناتواں برہشت
 صریت اور حسنینہ میں پر جوش دلوں سے پیدا کر رہا ہے۔ بہناری ایک شب وصل کے لئے میں
 پہلی ملائگی کے ایک سال سے دست بردار رہنے کو تیار ہوں۔ جہاں جہان مجھ سے ایسی کج انگ
 اور بے مہربانی نہ کر دے۔ بہناری ان باتوں سے میرے اندر دیوانگی کا اظہار ہی ہو رہا ہے۔ میری
 رگوں کا خون پگھلے ہوئے سیر کی طرح بہتا ہے۔ خدا کے لئے اس وقت میرے سینے سے
 لگ جاؤ۔ کہ میری راحت کا جام لبریز ہو۔ اس سلسلے کو تے میں جو چہوٹا سا دروازہ نظر آتا
 ہے۔ اس سے پرے ایک حوہ ہے۔ جو ہماری شب زفاف کے کمرہ کا کام دے گا۔ پس آپ
 نماز آفرین جارحانہ میرے ساتھ اس کمرہ کی طرف چلو۔ سردہری۔ تاہل اور حجاب کے ساتھ
 ہنس۔ بلکہ گر جو شئی۔ اسنگوں اور دلی راحت کے ساتھ۔ تاکہ ہم ہمیشہ راحتوں سے بہرہ اندوز
 ہوں۔ بہناری تبتائی مکمل ہے۔ کسی فکر کی مداخلت کا اندیشہ نہیں۔ اور دنیا کو کبھی معلوم نہ ہوگا
 کہ تم میرے قبضہ میں آئیں۔۔۔“

ایڈی بیٹ فیلڈ کہنے لگی۔ افسوس کہ میرا استدلال اور فائنلش نامہ ثابت ہوئی
 حضور کا انداز گفتگو ایسا ہے۔ جس کی گستاخیت مرد سے توقع نہیں جوسکتی۔ آپ تو خدا کے
 فضل سے ذی رتبہ امیر ہیں۔۔۔“

امیر سلطان نے جوش کے لہجہ میں بولا۔ اور ظالم عشق کی دیوانگی امارت اور مراتب کو فراموش
 کر ادیتی ہے۔ اس کی سلطنت میں شاہ و گدا دونوں کا ایک رتبہ ہے۔ باوجود ان وعدوں کے
 جو میں نے بے جزی میں تم سے کر لئے۔ میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ پس اے
 سرانگیزہ دل! آرام تم اس وقت میری نفل میں آ جاؤ۔ کہ دل پہیے قرار کو چہن ہوگا۔

یہ کہتے ہوئے امیر سلطان نے اپنی خواہشات کی تندگی کے زیر اثر ایسی طاقت سے کام لے
 کہ جس کا وہ نازنین زیادہ عرصہ مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔ اپنے مضبوط بازو جارحانہ کی گھوس ڈال لئے
 ایک لمحہ کے لئے دنیا ایڈی بیٹ فیلڈ کی نظروں میں اندھیر ہو گئی۔ اور اس نے سہما۔

میری تباہی اب یقینی ہے

لیکن نہیں جو لوگ خود گناہ کی راہ پر چلنا نہیں چاہتے۔۔۔ جو نیکی کو اپنا شعار رکھتے ہیں۔ تاؤ

مطلق ہر وقت ان کی ادا کے لئے تیار رہتا ہے۔

خیال کی تیزی کے ساتھ حبشی اپنی جانتے بنان سے لپک کر باہر نکل آیا۔ اس کی صورت دیکھ کر امیر اعلیٰ کے منہ سے غصہ اور حیرت اور ایسی ہی میٹ فیلڈز کے لبوں سے خوشی کا لہر بہا۔

اس نازک اتمام حیات کو چھڑ کر امیر اعلیٰ نے دیو صورت حبشی کی طرف مخاطب ہو کر اضطراب کے لہجہ میں کہا کہ تم کون ہو اور یہاں کیسے جا کر اخلت کیا منع کرتے ہو؟
حبشی نے ان سوالوں کو عقارت کے ساتھ نظر انداز کر دیا۔ اور امیر اعلیٰ کی طرف توجہ دے کر بیز لپڈ کا میٹ فیلڈ کو سہارا دیکر دروازہ کھٹکے گیا اور پھر دروازہ کھول کر اس نے حبشہ کو کمرہ سے باہر نکال دیا۔ اور دروازہ کو دوبارہ اندر سے بند کر کے اس کے ساتھ پیٹھے لگا کر کھڑکھڑایا۔ یہ ساما کام اس تیزی کے ساتھ ہوا۔ کہ قبل اس کے کہ امیر اعلیٰ کا وہ استقباع فیمینا جو حبشی کے نزدیک ہے اسی پر طاری ہوا تھا۔ جاہلانہ نظروں سے غائب ہو گئی۔ کچھ دیر بعد کڑب امیر الامرا کی طاقت گویا فی بحال ہوئی۔ تو وہ فیمینا کے غصہ میں بھڑکے کہنے لگا: اور یہ ماضی حبشی۔ تجھے معنوم نہیں۔ میں کون ہوں۔ تو نے کیوں کر میرے معاملات میں مداخلت کی جرات کی؟

حبشی بڑے پرسکون اور مسرورہ لہجہ میں کہنے لگا: مجھے خوب معلوم ہے حضور کون ہیں اور یہ دیکھ کر مجھے جان گداز صدمہ ہوتا ہے۔ کہ میرے ملک میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنی طاقت کو کمزور اور بے بس عورت کے خلاف ایسی بے حیائی سے استعمال کر سکتے ہیں۔

امیر اعلیٰ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور وہ کہنے لگا: گستاخ! کہینہ! ایسی باتیں میرے سامنے ابٹ جا کہیں باہر چلا جاؤں!

مگر حبشی استقلال کے لبوں میں کہنے لگا۔ اس وقت تک نہیں کہ مجھے یقین ہو جائے۔ لیکن میٹ فیلڈ اس ناپاک مکان سے جسے آپ ایسے اونٹن کاموں کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ رخصت ہو چکی ہے۔

امیر اعلیٰ حیرت زدہ ہو کر چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس قسم کی بدسلوکی عمر بعد میں کبھی اس کے ساتھ نہیں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ کے لئے چپ چاپ کھڑا رہا۔ اور سکوت کے اس ایک لمحہ میں ہزار قسم کے خیالات اس کے دل میں پیدا ہوئے۔ اس نے سوچا۔ یہ شخص

جسے میری دولت اور اثر کی بھی پروا نہیں۔ غالباً آٹھ لاکھ جب تک لپٹی ہوئی تھی اس
کمرہ میں رہا یہاں پر مشیدہ تھا۔ اور اس نے غالباً یہ بیس سن لیا ہے کہ میں ایک اہم دستہ
پر معاملہ کے مختلف پہلوؤں کو سوچنے پر دستخط کر کے دے چکا ہوں۔ جب امیر علی کو یہ سب
باتیں یاد آئیں۔ کہ وہ اپنے دل میں سخت الجھن محسوس کرنے لگا۔ اس نے سمجھا۔ اگر اس جیٹھی نے
ان باتوں کو عوام میں مستتب کر دیا۔ تو ہر شخص میرے خلاف اظہار نفرت و حقارت کرنے
لگے گا۔ اور اگرچہ امیر علی کو عوام کی رائے کی چنداں پروا نہ ہوتی تھی۔ پھر بھی موجر و مروت
ہیں وہ اس کے خوفناک اثرات کو نظر انداز نہ کر سکتا تھا۔

خیالات کی اس روانے جلد ہی امیر علی پر ثابت کر دیا۔ کہ وہ ایک خوفناک غلام کے
دہانہ پر کھڑا ہے۔ اور اس کے لئے لازم ہے۔ کہ اس سیاہ خام اجنبی کے ساتھ معاملت
پیدا کرنے۔ تاکہ وہ اس کی راز کی باتوں کو دنیا پر مستتب کرنے کا طریقہ نہ بنے۔ امیر جو کہ
فطرتاً مغرور آدمی تھا۔ اس لئے مصالحت نہ لہجہ اختیار کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ لیکن مجبوراً
انسان سے سب کچھ کرنا ہوتا ہے۔ جس طرح بیٹھن ہوا۔ اس نے اپنے عقد کو فرو کر کے
جیٹھی کے قریب پہنچ کر بڑی سے کہا۔ ”دیکھو میں تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن اس قدر تیار
بھی فرماؤ۔ کہ مجھے بتاؤ۔ تم میرے مکان میں کیوں آئے۔ اور میرے کمرے تک
کیونکر سائی حال کی؟“

جیٹھی کہنے لگا۔ حضور کے سوا اس کا جواب دینا میرا فرض ہے۔ کیونکہ اسی طرح پر
آپ کو یقین دلا سکتا ہوں۔ کہ میں کسی انسانے غرض کو پیش نظر رکھ کر عداوت اس کمرے تک نہیں پہنچا۔
تھا۔ میرا جواب نہایت مختصر ہے۔ یعنی یہ کہ پانچاں کے بازار میں مجھے ایک عمر رسیدہ شخص ملا
جس نے مجھ سے سوال کیا۔ کیا تم ملازم سے کرنا چاہتے ہو۔ حقیقت میں مجھے ملازمت کی تلاش
نہ تھی۔ لیکن جب مجھے بتایا گیا۔ کہ تمہاری خدمات فلاں امیر کے لئے درکار ہیں۔ تو شخص پس
کی زہرتہ کہ سننے میں نے ان کے ساتھ آنا منظور کر لیا۔ وہ عاجب مجھے ایک عجیبے کی
کہ کہ کہیں چلے گئے۔ اور جب مجھے ان کا انتظار کرتے گنبد بھر ہو گیا۔ تو میں مزید انتظار سے
عاجز اگر مکان سے رخصت ہونے کے لئے دانا۔ یہاں رہا۔ یہاں رہا۔ اور شخص آغا یہ غلط
اس کمرہ میں پہنچا۔ پھر یہاں سے نکلا جی چاہتا تھا کہ جسٹس اس شخص کے ساتھ نہ چلے یہاں
لایا تھا۔ اور جس کا نام اب مجھے وارن مولوم ہوا ہے۔ گنگو کو کہتے ہیں اسے ہر کسی پر وارن

سے نہیں۔ بلکہ اس فطری ترغیب کے اثر سے جو انسان کے اندر موجود ہوتی ہے۔ ایک پرہیزگار کے پیچھے چپ گیا۔ اہمیرا ارادہ تھا۔ کہ فوراً باہر نکلی کہ حضور سے غرض اسی کروں۔ کہ آپ کی گفتگو سے معلوم ہوا۔ لیڈی ہی ہیٹ فیلڈ غفریب اس کمرہ میں آئی والی ہے۔ اس نام کو سن کر میں رنگ رہ گیا۔ اور محض رنج و استعجاب کی غرض سے یہ معلوم کرنے کے لئے اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ کہ کیا لیڈی ہیٹ فیلڈ اتنی ذلیل ہو چکی ہے۔ کہ اس نے آپ کے قبضہ میں آنا منظور کر لیا۔

امیرا علی نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ تو کیا تم اسے جلتے ہو؟ پھر زنا مال کے بعد وہ کہنے لگا۔ اس نے تو ہمیں نہیں پہچانا۔

تمہاں وہ مجھے نہیں پہچانتی۔ حبشی نے جواب دیا۔

اس کے باوجود تم یقیناً اسے اچھی طرح جانتے ہو گے۔ یہی اس کا نام سن کر تم اس ملاقات کا نتیجہ دیکھنے کو رک گئے۔

حبشی نے بہم نفعوں میں کہا۔ جی ہاں میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ لیکن وہ مجھے نہیں پہچانتی۔

امیرا علی نے اجنبی کے چہرہ پر تجسس سے نظر ڈالی کہ پوچھا کہ آخر تم کون ہو؟ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ تم وہ نہیں ہو۔ جو دارن نے یقین سمجھا تھا۔

حبشی نے کہا۔ میں اس بارہ میں آپ کے سوالات کا کچھ جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن اب اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں رخصت ہونا چاہتا ہوں۔

امیرا علی نے کہا۔ ایک منٹ ٹھہر جاؤ۔ میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا تم ان واقعات کو جہان رات تم نے بیان دیکھے۔ بہشتیہ کر دو گئے؟ کیا تم ان سے روگردانہ کرنے کے لئے تیار ہو۔ بشرطیکہ میری طرف سے یہی ثابت ہو جائے کہ میں کسی طرح تم سے ناراض نہیں ہوں۔

حبشی نے لایا۔ اطمینان رکھئے۔ جو اسرار آج رات مجھے معلوم ہوئے۔ انہیں غلام کے مدبر پر پیش کرنے سے مجھے نہ کچھ فائدہ اور نہ دھمپسی ہے۔ کسی خداترس اور صاحب ایمان شخص کے لئے یہ مناسب نہیں۔ کہ وہ لوح انسان کے کسی فرد کی کمزوریاں و وسوسوں کے سامنے بیان کرے۔ کیونکہ ہر فرد بشر کمزوریوں کا پتلا ہے۔ اور پھر چھپوڑی رتبہ شخص کی کمزوریوں کو مستحکم کرنا تو اور بھی زیادہ معیوب ہو گا۔ آپ کے سوال کے آخری حصہ کی

نسبت یہ کہ بچے خاموش رہنے کے لئے کسی رشوت یا انعام کی ضرورت نہیں لیکن ہاں اس نے یگانیک کچھ سوچ کر کہا کہ آپ کی پیش کردہ رعایت سے میں ایک طرح فائدہ اٹھا سکتا ہوں۔

امیراغلے نے بے صبری سے کہا کہ وہ کوئی رعایت ہے جس کا تم ذکر کرتے ہو۔ اگرچہ تم پر سے لئے بالکل اجنبی ہو۔ اور مجھے بتاؤ انام بھی معلوم نہیں۔ تاہم تمہارے دعوے خاموشی پر میں اس بات کے لئے آمادہ ہوں۔ کہ تم کسی معاملہ میں میری امداد حاصل کرنا چاہو تو میں دے دوں۔ اس کا میں تمہیں تحریکی اقرار لکھ دیتا ہوں۔ کہ جب کبھی تمہیں میری کسی امداد کی ضرورت ہو۔ تم اسے حاصل کر سکو گے۔

جیسی کہنے لگا۔ جی ہاں میں بھی میری خواہش ہے۔

امیراغلے قریب ترین سیر پر بیٹھ گیا۔ اور اس کی دکان سے سلمان نوشت نکالی کہ اس نے ایک پرزہ کاغذہ ذیل کی چند سطحوں پر جلد لکھ دیں جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اسے ناگوار ملاقات کو جلد تر ختم کرنا چاہتا ہے۔ اس نے لکھا:

میں حال رفتہ کا بہت مسرور ہوں کہ اس نے ایک موقع پر بیٹھے خاص مرد وہی تھی۔ جسے انگریزی مکتبہ پر۔ سے میری امداد کی ضرورت ہو۔ اور وہ امداد میری رعایت کی شان کے خلاف نہ ہو۔ تو مجھے اس قسم کی مرد دینے سے انکار نہ ہو گا۔

۳ مارچ ۱۸۵۷ء

اسی دستاویز کے چند امیراغلے نے اپنے دستخط کر دئے۔ اور لکھا کہ یہ کہتے ہوئے جیسی کے حوالہ کر دیا کہ دیکھو میں نے تم پر کس قدر اعتماد کیا ہے۔ اب اس بات کا خیال رکھنا تمہارا کام ہے کہ ایک طرف لیڈری میٹھ کیلئے کی نیک نامی اور دوسری جانب میری عزت پر حرف نہ آئے۔

جیسی نے کہا کہ اطمینان فرمائے۔ یہ واقعات میرے قفس میں محفوظ رہیں گے۔ یہ دستاویز جس پر آپ نے دستخط کر دئے ہیں۔ ہرگز کسی نا جائز کام کے لئے استعمال نہ کیا جائے گی۔

آشنا کہہ کر جیسی نے سلام کیا۔ اور امیراغلے سے رخصت ہوا۔ واقعات نے اب ایسا پٹا کھینچا کہ امیراغلے کو پہلے جو آرزوئی محسوس ہوئی تھی۔ وہ بھی رنج ہو گئی۔

اس مرتبہ جیسی کو بھیجیہ راستہ معلوم کرنے میں زیادہ دشواری پیش نہ آئی۔ چنانچہ

وہ مکان سے نکلے کو تباہ کر ڈیڑھ بیس سرفلپ دارن اور سرژنڈولف ہیرل آپس میں جھگڑنے لگے۔

سرفلپ دارن حبشی کو کہہ کر اس کی طرف بڑھا۔ اور کہنے لگا: تم اتنی دیر کہاں رہے؟ لیکن مضافت نہیں۔ اب چونکہ تم واپس آگئے ہو اس لئے آسانی کے ساتھ اس سوال کو جو میرے اور سرژنڈولف یعنی میرے دوست کے درمیان زیر بحث ہے۔ حل کر سکو گے؟ سرژنڈولف کہنے لگا: دیکھو ہوا یہ ہے۔ کہ میں نے سرفلپ دارن سے میں پوڈنگی شرط لگائی ہے۔۔۔

میں میں پوڈنگی۔ سرفلپ نے جلدی سے کہا۔ اور وہ شرط یہ ہے کہ تم۔۔۔

کہ تم وہ خوش ہو۔۔۔ سرژنڈولف نے قطع کلام کر کے کہا

آدر میں کہتا ہوں تم وہی ہو۔۔۔ سرفلپ کہنے لگا۔

میں بہ اصرار کہتا ہوں کہ تم وہ نہیں ہو۔۔۔ سرژنڈولف نے بڑے جوش میں بھڑک کر کہا۔

یہ حالت دیکھ کر حبشی کہنے لگا: صاحبان میں اب تک آپ کی بحث کا مطلب نہیں سمجھا پہلے سوال کی نوعیت تو بیان کیجئے۔

سرفلپ دارن نے کہا: میں یہ کہتا ہوں کہ تم کوئی بیکار ملازم ہو۔۔۔

سرژنڈولف ہیرل جلدی سے بولا: اور میں کہتا ہوں کہ تم کوئی بیکار ملازم نہیں ہو۔ اور

اس پر ہماری میں پوڈنگی شرط لگی ہوئی ہے۔۔۔

جس کا مفید نام پر ہے۔ سرفلپ نے کہا۔

بہنشی مسکرا کر کہنے لگا: صاحبان اس جھگڑے کا فیصلہ میں ابھی کہنے دیتا ہوں۔ میرے

بیکار ملازم ہونے کا تو کیا ذکر میرے ذاتی ملازموں کی تعداد بارہ پندرہ سے کم نہیں۔ شب

بخیر۔

سرفلپ دارن کا چہرہ سفید ہو گیا۔ اور وہ گہرا کر کہنے لگا: تو نا حق میرے

میں پوڈنگی لگے۔

سرژنڈولف بولا: لست گئے کیوں کہتے ہو۔ چپکے سے میں پوڈنگی لگاں کہ رکھ دو۔

اس پر حبشی نے زور کا قہقہہ لگایا۔ اور دونوں صاحبان کو ایک دوسرے سے جھگڑنے

چوڑ کر اس مکان سے رخصت ہوا۔

جس وقت وہ پالمال کا سڑک پر چل رہا تھا چند منٹ کے لئے پھر اول آف ایٹھم کے شاندار مکان کے سامنے رک گیا۔ اور اسے خود سے دیکھنے لگا۔ پھر وہاں سے آگے کو چلنے لگا۔ تب کہ درجنس جو بقا بہر مزدور پیشہ معلوم ہوتے تھے۔ چلتے چلتے اسی مکان کے سامنے ٹھہر گئے اور ان میں سے ایک دوسرے سے کہنے لگا۔ ”یہی وہ مکان ہے جس میں ملال رہتا ہے۔ خدا اسے برکت دے“

جبے شک خدا اسے برکت دے۔ اس کے ساتھی نے زوردار لہجہ میں اس انداز سے کہا۔ کہ الفاظ اس کے دل سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ”وہ عوام کا حامی ہے۔۔۔“

یہ کہتے ہوئے دونوں مزدور آگے کو چلے گئے۔

جیسی بھی رفتہ رفتہ آگے کو چلا۔ اور کہنے لگا۔ ”کون کتنا ہے۔ مزدوروں کی جماعت میں شکر یہ کا مادہ نہیں۔ اگر تعریفیہ تم اس قابلِ فخر نام کے مستحق ہو۔ جو تمہیں حاصل ہے میں بھی تہ دل سے کہتا ہوں۔ خدا تمہیں برکت دے!“

سلسلہ ثانی کی دسویں جلد ختم ہوئی

خونی ہیرا

مارس لیپلاک کے ناول دی اریسٹ آف آریس لین کا اردو ترجمہ منشی تھرمز احمد صاحب نے پوری تلخی و اسما و ادبی میں سرسراہٹ کا فن ڈال کے شہرہ آفاق سرافراز شریلاک پرمزاد لیپلاک کے مشہور عالم نمک ہنہاؤر آریس لین کا مقابلہ ہوتا ہے۔ کس طرح ایک کی سہیلیاری دوسرے کی عیاری کو پہچاننے کی کوشش کرتی ہے۔ اور کیونکر ایک اپنے عظیم النظر ذہن رسا کی مدد سے دوسرے کی لاجواب عاقبت جیتی پر غالب آتا چاہتا ہے۔ اس جدوجہد کی داستان نہایت دلچسپ ہے۔ اس ناول کو ضرور ہی دیکھئے۔ دو جلدوں میں قیمت غیر علاوہ معقولہ ایک لال برادر سے پارسنر روٹو۔ نو لکھا لاہور

دینا لڑکے کے موکر آرا ناول پیری سائڈ کا اردو ترجمہ

باپ کا قاتل

(از منشی شمیم الدین صاحب بلہوری)

کیا یہ تباہی کی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس مفلون کا مسخر نہیں ہے؟
 ”باپ اپنے چھوٹے بچہ کو زنا پر بٹھا کر پیار کرتا۔ اور اس کے نرم چپیلے اور گہرے ہونٹے
 بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابلِ فخر انسانی حالت کو بھی قطعی فراموش
 کر کے ننھے بچہ کی دلچسپی کے لئے بالکل مہلک معنی زبان میں گفتگو کرنے لگتا ہے۔ وہ اپنے بچہ
 کی خاطر حکایتیں بیان کرتا اور سنجیدگی۔ قائم مزاجی اور دنیاوی فکر سب کچھ اس پر قربان کر
 دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ساتھ اس کی پھیل کود میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور ان سب باتوں
 کی تر میں صرف یہ امید اس کے لئے باعثِ راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کیلئے دافرو لٹ کا سکول
 اسی فکر میں اس کی ساری زندگی بسر ہوتی ہے۔ اور اس کا انعام؟ ... ہاں اس کا انعام کتنا
 راحت بخش ہوتا ہے۔ بچہ اس کی آمد کے وقت تبسم زار۔ بانغ باز۔ خوشی سے اچھلتا۔ دروازے کے
 باہر سلوم قدموں کی آہٹ سن کر دوڑتا اور ننھے بازو پھیلا کر تو ملی زبان میں کہتا ہے: ”ابا جان!“
 ”ابھی ابھی بچہ جو ان ہو کر باپ کو قتل کرے! ... یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ
 اس پر محبت دل میں خنجر ہو نہ کہ دیں جو ہر وقت اسی کے لئے فکر مند اور مضطرب رہتا
 بنا ابھی معصوم بچہ بانغ ہو کر دینکے ذلیل ترین گناہ کا مرتکب ہوا ... ہائے کیا فطرت
 انسانی اس درجہ قابلِ نفرت ہو سکتی ہے! (مصنف کی تہنیت سے ماخوذ)

گہرے جذبات سے پر تحریک اور لفظی تصویر کشی کا بہترین نمونہ

۶ جلدوں میں مکمل قیمت للہور۔ علاوہ محصول ڈاک

لال برادرسی پارسر روڈ نو لکھا لاہور

دبلیو سیٹم پریس لاہور میں باہتمام لال برادرسی نو لکھا لاہور چھپا

فسانہ لندن

سلسلہ ثانی

مکمل اردو ترجمہ ۲ جلدوں میں

از منشی ترقیہ نام صاحب فیروز پوری

رینٹلڈس کے سرکردہ آرنالڈ سٹریٹ لندن کے دو سلسلے ہیں۔ یایوں کہنا چاہیے کہ دو جہاگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بہیمانہ نقص مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جہاگیر کٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور محرکات کی اعتبار سے یہ سلسلہ... اگر ممکن سمجھا جائے... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلے کی ایک تیزابی خود مصیبت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی غریبوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری غریبوں کو توقف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں قیاضی اور فساد کا جو ہر موجود ہو۔ اور خدا اسے نیکی کی توفیق دے تو وہ اپنی ثلثت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ میرا پنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کے لئے تو وہ غریب ایک ایسے ذہر دست ایثار کا ثبوت دیتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے جہاں اس داستان میں سیکڑوں نئے کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ مصنف کے سامنے نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حکمت و سکنت آپ کے لئے غایت درجہ دلچسپی رکھتی ہیں۔

مفت ۲۹۹۴ صفحات سے زیادہ قیمت ۱۱ روپے ۱۱۱۱ محصور لڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲ روپے ۱۱۱۱ محصور لڈاک ہے۔

لال برادر س، پارسنسر روڈ، ٹونکھالا پور

بینا لٹرس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات قیمت
مطربین لندن (سلسلہ اول)	فانٹائن (۱۷۷)	منشی تیرتہ رام صاحب فیروز پوری	۱۷۷ ۲۳۴
"	(سلسلہ ثانی) (۱۷۸)	"	۱۷۸ ۲۶۴
پیری سائڈ	باپ کا قاتل (۱۷۹)	منشی بشیر الدین صاحب بلہوری	۱۷۹ ۵۲۵
سمیٹرس	سوزن عشق	نذیرت بشیر لٹ صاحب سپرد	۵۱۹ ۵
چوپ خان	طلحات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۷۰۰ ۱۲
خارٹ	فریب من	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰ ۸
سے ڈیٹن	شکست دل	سرطانی ایم کمار	۱۳۶ ۱۷
یسی با شادان منگریا	فانہ الدین دلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۶ ۱۸
بروز پیٹچ	عبث فرنگ	منشی رام نائن صاحب	۶۲۴ ۱۹
مارگٹ	مارگٹ	منشی کر جاسٹ صاحب بی بی	۱۳۸ ۱۷
عمر	عزیزا (۱۸۰)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۳ ۱۸
سوجس ہایف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر گلشنیت صاحب مابر	۱۴۴ ۱۲
روز البرٹ	روز البرٹ (۱۸۱)	منشی جے نائن صاحب مارو کھنوی	۳۵۶ ۱۸
نیکو و مینسر	اسرار (۱۸۲)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۴ ۱۸
وگیز دی و ہولف	وگیز و نیڈا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۴ ۱۹
مارٹر لموئیز بک کیس	دھوکا یا فلسفی فائوس	منشی سجاد حسین صاحب مہم	۳۶۱ ۱۹
کیٹھ	پاداش گل (۱۸۳)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰ ۱۹
میری پرائس	سرگزشت (۱۸۴)	منشی نواز علی صاحب	۱۱۰ ۱۹
انفرد	شاد کام	منشی ابھجین خالص صاحب مہم	۲۱۰ ۱۹
نوزان دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی بی مہم	۲۱۰ ۱۹
نیگن چن	شام جوانی (۱۸۵)	منشی ذہبت لٹ صاحب نظر کھنوی	۶۰۰ ۱۹
فشرین	نیزنگ	سید امجد شاہ صاحب کھنوی	۹۵ ۱۸

لال برادر سس ۶ پار سنسر روڈ ٹونکھا لاہور

جایح سیم پری لاہور میں باہتمام لالہ امیر داس پرنٹر چھپایا

رف

۸
۲۳
شعبی شریفه رزم فیرد نورج
منا نه لکن ۱۱

۱۱
۲۶
۱۱

کتابخانه
جامعه
۱- در این کتاب
عاشق شریف
۲- در این کتاب
۳- در این کتاب
۴- در این کتاب
۵- در این کتاب
۶- در این کتاب
۷- در این کتاب
۸- در این کتاب
۹- در این کتاب
۱۰- در این کتاب
۱۱- در این کتاب
۱۲- در این کتاب
۱۳- در این کتاب
۱۴- در این کتاب
۱۵- در این کتاب
۱۶- در این کتاب
۱۷- در این کتاب
۱۸- در این کتاب
۱۹- در این کتاب
۲۰- در این کتاب
۲۱- در این کتاب
۲۲- در این کتاب
۲۳- در این کتاب
۲۴- در این کتاب
۲۵- در این کتاب
۲۶- در این کتاب
۲۷- در این کتاب
۲۸- در این کتاب
۲۹- در این کتاب
۳۰- در این کتاب
۳۱- در این کتاب
۳۲- در این کتاب
۳۳- در این کتاب
۳۴- در این کتاب
۳۵- در این کتاب
۳۶- در این کتاب
۳۷- در این کتاب
۳۸- در این کتاب
۳۹- در این کتاب
۴۰- در این کتاب
۴۱- در این کتاب
۴۲- در این کتاب
۴۳- در این کتاب
۴۴- در این کتاب
۴۵- در این کتاب
۴۶- در این کتاب
۴۷- در این کتاب
۴۸- در این کتاب
۴۹- در این کتاب
۵۰- در این کتاب
۵۱- در این کتاب
۵۲- در این کتاب
۵۳- در این کتاب
۵۴- در این کتاب
۵۵- در این کتاب
۵۶- در این کتاب
۵۷- در این کتاب
۵۸- در این کتاب
۵۹- در این کتاب
۶۰- در این کتاب
۶۱- در این کتاب
۶۲- در این کتاب
۶۳- در این کتاب
۶۴- در این کتاب
۶۵- در این کتاب
۶۶- در این کتاب
۶۷- در این کتاب
۶۸- در این کتاب
۶۹- در این کتاب
۷۰- در این کتاب
۷۱- در این کتاب
۷۲- در این کتاب
۷۳- در این کتاب
۷۴- در این کتاب
۷۵- در این کتاب
۷۶- در این کتاب
۷۷- در این کتاب
۷۸- در این کتاب
۷۹- در این کتاب
۸۰- در این کتاب
۸۱- در این کتاب
۸۲- در این کتاب
۸۳- در این کتاب
۸۴- در این کتاب
۸۵- در این کتاب
۸۶- در این کتاب
۸۷- در این کتاب
۸۸- در این کتاب
۸۹- در این کتاب
۹۰- در این کتاب
۹۱- در این کتاب
۹۲- در این کتاب
۹۳- در این کتاب
۹۴- در این کتاب
۹۵- در این کتاب
۹۶- در این کتاب
۹۷- در این کتاب
۹۸- در این کتاب
۹۹- در این کتاب
۱۰۰- در این کتاب

